القواعد الأربع

[چار بنیادی قاعدے]

تالیف: شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ

اردو ترجمہ اور فوائد: ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ)

(دروس کی ٹرانسکرپٹ)

فہرست

01.چار بنیادی قاعدے-مقدمہ 3

02.چار بنیادی قاعدے-پہلا قاعدہ 16

03.چار بنیادی قاعدے-دوسرا قاعدہ 24

04.چار بنیادی قاعدے-تیسرا قاعدہ 35

05.چار بنیادی قاعدے-چوتھا قاعدہ 50

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ:

01.چار بنیادی قاعدے-مقدمہ

[تعارف مؤلف الکتاب، بسم اللہ کے فوائد اور پیغام، برکت، صبر وشکر اور توبہ، طہارت اور توحید]

سب تعریفیں اللہ تعالی کے لیے جو سب جہانوں کے مالک ہیں اور درود وسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنہیں اللہ تعالی نے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

عقیدہ: جیسے علماء بیان کرتے ہیں ہمیشہ بنیادوں سے شروع کرنا چاہیے۔بغیر بنیاد کے جو بات ہوتی ہے یا جو علم حاصل کیا جاتا ہے:

1۔وہ علم ایک تو زیادہ دیر نہیں رہتا اور

2۔اس شخص کو جس نے علم حاصل کیا ہے اس کا زیادہ دیر تک فائدہ بھی نہیں ہوتا اور وہ پریکٹیکلی بھی اس پر عمل نہیں کر سکتا اگر بنیادیں درست نہ ہوں۔

کیوں کہ عقیدے کا علم ایک ایسا عظیم علم ہے جس کے بغیر مسلمان مسلمان ہی نہیں رہتا اور یہ علم ہر مسلمان پر فرض ہے، فرض عین ہے جیسے نماز فرض ہے بلکہ نماز سے بھی اہم حصہ رکھتا ہے یہ علم کیوں کہ جیسے صحیح حدیث میں آیا ہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مشہور حدیث:

''بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ''(کہ اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں)سب سے پہلی بنیاد ہے''شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ''پھر دوسرے نمبر پر''وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ بَيْتِ اللّٰه مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا''۔متفق علیہ مشہور حدیث ہے صحیح بخاری مسلم میں۔

تو اسلام کی بنیادیں ہیں، اسی طریقے سے سب سے پہلی بنیاد ہے کلمہ شہادت اور کلمہ شہادت ہی بنیاد ہے عقیدے کی۔اس کلمہ شہادت کو سمجھنے کے لیے جو ہمارا عقیدہ ہے جو ہماری بنیاد ہے علماء نے چند قاعدے بیان کیے ہیں تا کہ یہ علم جو عقیدے کا ہے یہ آسان ہو جائے۔تو آئیے دیکھتے ہیں ان قواعد میں سے یا ان عقیدے کے بنیادی مسائل میں سے اور رسائل میں سے چند علماء نے ایسی کتابیں اور چھوٹے رسالے تالیف کیے ہیں ان میں آج ان شاء اللہ جس کا آغاز کرتے ہیں وہ ہے''القواعد الأربع''(چار بنیادی قاعدے)۔اور یہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے۔چند اوراق پر یہ مشتمل ہے لیکن یہ رسالہ اتنا عظیم ہے کہ ان شاء اللہ جب اس کی شرح بیان کریں گے تو جو بنیادی مسائل ہیں توحید اور شرک کو سمجھنے کے لیے یہ نمایاں ہو جائیں گے اور ہر طالب علم تو کیا میرا خیال ہے عوام الناس میں بھی اگر اس کو سمجھ لیں تو کبھی بھی توحید اور شرک کو سمجھنے میں غلطی نہیں کریں گے ان شاء اللہ۔تو آئیے دیکھتے ہیں القواعد الأربع میں کیا ہے۔

اس سے پہلے یہ القواعد الأربع ہم بیان کریں اور اس پر بات کریں شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ یہ شخص کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ اس کی سیرت کیا ہے؟ اور ہمارے مخالفین جو ایک بات مشہور کیے ہوئے ہیں کہ وہابی مذہب ایک پانچواں مذہب آیا ہے وجود میں یہ بھی بنیادی باتوں میں سے ہے اور یہ بھی حق ہے اس عالم کا ہمارے اوپر کہ ہم جب ان کی کتابیں یا یہ رسالے جب ہم بیان کریں تو یہ ان کا حق ہے ہمارے اوپر کہ یہ بیان کریں یہ شخص کون ہے اور کس طریقے سے یہ شخص مشہور ہوا اور مخالفین نے بھی اس شخص کو ایک مذہب جیسا وہ سمجھتے ہیں کہ نیا مذہب آ گیا آخر کیا وہ ایسی بات تھی وہ کیا کنڈیشنز تھیں اور شیخ صاحب رحمہ اللہ نے کس طریقے سے یعنی ان سب مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر بلانے کی کوشش کی اور بلکہ بلا یا بھی الحمد للہ اور کافی لوگوں نے استجابت بھی کی مخالفین کے ہوتے ہوئے بھی۔

تو شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃاللہ علیہ، ان کا پورا نام ہے محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان التمیمی۔ان کی پیدائش سعودی عرب کے ایک گاؤں عیینہ میں ہوئی سن 1115ھ میں اور ایک علمی گھرانے علمی خاندان سے ان کا تعلق تھا۔ان کا دادا سلیمان، شیخ سلیمان رحمۃاللہ علیہ اپنے وقت کے مشہور فقہاء اور علمائے نجد میں ان کا شمار ہوتا تھا اور ان کے والد بھی عالم تھے، علم حاصل کیا اور اللہ تعالی نے ان کو توفیق دی اتنے مطلب شوق سے انہوں نے علم حاصل کیا کہ دس سال کی عمر میں وہ قرآن کے حافظ ہو گئے، دس سال سے پہلے قرآن کا حافظ قرآن کو حفظ کر لیا۔اور اتنی چھوٹی عمر میں ہی انہوں نے اپنے والد سے، اپنے دادا سے، اپنے عیینہ میں جو علماء تھے ان سے علم حاصل کرنا شروع کیا اس کے بعد مکہ کی طرف اور مدینہ کی طرف ہجرت کر کے بھی علم حاصل کیا اور سعودی عرب سے باہر شام کی طرف بھی انہوں نے ہجرت کی اور علم حاصل کیا۔

اور جب انہوں نے توحید کی دعوت شروع کی تو سب سے پہلے مخالفین اس کے اپنے لوگ تھے جو وہاں پر رہتے تھے کیوں کہ جیسے آپ جانتے ہیں کہ توحید اللہ تعالی کا وہ دین ہے یا واحد دین ہے جس کے سوا اللہ تعالی کوئی دین بھی قبول نہیں فرماتا اور وہ ہے دین اسلام۔یہی دین تھا سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والسلام کا سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا، سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا۔

جتنے بھی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام آئے سب کا دین ایک ہی تھا﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ...﴾(آل عمران:19) اور وہ ہے توحید، جس کی بنیاد ہے توحید۔

تو لوگ توحید میں تھے لیکن پوری دنیا میں شرک پھیل چکا تھا اور اس کے اثرات (شرک کے اثرات) جزیرۂ عرب میں بھی موجود تھے یہاں پر بھی شرک موجود تھا جو قبر پرستی کی شکل میں موجود تھا اور لوگ جو عوام الناس ہیں اور جاہل لوگ تھے وہ اسی کو توحید سمجھتے تھے اور اسی کو دین سمجھتے تھے۔

تو شیخ صاحب رحمہ اللہ کی دعوت میں جو ان کو رکاوٹ ہوئی ان کے اپنے شہر سے ہوئی بلکہ امیر الاحساء، احساء اس وقت جو ہے یہ قصیم وغیرہ کا علاقہ سارا احساء کا علاقہ جسے آپ جانتے ہیں یہ سب ایک علاقہ تھا اس کا ایک ہی امیر تھا اور اس وقت انہوں نے سخت مخالفت کی اور عیینہ کے امیر کو خط لکھا کہ اس شخص کو یہاں سے نکال دو۔تو شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃاللہ علیہ عیینہ سے نکلتے ہیں اور درعیہ کی طرف جاتے ہیں۔امیر درعیہ امام محمد بن سعود رحمۃاللہ علیہ وہ جب ان کی دعوت سنتے ہیں کہ ان کی توحید خالص کی دعوت ہے اور شیخ صاحب رحمہ اللہ ان کو قائل کرتے ہیں کہ یہی دعوت ہے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی اور یہی ایک راستہ ہے ایک ہی ذریعہ ہے نجات کا دنیا اور آخرت میں۔اور شیخ صاحب رحمہ اللہ نے ان سے ایک وعدہ کیا کہ دیکھیں قرآن مجید کو اٹھا کر دیکھیں اور صحیح احادیث کا اور سیرت کی کتابوں کا اگر آپ مطالعہ کریں تو اللہ تعالی کا اس میں ایک وعدہ ہے کہ جس نے بھی توحید کا اہتمام کیا ہے علماً و تعلماً کہ علم حاصل کیا اور اس کی تعلیم دی اور اس پر عمل بھی کیا اور اس کی دعوت بھی دی تو اللہ تعالی کبھی ایسے شخص کو ایسے نہیں چھوڑے گا اور کامیابی ہمیشہ ایسے ہی لوگوں کی ہوتی ہے۔

اور قرآن مجید میں آپ دیکھیں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے مخالفین جتنے بھی آئے اور توحید کے جتنے بھی خلاف انہوں نے پروپیگنڈہ کیا یا توحید کو توڑنے کی کوشش کی آخر میں کامیابی ہمیشہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ہوئی اور ان کا نام آج بھی موجود ہے اور ان شاءاللہ تا قیامت بھی موجود رہے گا۔جو مخالفین ہیں ان کا نام کہاں ہے؟ کون سردار تھے؟ کیا ان لوگوں نے کیا؟ کچھ نہیں جانتے ہم، سوائے چند لوگوں کے جن کے نام قرآن مجید میں یا صحیح حدیث میں محفوظ ہیں۔ابو لہب کا نام موجود ہے قرآن مجید میں ہم جانتے ہیں یہ مخالفین میں سے تھا، ابو جہل کا نام موجود ہے ہم جانتے ہیں یہ مخالفین میں سے تھا۔لیکن اصل بات اور حق بات یہ ہے کہ آخر میں ہمیشہ کامیابی موحد کی ہی ہوتی ہے۔

امیر درعیہ نے جب یہ دیکھا کہ بات بالکل درست ہے انہوں نے ان کا ان کا ساتھ دیا دونوں اماموں نے مل کر دعوت توحید کو اس ملک میں زندہ کیا اور توحید کی روشنی الحمدللہ جیسے آپ دیکھتے ہیں آج میرا خیال ہے پوری زمین کے اوپر پھیل گئی ہے اور پوری دنیا میں ماشاءاللہ توحید کا جھنڈا لہراتا ہے آپ دیکھتے ہیں۔باہر کے ملکوں میں بھی یہ چیز موجود ہے مطلب یہ دعوت جو ہے یورپ، امریکہ میں اور انڈونیشیا میں، انڈیا، پاکستان میں یہ دعوت پھیل گئی ہے الحمدللہ صرف اللہ تعالی کا فضل و کرم ہے۔

ایک چھوٹے سے علاقے، چھوٹے سے گاؤں سے شروع ہوا اور آہستہ آہستہ آپ دیکھیں کہاں تک پہنچ گیا اور یہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ جس نے بھی توحید پر اخلاص کے ساتھ (شرط اخلاص کی ہے) کسی بھی دنیا کے لوگوں کو دکھانے کے لیے نہیں، یہ نہیں کہ مجھے اس دنیا سے کچھ ملے گا یا مجھے زمین کی ضرورت ہے یا

کرسی کی ضرورت ہے، بالکل نہیں۔ جس نے بھی توحید کی دعوت کو لیا اور اپنی زندگی کا ایک مقصد بنا دیا اخلاص نیت کے ساتھ اور اتباع سنت کے ساتھ، دعوت و تبلیغ بھی عبادت ہے دعوت و تبلیغ بھی بغیر اخلاص اور اتباع کے نہیں ہو سکتی۔ تو اس انداز سے ان دونوں علماء نے اور اماموں نے اس دعوت کو پھر سے اس جگہ پر زندہ کیا الحمدللہ اور اس طریقے سے یہ توحید کی روشنی پھیل گئی۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا کا واحد ملک ہے جہاں پر آپ کو ظاہراً کوئی مزار نہیں ملے گا کہیں بھی، پورے سعودی عرب میں آپ دیکھ لیں کہیں بھی نہیں ملے گا آپ کو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد ان اماموں کو ان علماء کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے ان کا بھی احسان ہے حقیقت بات ہے امت پر کہ کس طریقے سے انہوں نے مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے اللہ تعالیٰ کی توحید کی سربلندی کی ہے۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی وفات سن 1206ھ میں ہوئی۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ نے اس رسالے کا جو آغاز ہے وہ ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ سے کیا۔

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ کا عام ترجمہ جو ہم کرتے ہیں جو ہم سنتے آئے ہیں ہمیشہ (شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے)۔ اور یہی ترجمہ رائج ہے اور اس ترجمے کی جو بنیاد ہے کچھ علماء یہ کہتے ہیں کہ یہی ترجمہ درست ہے اور کچھ علماء کہتے ہیں کہ اس ترجمے سے بہتر یہ ترجمہ ہے کہ (اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے)۔ یعنی شروع کا لفظ پہلے نہیں ہونا چاہیے بلکہ شروع کا لفظ بعد میں ہونا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا نام پہلے کرنا چاہیے۔

دونوں باتیں درست ہیں لیکن زیادہ اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو دوسری بات صحیح ہے جو ہم اس مفہوم کو بیان کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کیسے۔ عربی زبان میں ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾۔ ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ﴾ یہ دو لفظوں پر مشتمل ہے، یہ کلمہ ایک لفظ ہے ایک کلمہ ہے دو لفظوں پر مشتمل ہے۔ "باء" کا حرف لفظ سمجھا جاتا ہے جسے کہتے ہیں حروف الجر "باء"۔ Prepositions انگلش میں کہتے ہیں، اسم یعنی Noun نام۔ تو ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ﴾ (اللہ تعالیٰ کے نام سے) ﴿الرَّحۡمٰنِ﴾ (وسیع رحمت والا) ﴿الرَّحِیۡمِ﴾ (رحم کرنے والا)۔ اب ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ﴾ میں ﴿الرَّحۡمٰنِ﴾ اور ﴿الرَّحِیۡمِ﴾ میں کیا پیغام ہے اور کیا فائدے ہیں یہ دیکھتے ہیں۔

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ﴾ (اللہ تعالیٰ کے نام سے) حرف باء جو ہے اس کے یہاں پر دو عظیم فائدے ہیں۔ اس کا استعمال کیوں ہوا ہے؟ دو عظیم فائدے ہیں:

1۔ مدد کے لیے

2۔ برکت کے لیے

یعنی کہ اللہ تعالیٰ میں تیرے نام سے مدد لیتے ہوئے برکت حاصل کرنے کے لیے یہ عمل کر رہا ہوں۔ یہ باء کا حرف ہو گیا۔ باء کا کیا فائدہ ہے؟ مدد طلب کرنا اور نمبر دو برکت حاصل کرنا۔

اسم اللہ، اسم ﴿اللّٰہِ﴾ یہ صیغہ جو ہے اسے کہتے ہیں مفرد مضاف عربی زبان میں۔ مفرد مضاف ہمیشہ یاد رکھیں جب بھی آئے تو یہ ہوتا ہے عموم کے لیے عام ہے، عربی زبان میں۔ (کیوں کہ یہ علمی بات ہے میں تھوڑی سی معذرت بھی چاہتا ہوں کہ یہ علمی بات ہے اگر آپ ساتھیوں کی سمجھ آ جائے)۔ تو عموم کا مطلب ہے سارے کے سارے نام اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ تعالیٰ میں تیرے ہر بابرکت نام سے مدد طلب کرتا ہوں۔ ایک نام نہیں صرف اللہ نہیں بلکہ جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے نام ہیں ان سب ناموں سے میں مدد طلب کرتا ہوں اور برکت حاصل کرتا ہوں۔

﴿اللّٰہِ﴾ اللہ تعالیٰ کا لفظ جو ہے یہ الٰہ سے ہے جمہور کا جو قول ہے، کچھ علماء کا یہ قول ہے کہ لفظ جامد ہے اس کا کوئی مشتق نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا لفظ ایسے ہی لفظ ہے اس کا کوئی Root word نہیں ہے۔ جو جمہور ہے علماء کا وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ الٰہ سے نکالا گیا ہے، اللہ کا لفظ الٰہ سے اور الٰہ کہتے ہیں معبود کو۔ یہ عربی زبان میں بھی متفق ہے اور شریعت قرآن مجید کی آیات اور احادیث میں بھی یہ بات متفق ہے کہ الٰہ کا مطلب جو ہے وہ معبود ہے۔ تو اللہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا لفظ جو اسم ہے خاص اللہ تعالیٰ کے لیے "واحد معبود"۔ دیکھیں صرف نام میں ایک معبود جو عبادت کا مستحق ہے اور یہ ایسا نام ہے اللہ تعالیٰ کا نام جو ہے پوری عربی زبان میں ایسا نام کوئی نہیں ہے، نہ اس کا کوئی جمع ہے اس لفظ کا کوئی جمع نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی جینڈر ہے کہ آپ Female اس کو نہیں کر سکتے واحد لفظ ہے کوئی نام

ایسا ہے ہی نہیں۔ باقی جتنی بھی زبانیں ہیں جب ترجمہ کرتے ہیں اللہ کا گاڈ میں خدا میں تو جمع ہے ہر لفظ میں جمع ہے ہر ترجمے میں جتنے بھی آپ کرتے ہیں ان میں ہر لفظ کا جمع ہے اس کا جینڈر بھی ہے کہ Male ہے Female ہے مرد ہے عورت ہے مذکر ہے مونث ہے، یہ سب موجود ہے سوائے اس عظیم نام کے۔

﴿الرَّحْمٰنِ﴾ (وسیع رحمت والا)۔ اتنی وسیع ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو بھی اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔ لوگ کفر کرتے ہیں جھٹلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں رزق دیتا ہے صحت اور عافیت دیتا ہے، انہیں اس دنیا میں جینے کی ہر آسائش عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ جانوروں کو بھی رزق عطا فرماتا ہے، پتھر کے اندر اس کیڑے کو بھی رزق عطا فرماتا ہے جس کو رزق دینے سے ساری کی ساری کائنات عاجز ہے پوری کائنات۔ کون دے سکتا ہے پتھر بند ہے اندر ایک کیڑا پھنسا ہوا ہے کون رزق دیتا ہے اسے؟ وہ زندہ کیسے ہے؟ تو کیا ہے کہ کوئی مخلوق آسمان میں ہو، کوئی زمین کے اوپر ہو، کوئی زمین کے اندر ہو، کوئی زمین کے نیچے، ہو سب اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے زندہ ہیں۔

﴿الرَّحِيْمِ﴾ (رحم کرنے والا)۔ یہ نہیں کہ صرف صفت ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت بلکہ صفت بھی ہے اور یہ صفت اپنی مخلوق تک پہنچتی بھی ہے یعنی ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ میں صفت ہے ﴿الرَّحِيْمِ﴾ میں فعل ہے عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت پہنچاتے ہیں اپنے بندوں تک۔

ایک ڈاکٹر ہے اس نے ڈاکٹری کا علم حاصل کیا ہے لیکن مریض نہیں دیکھتا تو لوگوں کو اس کے ڈاکٹر بننے سے کوئی فائدہ ملا؟ کوئی فائدہ نہیں ملا ڈاکٹر تو ہے نام کا ڈاکٹر ہے وہ تو جب تک وہ مریضوں کو وہ فائدہ نہیں پہنچائے گا مریضوں کے لیے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور اس کی ڈاکٹری کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔ "وللہ تعالیٰ" کہ اللہ تعالیٰ الرحمٰن ہیں رحمت وسیع بھی ہے اور پہنچتی بھی ہے لوگوں تک اور پوری کائنات اس رحمت سے استفادہ کرتی ہے۔ تو آیئے دیکھتے ہیں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کا ترجمہ کیا ہے اور مفہوم کیا ہے؟ (اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان وسیع رحمت والا اور رحم کرنے والا ہے)۔ اب یہ بات اگر دیکھی جائے تو یہ تھوڑی سی ناقص ہے (اللہ تعالیٰ کے نام سے بہت مہربان یعنی وسیع رحمت والا رحم کرنے والا)۔ میں کیا کرنا چاہتا ہوں اس نام سے؟ میں کچھ کرنا تو چاہتا ہوں تو ''شروع'' کچھ علماء نے کہا ہے کہ لفظ شروع جو ہے وہ محذوف ہے موجود نہیں ہے شروع کا لفظ اور کچھ علماء نے کہا ہے کہ شروع کا لفظ اگر آپ کریں گے کیا شروع؟ پڑھنا شروع، کھانا شروع، پینا شروع، اٹھنا شروع، بیٹھنا شروع، پکڑنا شروع، چڑھنا شروع، سونا شروع، کیا؟ تو علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ یہاں پر کیوں کہ جو جار اور مجرور ہوتا ہے باسم، یہ جار اور مجرور ہے اس کا کوئی متعلق ہوتا ہے ورنہ جملہ جو ہے بے فائدہ بے مفہوم ہو جاتا ہے بے معنی ہو جاتا ہے۔

اب ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾۔ میں کیا کرنا چاہتا ہوں؟ کچھ علماء نے کہا ہے کہ شروع کا لفظ محذوف ہے، یہ متعلق جو ہے جار اور مجرور کا وہ ہے ''شروع کرتا ہوں'' أبتدأ عربی زبان میں لیکن کیا شروع کرنا چاہتا ہوں؟ اگر آپ کہیں کھانا شروع کرنا چاہتا ہوں پھر آپ کو پھر بیان کرنا پڑے گا تو اس سے بہتر ہے شروع کے لفظ سے آپ یہ کہیں کہ ایک فعل ہے جو محذوف ہے اور مناسب ہے اس مقام پر۔ یعنی اب میں یہ رسالہ پڑھ رہا ہوں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ '' أقرأ '' (پڑھ رہا ہوں)۔ اگر میں کہوں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (شروع کرتے ہوئے) تو آپ کہیں گے کیا شروع کرنا چاہتے ہیں آپ؟ پھر سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے بہت مہربان نہایت رحم والا ہے) پڑھتا ہوں تو یہ پتہ چل جاتا ہے آپ کو کہ آپ نے یہ اس لیے نام استعمال کیا تا کہ آپ پڑھنا چاہتے ہیں۔

تو جو محذوف ہے جو موجود نہیں چیز جسے حذف کر دیا گیا ہے وہ ہے ایک فعل۔ فعل کون سا ہے؟ جو آپ کرنا چاہتے ہیں، پڑھنا چاہتے ہیں تو وہ ''أقراء'' ہو گا ''پڑھتا ہوں'' کھانا چاہتے ہو تو میں کھاتا ہوں، اٹھنا چاہتا ہوں تو میں اٹھتا ہوں، اس کے مطابق یہ فعل لکھا نہیں جائے گا لیکن آپ کے مفہوم میں موجود ہو گا۔ آپ آیئے دیکھیں مفہوم کیا ہے؟ کہ:

''اے اللہ تعالیٰ! میں آپ کے ہر بابرکت نام سے مدد طلب کرتا ہوں اور برکت حاصل کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میں جو کام کرنے جا رہا ہوں جو میں یہ رسالہ پڑھنے جا رہا ہوں اس کی شرح کرنے جا رہا ہوں اسے میرے لیے آسان کر دے میری مدد فرما کر اور مجھے توفیق دے کہ میں اچھے طریقے سے اس کام کو انجام دے سکوں اور اس کام میں میرے برکت بھی ڈال دے تو رحمٰن ہے تیری رحمت اتنی وسیع ہے کہ تو جانوروں کو اور کافروں کو بھی اپنی رحمت سے نوازتا رہتا ہے، میں

تیرا ایک کمزور ضعیف بندہ ہوں محتاج ہوں تیری رحمت کا مجھ پر بھی اپنی رحمت نازل کر کے رحم فرما کر میرے لیے یہ کام آسان کر اس میں برکت ڈال دے"۔یہ ہے ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ کا مفہوم۔

آگے چلیں، شیخ صاحب رحمہ اللہ نے اس رسالے کی شروعات ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ کے بعد ایک دعا سے شروع کی ہے اور شیخ صاحب رحمہ اللہ کی یہ عادت ہے آپ کوئی تصنیف دیکھ لیں اکثر تصانیف میں شیخ صاحب رحمہ اللہ جو ہیں دعا سے شروع کرتے ہیں تو اپنی جو بات ہے وہ ہمیشہ دعا سے شروع کرتے ہیں ۔اس رسالے میں شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "أَسْأَلُ اللهَ الْكَرِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَتَوَلاَّكَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ"۔

"أَسْأَلُ اللهَ الْكَرِيمَ" (میں اللہ تعالیٰ کے نام سے سوال کرتا ہوں جو کریم ہے کرم کرنے والا ہے)"رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ" (جو عرش عظیم کا ربّ ہے)"أَنْ يَتَوَلاَّكَ" (کہ اللہ تعالیٰ جو کریم ہے اپنے کرم سے تجھے مدد دے تجھے توفیق دے)

"فِي الدُّنْيَا" (دنیا میں تیری مدد کرے اور ہدایت اور توفیق اور حفاظت سے)"وَالآخِرَةِ" (اور آخرت میں تجھے جنت عطا فرمائے)۔یعنی جو شخص یہ رسالہ پڑھ رہا ہے یا جو سن رہا ہے اس کے لیے یہ دعا ہے اس پہلے کہ میں اپنی بات بیان کروں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ربّ کریم جو عرش عظیم کا مالک ہے کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کی حفاظت کرتا ہے، پوری کائنات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اور قبضے میں ہے، عرش عظیم کا مالک ہے۔اور عرش آپ جانتے ہیں سب سے بڑی مخلوق عرش ہے ۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کرسی کے سامنے یہ حیثیت رکھتے ہیں کہ جیسے ایک صحرا میں ایک رنگ ڈال دیں، رنگ "حلقہ" آپ ڈال دیں صحرا میں۔اس حلقہ کی کیا اوقات ہے کوئی حیثیت ہے؟ تو کرسی کے سامنے ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر ساتوں زمینوں کے ایسے جوڑ دیں اور ساتوں آسمانوں کو بھی جوڑ دیں اور ایک حلقہ بنا دیں جوڑ کر وہ ایسے لگے گا کرسی کے سامنے جیسے ایک صحرا میں ایک چھوٹا سا ایک حلقہ ایک رنگ پڑا ہوا اور کرسی عرش کے سامنے یہی حیثیت رکھتی ہے کہ جیسے ایک صحرا میں ایک حلقہ پڑا ہو عرش کے سامنے۔تو عرش اتنی عظیم مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کی اور جب عرش اتنی عظیم مخلوق ہے تو عرش کا ربّ کیا ہوگا عرش کے ربّ کی کیا عظمت ہوگی! جب یہ ربّ اتنا عظیم ہے تو کریم بھی ہے، کریم کا مطلب ہے وسیع، کریم کے معنی میں سے وسیع بھی ہے یعنی رحمت ہے تو بہت وسیع ہے، طاقت ہے تو بہت وسیع ہے یعنی جس کی کوئی لمٹ نہیں ہے۔

تو جو ایسا ربّ ہے جو عظیم بھی ہے اور کریم بھی ہے تو میں اس ربّ سے سوال کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ جو شخص یہ رسالہ پڑھ رہا ہے یا سن رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت میں لے لے اور اس بندے کی حفاظت کرے دنیا میں اور آخرت میں۔دنیا میں حفاظت کیسے کرے؟ ہدایت دے کر صراط مستقیم اس کے لیے آسان کر دے اور آخرت میں اسے جنت عطا فرما دے۔

"وَأَنْ يَجْعَلَكَ مُبَارَكًا أَيْنَمَا كُنْتَ" (اور اللہ تعالیٰ تجھے مبارک بنائے جہاں پر بھی تم ہو)۔یہ دوسری دعا ہے، دنیا کے کسی کونے میں تم ہو اللہ تعالیٰ تجھے مبارک بنائے۔ مبارک کا مطلب ہے لفظ "بركة" جو ہے اکثر لوگ غلطی بھی کرتے ہیں اس میں یہ بھی میں ذرا بیان کر دوں برکت کیا ہوتی ہے؟ برکت کا مطلب ہے خیر کثیر، بہت ہی زیادہ خیر۔اور یہ لفظ عربی زبان میں دو چیزوں سے لیا گیا ہے "بروك الجمل" (اونٹ کا بیٹھنا)۔اونٹ، اونٹ ہوتا ہے نا اس کا بیٹھنا اور "بركة" سے کہتے ہیں کنویں کو۔تو یہ لفظ برکت کا بركة کا عربی زبان میں کہاں سے آیا ہے؟ یہ لفظ جو ہے ان دو چیزوں سے آیا ہے۔

"بروك الجمل" جو ہے جب اونٹ بیٹھ جاتا ہے ایک جگہ پر تو جلدی نہیں اٹھتا باقی جتنے جانور دیکھیں آپ بیٹھ جائیں گے آپ تھوڑا سا کریں گے وہ اٹھ کر بھاگ جائیں گے اونٹ واحد جانور ہے جب تک آپ اسے اٹھائیں گے نہیں وہ اٹھے گا نہیں، جب بیٹھتا ہے تو اٹھنے کا نام نہیں لیتا اور بیٹھتا بڑی مشکل سے ہے۔تو یہ ثبوت اور استقرار اس لفظ سے لیا گیا ہے "بروك الجمل" سے ثابت ہے اور مستقر ہے لمبی دیر تک۔

"بركة" جو ہے کنواں، کنویں میں کیا ہوتا ہے؟ پانی اور پانی سب سے بڑا خیر ہے، اس دنیا میں جتنی بھی زندہ چیزیں ہیں وہ پانی سے ہی ہیں ﴿وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ﴾(الانبیاء:30) اس پانی سے ہر چیز زندہ ہے تو خیر کثیر ہے یعنی خیر کثیر بھی ہے اور مستقر بھی ہے اور لمبے عرصے تک رہتا ہے اس کو کہتے ہیں برکت۔اور یاد رکھیں برکت جو ہے بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتی دین کا حصہ ہے۔آپ کوئی چیز سمجھتے ہیں کہ کوئی چیز مبارک ہے اس میں برکت ہے اس میں خیر کثیر ہے اس کی دلیل ہونی چاہیے اگر دلیل نہیں ہے تو اس میں برکت آپ ثابت نہیں کر سکتے، مثال کے طور پر کچھ جگہیں مبارک ہیں۔اگر میں کہوں کہ یہ کمرہ مبارک ہے

توآپ کہیں گے بھئی کون سی بات کر رہے ہیں دلیل مجھے بیان کریں کہ یہ کمرہ کیسے مبارک ہے؟ میں اگر دلیل بیان کر سکوں تو میں سچا ہوں اگر دلیل نہیں ہے تو میں جھوٹا ہوں۔اب حرم شریف جو ہے حرم مکی جو ہے یہ مبارک ہے۔کیسے مبارک ہے آخر خیر کہاں سے ہے اس حرم میں؟ کہ جو شخص ایک نماز پڑھتا ہے اس کو ایک لاکھ کے برابر کا ثواب ہے۔تو خیر کثیر ہے کہ نہیں؟ خیر ہے تو یہ برکت ہے۔مدینہ کا حرم مسجد نبوی وہ بھی برکت ہے اس میں ایک نماز ایک ہزار کے برابر ہے۔مسجد اقصیٰ برکت ہے ایک نماز پانچ سو کے برابر ہے۔اچھا مساجد جو ہیں عام مساجد جو ہیں کیا برکت ہے کہ نہیں؟ برکت ہے۔کیوں؟اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اس میں نماز پڑھتے ہیں اس میں خیر ہے،اللہ کا ذکر کرتے ہیں اس میں خیر ہے،قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اس میں خیر ہے،اس کی دلیل موجود ہے۔

لیکن فلاں قبر ہے،فلاں مزار ہے یہ مبارک ہے ﴿قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ﴾(البقرۃ:111)اپنی دلیل بیان کروا گر ہے تو ہماری سر آنکھوں پر ہے اگر نہیں تو آپ یہ نہ کہو یہ برکت والی ہے،یہ جگہ مبارک ہے یہ کبھی نہیں کہہ سکتے آپ۔

اب کچھ چیزیں مبارک ہیں،زمزم کا پانی مبارک ہے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ"(زمزم کا پانی اسی چیز کے لیے ہے جس کے لیے آپ نے پیا ہے)۔یعنی آپ نیت کر کے پییں کہ میں بیمار ہوں مجھے شفاء ہو شفاء ہو کر رہے گی ان شاءاللہ۔آپ کا کام رکا ہوا ہے آپ کو پریشانی ہے آپ نے اس نیت سے پیا ہے پریشانی دور کام ہو جائے گا ان شاءاللہ۔جتنی آپ کی نیت پختہ ہو گی اتنا ہی اس کا اثر ہو گا ان شاءاللہ بشرطیکہ ہے کہ توحید کا نور دل میں ہمیشہ رہے،مشرکین،مبتدعین کے لیے نہیں یاد رکھیں۔

تو برکت کچھ جگہوں میں ہے اور کچھ چیزوں میں ہے۔حبہ سوداء برکت ہے۔کیوں؟کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ (حبہ سوداء شفاء ہے ہر بیماری سے سوائے موت کے)۔تو اس میں بھی برکت ہے تو برکت کسی چیز میں ثابت کرنے کے لیے آپ کے پاس دلیل ہونی چاہیے یہ قاعدہ یاد رکھیں ہمیشہ اگر دلیل نہیں ہے تو برکت ہے ہی نہیں دلیل ہے تو برکت ہے ہماری سر آنکھوں پر ہے۔

اب مکہ میں ایک شخص جاتا ہے مکہ کی دیواروں کو یہ جو حرم مکی ہے دیواروں کو ہاتھ لگا کر جسم پر لگاتا ہے یا اس کو بوسہ دیتا ہے،اب آپ نے دیکھا ہو گا عمرہ کرتے ہوئے،حج کرتے ہوئے۔کیا یہ جائز ہے؟ جائز نہیں ہے۔پریشان کیوں ہو گئے آپ! جائز نہیں ہے۔کیوں جائز نہیں ہے؟ ﴿قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ﴾۔مکہ حرم ہے،مسجد الحرام میں جو برکت ہے وہ دیواروں پر ہاتھ لگانے سے نہیں ہے وہ اس میں نماز پڑھنے سے ہے،قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے ہے،اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے ہے۔کیوں؟کیونکہ اس کی دلیل تو موجود ہے لیکن اس کی دلیل کہاں ہے کہ آپ جو ہے دیواروں کو ہاتھ لگا کر چومتے رہو؟!

حجر اسود کو بوسہ دینا جائز ہے؟ جائز ہے۔کیوں؟اس میں دلیل ہے حجر اسود میں برکت ہے،جیسے ایک روایت میں آیا ہے کہ (حجر اسود جو ہے بالکل سفید تھا دودھ کی طرح تو لوگوں کے گناہوں نے کالا کر دیا اور حجر اسود نام رکھ دیا گیا)۔اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول مشہور ہے(میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے میں تجھے اس لیے بوسہ دے رہا ہوں کیوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا کہ تجھے بوسہ دے رہے تھے)۔تو جس میں دلیل ہے اس کی برکت ثابت ہے اس پر عمل بھی ہے اور جس کی دلیل نہیں اس کی برکت نہیں ہے۔

"وَأَنْ يَجْعَلَكَ مُبَارَكًا أَيْنَمَا كُنْتَ"(جہاں پر بھی ہو اللہ تعالیٰ تجھے مبارک بنائے)۔

اور یاد رکھیں جس نے توحید کا علم حاصل کیا تو وہ شخص مبارک ہے۔مبارک کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے ہاتھ چومتے رہو اور اس کو مسح کرتے رہو،مبارک علماء کی برکت ان کے جسم میں نہیں ہے علماء کی برکت ان کے علم میں ہے ان سے علم حاصل کرو یہ ان سے برکت ہے۔کیونکہ ایک کہنے والے نے تو یوں بھی کہا کہ (فلاں شخص نے اپنے محدث استاد کا بلغم بھی پیا تھا)۔تعجب کی بات ہوتی ہے واللہ! برکت کے طور پر۔ارے اللہ کے بندے! یہ کس نے کہا کہ ان کے بلغم میں برکت ہے؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک تھا،نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلغم مبارک تھا،ان کا لعاب مبارک تھا،ان کے بال مبارک تھے،صحیح بخاری اور مسلم میں روایت موجود ہے ان کی دلیل موجود ہے۔تو اس کی دلیل کہاں ہے آپ کے پاس کہ یہ عالم یا آپ کا بزرگ جو شیخ ہے یہ بھی مبارک ہے کہ آپ اس کا بلغم بھی پیئیں؟ یا ان کے جسم سے مسح کریں؟ تو علماء کی برکت ان کے علم میں ہے ان کا علم جہاں بھی پہنچتا ہے خیر کثیر ہے کہ

نہیں؟ خیر کثیر ہے۔ تو علماء کی برکت ان کے علم میں ہے اور جو شخص بھی توحید کا علم حاصل کرے ان بنیادی اصول کے ساتھ اور اس علم کو جہاں بھی جائے گا اس کے ساتھ ہے۔ انسان کا مال ضائع ہو سکتا ہے، انسان کا گھر ختم ہو سکتا ہے، بیوی بچے ختم ہو سکتے ہیں، مصیبتیں آتی رہتی ہیں انسانوں پر لیکن جب تک انسان سانس لے رہا ہے اور زندہ ہے اس کا علم موجود ہے إلّا یہ کہ وہ پاگل ہو جائے یا وہ مر جائے جب تک اس کی عقل موجود ہے تو اس کے اندر اس کا علم موجود ہے جہاں جائے گا یہ برکت اس کے ساتھ ہے۔

"وَأَنْ يَجْعَلَكَ مِمَّنْ إِذَا أُعْطِيَ شَكَرَ" (اور اللہ تعالیٰ تجھے ان لوگوں میں کر دے ان لوگوں میں آپ کا شمار ہو جائے جنہیں جب اللہ تعالیٰ کچھ اپنی نعمتیں عطا فرماتا ہے تو وہ شکر کرتے ہیں)" وَإِذَا ابْتُلِيَ صَبَرَ" (اور جب کوئی مصیبت آتی ہے تو صبر کرتے ہیں)" وَإِذَا أَذْنَبَ اسْتَغْفَرَ" (اور جب کوئی گناہ کرتے ہیں تو توبہ استغفار کرتے ہیں)۔

اللہ اکبر کتنی پیاری دعا ہے! اور یہ جو الفاظ ہیں صحیح مسلم کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ"۔ بڑی عظیم حدیث ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں" عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ" (مومن کے امر میں ہمیشہ عجب ہوتا ہے تعجب ہوتا ہے)۔ مومن جو ہوتا ہے ایسے عمل کرتا ہے کہ لوگوں کو تعجب ہوتا ہے دیکھنے والے کو تعجب ہوتا ہے کہ یہ کیسا مومن ہے کیسا بندہ ہے!" إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ" کیا ہمیشہ خیر میں رہتا ہے؟ (ہمیشہ خیر ہے)۔ مومن کی عجب بات یہ ہے کہ ہمیشہ خیر میں ہے خوشی میں خیر، غمی میں خیر، مصیبت میں خیر، ہمیشہ خوش ہمیشہ خیر۔ کیسے؟ اب دیکھیں کیسے۔ اس پہلے کہ کیسے "وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ"۔ پھر تاکید کی گئی ہے، یاد رکھیں جو بات بیان ہو رہی ہے یہ صرف مومن کے لیے ہی ہے یعنی اس سے پہلے میں بات بیان کروں کہ کون سی ایسی بات ہے تعجب کی یہ ہو گا صرف مومن کے لیے اس لیے اپنے ایمان کو دیکھو ٹٹولو کتنا ہے آپ کے دل میں پھر آپ اس بات پر فٹ ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں، آپ ان میں سے نہیں ہیں پھر۔ "إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ" (جب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نازل ہوتی ہیں اور خوشیاں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے)۔ خوشی کے بعد خوشی، خوشی کے بعد خوشی، نعمت کے بعد نعمت، نعمت کے بعد نعمت کیا کرتا ہے؟ "شَكَرَ"۔ اور شکر میں یہ مطلب نہیں ہے، الحمد للہ بس خاموش۔ شکر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زبان سے شکر کیا پھر جا کر نافرمانی شروع کر دی یہ وہ شکر نہیں ہے یہ مومن کا عمل نہیں ہے بلکہ ﴿اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا﴾ (سبا:13) شکر عمل کے ساتھ ہوتا ہے یاد رکھیں شکر عمل کے ساتھ ہوتا ہے عمل نہیں تو شکر بھی نہیں شکر بھی ناقص ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔ اگر نعمتیں حاصل ہوں خوشیاں حاصل ہوں تو شکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی مکمل فرمانبرداری کرتے ہوئے۔" وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ " (اور اگر کوئی مصیبتیں پریشانیاں ہوں صبر کرتا ہے)۔ زبان سے کیا نکلتا ہے؟ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ (البقرۃ:156)۔ اور عمل سے کیا ہوتا ہے؟ کپڑے نہیں پھاڑنے، چیخنا چلانا نہیں، نوحہ نہیں کرنا یہ مومن کا عمل نہیں ہے جس نے ایسا کیا وہ مومن نہیں ۔ اس کا ایمان کم ہے اس کے ایمان میں نقص ہے یہ وہ مومن نہیں ہے جو حدیث میں بیان ہو رہا ہے۔ اگر آپ ایسے مومن ہونا چاہتے ہو تو آپ کی دو نشانیاں ہونی چاہیے جب خیر ہو، خوشی ہو تو آپ اس خوشی کو اس خیر کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں صرف کر دو اور جب مصیبت ہو کوئی پریشانی ہو تو صبر کر کے اپنا اجر اللہ تعالیٰ سے مانگو۔

پھر شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَإِنَّ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثُ عُنْوَانُ السَّعَادَةِ" (یہی تین چیزیں سعادت اور خوشی کا عنوان ہیں نشانی ہیں)۔

اگر آپ کسی کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ تین اس کی نشانیاں ہیں۔ تیسری کون سی ہے؟

1۔ پہلی تھی اگر نعمتیں ہوں خوشی ہو تو شکر کرنا۔

2۔ اگر مصیبتیں ہوں تو صبر کرنا۔

3۔ اگر گناہ کریں تو استغفار کریں۔

اللہ اکبر، یعنی یہ گمان نہ کرو کہ تم مومن ہو تو کبھی گناہ نہیں کرو گے گناہ مومنوں سے بھی ہوتے ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں صحیح حدیث میں "كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ" (آدم کی اولاد میں سے سارے کے سارے خطاکار ہیں گناہ کرنے والے ہیں سارے کے سارے)۔ "كُلٌّ" کس

لیے استعمال ہوتا ہے؟ عموم کے لیے عام ہے "كُلُّ ابْنِ آدَمَ" جتنی بھی آدم کی اولاد ہے جتنے بھی انسان ہیں گناہ کرنے والے ہیں خطاکار ہیں اور بہترین گناہ کرنے والا وہ ہے بڑی عجیب سی بات ہے کیا بہترین بھی ہوتے ہیں گناہ کرنے والے! جی ہاں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے (اور بہترین گناہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو توبہ کرتے ہیں)۔

قباحت اس میں نہیں کہ آپ نے گناہ کیوں کیا قباحت اس میں ہے کہ آپ نے گناہ کے بعد توبہ کیوں نہیں کی؟ ایک گناہ کیا توبہ کرو پھر ہو گیا پھر توبہ کرو، دس بار ہو گیا دس بار توبہ کرو وہ ربّ جو ہے وہ غفور رحیم ہے وہ سب کی توبہ قبول فرماتا ہے کوئی توبہ کر کے تو دیکھے۔"فَإِنَّ هَؤُلاءِ الثَّلاثُ عُنْوَانُ السَّعَادَةِ" تو یہ تین چیزیں اگر ایک شخص میں جمع ہو جائیں اچھائی کے وقت خوشی کے وقت شکر، مصیبت کے وقت صبر، اور گناہ کے وقت توبہ اور استغفار یہ تین چیزیں علامتیں ہیں مکمل خوشی کی اور سعادت کی۔

آگے شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اعْلَمْ أَرْشَدَكَ اللهُ لِطَاعَتِهِ"۔ "اعْلَمْ" (یہ جان لو)۔ اور شیخ صاحب رحمہ اللہ کے اکثر جو رسالے ہیں وہ اسی لفظ سے شروع ہوتے ہیں "اعْلَمْ" (یہ جان لو، یہ جان لو)۔ کیوں؟ سننے والا تاکہ اگر بیٹھے بیٹھے تھوڑا سا اپنی عقل کے ساتھ مصروف ہو جائے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دے "اعْلَمْ" کہ میں آپ سے بات کر رہا ہوں، آپ سے بات کر رہا ہوں سنو! یعنی کان کھول کر سنو اور سمجھو یہ بڑی اہم بات آ رہی ہے، آگاہ کرنا۔ اور یہ شیخ صاحب رحمہ اللہ اپنی طرف سے اپنی عقل سے نہیں لے کر آئے قرآن مجید کے تتبع سے دیکھا ہے کہ قرآن مجید میں تقریباً تیس مرتبہ ایسی جگہیں ہیں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے اس انداز سے بیان کیا ہے۔

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾(محمد:19)۔﴿اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (البقرہ:259)۔ اب آیت میں سیاق میں آتے آتے اچانک ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ﴾،﴿اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾۔ تو انسان کو آگاہ کرنے کے لیے ایک خاص طریقہ ہے جس میں سننے والا آگاہ بھی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ سمجھنے کی کوشش بھی کرتا ہے کہ یہ ابھی ضروری بات ہونے والی ہے۔

"اعْلَمْ أَرْشَدَكَ اللهُ لِطَاعَتِهِ" پھر دعا ہے اللہ اکبر کہ "أَرْشَدَكَ اللهُ" (اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے)۔ کس کی طرف؟ "لِطَاعَتِهِ" (اپنی فرمانبرداری کی طرف)۔

"أَنَّ الْحَنِيفِيَّةَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ" (بے شک حنیفیت جو ہے وہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت ہے، یعنی دین ہے)۔ حنیفیہ کیا؟ حنفی کسے کہتے ہیں؟ وہ نہیں جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی پیروی کرے اصل میں حنفی وہ ہے جو شرک سے اور بدعات اور خرافات سے دور ہو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے دور ہو اسے کہتے ہیں حنفی۔ حنیفیہ وہ دین ہے وہ ملت ہے جو شرک سے اور نافرمانیوں سے دور ہے اور ملت ابراہیم یہی حنیفیہ ہے "حنیفیہ" حنفیہ نہیں۔

کیا ہے حنیفیہ ملت ابراہیم؟ شیخ صاحب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں "أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، وَحْدَهُ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ" (کہ اللہ تعالیٰ واحد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا) "مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ" (اخلاص کے ساتھ)۔ اور اخلاص جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہر عبادت کی پہلی بنیاد ہے اور توحید کی جڑ ہے بغیر اخلاص کے توحید نہیں بغیر اخلاص کے عبادت نہیں ہے اور اخلاص جو ہے "خ، ل، ص" کا لفظ جو ہے اس کا مطلب ہے کسی چیز کو صاف کرنا پاک کرنا کسی چیز سے یعنی خالص رہنے دینا اسے، اسے خالص کرنا۔ خالص دودھ کا مطلب ہے جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو، خالص دین وہ ہے جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو۔ "أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، وَحْدَهُ" (عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور واحد اللہ تعالیٰ کی)۔ یہ نہیں کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی بھی کرنی ہے ٹھیک ہے لیکن کسی اور کی بھی کرنی ہے، دعا پکار اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ہے ٹھیک ہے لیکن کسی اور بزرگ کے لیے بھی ہے یا کسی فرشتے یا نبی کے لیے ہے۔ نہیں نہیں بالکل ہرگز نہیں "أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، وَحْدَهُ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ" (اخلاص کے ساتھ)۔ اگر "وَحْدَهُ" صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو اس میں یہ بھی ہے اگر کسی کو شریک نہیں کرتے آپ یعنی یہ پکارتے صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، لوگوں کو دکھانے کے لیے بھی نہیں پکارنا اللہ تعالیٰ کو صرف یعنی ریاکاری بھی نہیں "مُخْلِصًا" یعنی اگر کوئی شخص عبادت کرتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی، میں پکارتا ہوں "یا اللہ مدد" اور ساتھ ہی کوئی بیٹھے ہیں، پکارا صرف اللہ تعالیٰ کو ہے لیکن اگر مقصد یہ ہے اس سائل کا اس دعا کرنے والے کا کہ لوگ کہیں گے کہ یہ دیکھو یہ بڑا موحد ہے تو عبادت یہ دین خالص نہیں ہے یہ لوگوں کو دکھاوے کے لیے ہے۔ بات سمجھ آئی!

اس عبارت میں "أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، وَحْدَهُ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ" حالانکہ "وَحْدَهُ" کافی تھا، اگر شرک اکبر مقصد تھا تو کافی تھا لیکن "مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ" میں شرک اصغر بھی آ گیا اور ساری شرک کی قسمیں آ گئیں جیسے آگے بیان کریں گے۔ یعنی نہ شرک اکبر ہو جیسے پکارتے نہیں کسی اور کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو آپ کے ذہن میں یہ گمان بھی نہ آئے کہ آپ کسی کو خوش کرنے کے لیے یہ عمل کر رہے ہیں، صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے آپ نے یہ عمل کیا ہے۔ "كَمَا قَالَ تَعَالَى" (جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاريات:56) (اور میں نے پیدا نہیں کیا جن کو اور انس کو اِلّا یہ کہ میری عبادت کریں)۔ ﴿إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ کا مطلب ہے جیسا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما "إلا ليوحدون" (تاکہ وہ توحید کریں یعنی عبادت توحید کے ساتھ)۔ اس آیت کریمہ میں بہت عظیم فوائد ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے، خلق کی صفت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

2۔ جن کا وجود کہ جن موجود ہیں۔ اور کچھ لوگوں نے جن کے وجود کا انکار کیا اور یاد رکھیں جس نے بھی جن کے وجود کا انکار کیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے کیوں کہ اس نے اس آیت کو جھٹلایا ہے۔

3۔ انس کا وجود جن کے بعد آیا کیوں کہ جن کو پہلے بیان کیا ہے ﴿خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ اور واقعی یہ بات حقیقت ہے۔

سورۃ البقرۃ کی تفسیر میں آیت نمبر 30 سے لے کر جو آگے آیتیں ہیں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ بیان کیا ہے تو وہاں پر اگر تفسیر میں دیکھیں گے آپ جب فرشتوں نے یہ کہا کہ (اے اللہ تعالیٰ! آپ کیسی مخلوق پیدا کرنے والے ہیں آپ ایسی مخلوق پیدا کرنے والے ہیں جو خون ریزی اور فساد برپا کرے)۔ تو ان کو کہاں سے علم ہوا کیا علم غیب کے مالک تھے وہ؟ نہیں، انہوں نے دیکھا تھا کہ جن پہلے آئے تھے اللہ تعالیٰ نے پہلے جنوں کو پیدا کیا تھا اور جنوں نے فساد برپا کیا تھا تو انہوں نے یہ سوچا کہ جب پہلے جن آئے انہوں نے اس طریقے سے فساد برپا کیا ہو سکتا ہے کہ یہ مخلوق بھی ایسی ہو! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِنِّيٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرة:30) (میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو)۔ یہ آگے دیکھنا یہ مخلوق کیسی ہے میری یہ ان جنوں کی طرح نہیں ہے یہ اور مخلوق ہے۔

4۔ اور اس میں یہ فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں پیدا کیا جن وانس کو؟ اپنی عبادت کے لیے، توحید کے لیے۔

5۔ اور اس میں یہ فائدہ ہے کہ مکلف کون ہے پوری کائنات میں؟ جن وانس ہیں کوئی اور مکلف نہیں ہے، نہ جانور، نہ درند، نہ پرند، کوئی مکلف نہیں ہے اگر مکلف کوئی ہے یعنی جسے دین کی تکلیف دی گئی کہ آپ نے دین پر عمل کرنا ہے پھر سوال بھی ہوگا حساب بھی ہوگا وہ جن وانس ہیں بس۔

﴿إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ "إلا ليوحدون" اللہ تعالیٰ نے توحید کے لیے ہی اپنی عبادت کے لیے ہی پوری کائنات کو پیدا کیا اور یاد رکھیں عبادت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں، زکوٰۃ، روزہ اور حج کرنا بلکہ عبادت میں اس کے ساتھ ساتھ والدین کی فرماں برداری ہے، صلہ رحمی، یہ بھی عبادت ہے ہم بھول جاتے ہیں۔ والدین کے حقوق، بیوی بچوں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، مسلمانوں کے عام حقوق۔ کافروں کے کیا حقوق ہیں ہم پر؟ آپ جانتے ہیں اس پتھر کے بھی حقوق ہیں، یہ کھانا یہ پینا اس کے بھی حقوق ہیں کہ ضائع نہ کرو۔ سوال ہوگا کہ نہیں ہوگا؟ سب کے حقوق ہیں ہر چیز کے حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسے ہی پیدا نہیں کیا۔ مومن جو ہوتا ہے صحیح مومن جو ہوتا ہے وہ ایک ایک چیز کو دیکھتا ہے اور اپنا قدم جب اٹھاتا ہے تو دیکھتا ہے کیا میں نے جب قدم اٹھایا کیوں اٹھایا؟ جب رکھا کہاں رکھ رہا ہوں؟ کیوں رکھ رہا ہوں؟ ﴿إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ مکمل فرمان برداری۔

6۔ اور آخری فائدہ اس میں یہ ہے (فائدے بہت ہیں میں مختصراً بیان کرتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ نے جن اور انس کو اور پوری کائنات کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے کسی اور چیز کے لیے نہیں۔

یعنی جیسے کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو کیوں پیدا کیا؟ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پیدا کیا۔ تو یہ آیت واضح جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا اور پوری کی پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتی ہے۔ یہ پتھر، یہ درخت، یہ درند، یہ پرند سب اللہ تعالیٰ کی بندگی

کرتے ہیں اگر کوئی ایسی مخلوق ہے جس نے نافرمانی کی ہے تو وہ یہ انسان ہے یہ انسان نافرمان ہے باقی ساری کی ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی فرمان بردار ہے، ساری کی ساری مخلوق تسبیح کرتی ہے۔ کیسے کرتی ہے؟﴿وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾ (تمہیں سمجھ نہیں آسکتی کیسے تسبیح کرتی ہے) (الاسراء:44)۔

"فَإِذَا عَرَفْتَ" (جب تم نے یہ جان لیا) "أَنَّ اللهَ خَلَقَكَ لِعِبَادَتِهِ" (کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے)۔ پہلے فرمایا "اعْلَمْ" جب یہ جان چکے ہیں کہ کیوں پیدا ہوئے؟ عبادت کے لیے۔ اب ہم یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کے لیے پیدا کیا ہے ہمیں، اب آگے دیکھیں۔ "فَإِذَا عَرَفْتَ" (جب تم یہ جان چکے) "أَنَّ اللهَ" (کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے) "خَلَقَكَ لِعِبَادَتِهِ" (تجھے پیدا کیا اپنی عبادت کے لیے) "فَاعْلَمْ" پھر فَاعْلَمْ، اب متوجہ ہوں "فَاعْلَمْ" (یہ سنو اور سمجھو) "أَنَّ الْعِبَادَةَ لا تُسَمَّى عِبَادَةً إِلَّا مَعَ التَّوْحِيدِ" (کہ عبادت اس وقت تک عبادت نہیں ہوتی اِلّا یہ کہ توحید ہو)۔ یعنی عبادت سوائے توحید کے عبادت نہیں، بغیر توحید کے کوئی عبادت عبادت ہی نہیں، یعنی بغیر توحید کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا ہی نہیں ہے پیدا کیا ہے تو توحید کے لیے پیدا کیا ہے۔

اب مثال دے رہے ہیں شیخ صاحب رحمہ اللہ "كَمَا أَنَّ الصَّلاةَ لا تُسَمَّى صَلاةً إِلا مَعَ الطَّهَارَةِ" (جیسا کہ نماز اس وقت تک نماز نہیں ہوتی جب تک کہ طہارت نہ ہو)۔

کوئی بغیر طہارت کے نماز پڑھ سکتا ہے؟ بغیر وضو کے نماز ہو سکتی ہے؟ نہیں۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ نے یہ مثال کیوں بیان کی؟ اور مخالفین نے اس کو پکڑا ہے کہ شیخ صاحب رحمہ اللہ تو کہتے ہیں کہ حدث جیسے آگے بیان ہو گا کہ "طہارت اور حدث کو توحید اور شرک سے جا کر ملا دیا ہے"۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ گستاخی ہے لیکن گستاخی نہیں ہے یہ ان کی کم علمی ہے، مخالفت نے ان کی آنکھوں کے سامنے پردے ڈال دیئے اور دلوں کو دور کر دیا۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ ایک محسوس مثال بیان کر رہے ہیں جو بچے کو بھی پتہ ہے۔ کوئی ایسا بچہ ہے جو نماز پڑھتا ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ طہارت ضروری ہے نماز کے لیے؟ کوئی مسلمان بچہ دیکھ لیں آپ والدین سب سے پہلے تعلیم کیا دیتے ہیں؟ جب نماز کے لیے کہتے ہیں بچے کو جا کر کہتے ہیں ہاتھ پکڑ کر جاؤ مسجد نماز پڑھو یا پہلے وضو کا کہتے ہیں کہ جا کر وضو کرو؟ بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی بچے بچے کو پتہ ہے یہ ایک محسوس مثال ہے جو بچہ بچہ جانتا ہے مسلمان، اس مثال کو اب بیان کر رہے ہیں اس مسئلے کے ساتھ جسے بڑے بڑے عالم نہیں سمجھ پائے آج۔ بات سمجھ آئی! بڑے بڑے عالم جو اپنے آپ کو عالم کہتے ہیں وہ اس مسئلے کو نہیں سمجھ سکے۔

تو شیخ صاحب رحمہ اللہ نے آسان ترین مثال بیان کی ہے تاکہ عوام الناس بھی سمجھیں اور علماء بھی سمجھیں اور نظر ثانی کریں اس کو سن کر۔ کیا؟ کہ جیسے نماز بغیر طہارت کے نہیں ہوتی "فَإِذَا دَخَلَ الشِّرْكُ فِي الْعِبَادَةِ" (بس اگر شرک عبادت میں داخل ہو جائے) "فَسَدَتْ" (باطل ہو جاتا ہے)۔ عبادت کس سے باطل ہوتی ہے؟ شرک سے باطل ہوتی ہے۔ "كَالْحَدَثِ إِذَا دَخَلَ فِي الطَّهَارَةِ" (اس کی مثال ایسی ہے جیسے حدث (ناپاکی) طہارت میں شامل ہو جائے تو اس پر غالب ہو جاتی ہے اور طہارت ختم ہو جاتی ہے)۔

یعنی عبادت میں شرک اگر مل جائے تو عبادت فاسد ہو جاتی ہے باطل ہو جاتی ہے اور طہارت میں ایک شخص نے وضو کیا پھر اس کو حدث آگیا۔ حدث کہتے ہیں ہوا خارج کرنے کو یا پیشاب یا پاخانہ کرنے کو یہ حدث اصغر ہے۔ حدث اکبر ہوتا ہے بیوی سے ہمبستری کرنے سے جو جنابت ہوتی ہے، منی خارج ہونے سے حدث اکبر ہوتا ہے، تو اسے کہتے ہیں حدث عربی زبان میں۔ اگر ایسا ہو جائے تو جسم میں کوئی گندگی نہیں لگی، دیکھیں نجاست اور حدث میں فرق ظاہر ہے۔ ایک فقہی بات آگئی ہے بیچ میں، نجاست کا مطلب ہے کہ کوئی گندگی آپ کے جسم کو لگ جائے کپڑے کو یا جسم کو یہ نجاست ہے۔

حدث جو ہے ایک وصف ہے کوئی محسوس چیز نہیں ہے یعنی ہوا خارج ہو گئی ایک بندے کی اب اس میں کیا فرق پڑا بندہ وہیں بیٹھا ہے نہ اسے باہر سے کوئی چیز لگی ہے نہ کچھ صرف ہوا خارج ہونے سے اس کا وصف تبدیل ہو گیا پہلے پاک تھا اب ناپاک ہو گیا۔

لیکن نجاست جو ہے وہ باہر سے کوئی چیز آ کر لگتی ہے، پیشاب کا خارج ہونا حدث ہے، پیشاب کا لگنا نجاست ہے نجس ہے۔ بات سمجھ آئی؟ تو حدث جو ہے وہ طہارت کو زائل کر دیتا ہے ختم کر دیتا ہے اسی طریقے سے شرک بھی اگر عبادت میں مل جائے تو اسے باطل کر دیتا ہے۔ دونوں میں کیا کوئی فرق ہے؟ کوئی فرق نہیں ہے، عقل والے سمجھتے ہیں کہ کوئی فرق نہیں ہے۔

"فَإِذَا عَرَفْتَ" (اب جب تم یہ بھی جان چکے ہو) "أَنَّ الشِّرْكَ إِذَا خَالَطَ الْعِبَادَةَ" (جب شرک عبادت میں مل جائے خلط ملط ہو جائے) "أَفْسَدَهَا" (اسے فاسد کر دے باطل کر دے) "وَأَحْبَطَ الْعَمَلَ" (اور عمل کو اکارت کر دے) "وَصَارَ صَاحِبُهُ مِنَ الْخَالِدِينَ فِي النَّارِ" (اور وہ شخص جو ایسی عبادت کرتا ہے جس میں شرک بھی شامل کرتا ہے اس کی عبادت کی باطل ہے فاسد ہے اور اس کا عمل بھی اکارت ہے اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے والا ہے)۔
کیوں؟ آگے شیخ صاحب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں "عَرَفْتَ" (یہ تم نے ضرور جان لیا ہو گا اب اس مقدمے سے) "أَنَّ أَهَمَّ مَا عَلَيْكَ مَعْرِفَةُ ذَلِكَ" (کہ تمہیں سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ تم یہ جان لو)۔ کیا؟ کہ توحید اور شرک کیا ہے، عبادت میں کیسے ہم توحید کریں اور شرک سے کیسے دور ہوں۔ "لَعَلَّ اللهَ" (جب تم یہ جان لوگے اللہ تعالی سے ہم دعا کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ ہم امید کرتے ہیں اللہ تعالی سے کہ اللہ تعالی تجھے) "لَعَلَّ اللهَ أَنْ يُخَلِّصَكَ مِنْ هَذِهِ الشَّبَكَةِ" (کہ اللہ تعالی تجھے اس جال سے اس جال کے اندر پھنسنے سے نجات عطا فرمائے اور تجھے اس جال سے خلاص عطا فرمائے تم اس جال میں نہ پھنسو)۔ کس جال میں؟ شرک کے جال میں۔ اچھا عجیب سی بات ہے شرک کو جال سے کیوں مشابہت دی ہے؟! کبھی شرک کو حدث سے مشابہت دیتے ہیں کبھی شرک کو پھر جال سے مشابہت دیتے ہیں۔ جال سے اس لیے مشابہت دی ہے اس کی دو وجوہات ہیں:
1۔ جال کس کے لیے ہوتا ہے عام طور پر؟ مچھلیوں کے لیے یا جانوروں کے لیے یا لاعلمی میں کسی کو پھنسانے کے لیے۔ نہیں! جال کس کے لیے استعمال کیا جاتا ہے؟ اسی لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر ایک شخص یہ جانتا ہے کہ یہ جال آپ نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے کوئی پھنسے گا اس میں؟ وہ پھنسے گا جس کے پاس علم نہیں ہے، تو پھر یہ مثال دی۔
2۔ پھر دوسری وجہ یہ ہے جال کی کہ شرک ایسا جال ہے جیسے مچھلی اگر ایک دفعہ اس میں پکڑی جائے تو پھر اس کی جان جا سکتی ہے وہ نکل نہیں سکتی تو شرک ایک ایسا دلدل ہے جس سے اگر انسان خود نکلنے کی کوشش نہ کرے علم حاصل کر کے جیسے شیخ صاحب رحمہ اللہ نے شروع میں بیان کیا ہے تو وہ اس سے نکل نہیں سکتا۔ یعنی اتنا مضبوط اور سخت جال ہے کہ اس سے نکلنے میں بہت دشواری ہوتی ہے لہذا علم حاصل کرنا اس کے لیے ضروری ہے۔ اگر جال سے نکلنا چاہتے ہو تو علم حاصل کرو۔
"لَعَلَّ اللهَ أَنْ يُخَلِّصَكَ مِنْ هَذِهِ الشَّبَكَةِ" یہ "الشَّبَكَةِ" کیا ہے؟ یہ نیٹ یہ جال کیا ہے؟ "وَهِيَ الشِّرْكُ بِاللهِ" (اور یہ جال اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا ہے) "الَّذِي قَالَ اللهُ تَعَالَى فِيهِ" (جس کے بارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا):
﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ﴾ (بے شک اللہ تعالی کبھی مغفرت نہیں کرتا کبھی معاف نہیں کرتا شرک کو کہ کوئی شخص اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے) ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ﴾ (اور اللہ تعالی اس کے علاوہ چاہے تو معاف کر دے) ﴿لِمَن يَشَآءُ﴾ (جسے بھی) (النساء:48)۔ ﴿وَذَٰلِكَ﴾ (اور یہ بچنا شرک سے)۔ کیسے ہو گا؟ "بِمَعْرِفَةِ أَرْبَعِ قَوَاعِدَ ذَكَرَهَا اللهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ" (اور یہ ہم اس طریقے سے بچیں گے کہ جب ہم چار اہم قاعدے توحید اور شرک کے معاملے میں سمجھیں گے جنہیں اللہ تعالی نے ان چار قواعد کو جو ہم بیان کرنے جا رہے ہیں یہ قواعد اللہ تعالی نے اپنے قرآن مجید میں ان قواعد کا ذکر کیا ہے)۔
تاکہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اپنی طرف سے شیخ صاحب رحمہ اللہ کوئی بات بیان کرنے والے ہیں، جب بات اتنی بھیانک اور اتنی خطرناک ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ابدی اور ہمیشہ کا عذاب ہے یا جنت کا ہمیشہ ہمیشہ کا ثواب ہے تو جب یہ دو ٹوک بات ہے یا جنت یا دوزخ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تو شیخ صاحب رحمہ اللہ نے پہلے سے ہی اس سے پہلے کہ یہ قاعدہ بیان کریں شیخ صاحب رحمہ اللہ نے پہلے سے یہ بیان کر دیا ہے کہ آپ کا ذہن کہیں دور نہ جائے یہ میری طرف سے نہیں ہے یہ اللہ تعالی کے قرآن مجید میں سے ہے۔ اور یہاں پر حدیث کا لفظ نہیں شیخ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا اور قاعدے جیسے ہم بیان کریں گے یہ قاعدے صرف قرآن مجید کی آیات ہیں۔ کیوں؟ تاکہ کوئی شخص یہ بھی نہ کہے کہ حدیث ہے تو ضعیف بھی ہو سکتی ہے۔ ہوتا ہے نا اختلاف لوگوں میں بھئی ہو سکتا ہے کہ حدیث ہے ہو سکتا ہے ضعیف ہو لیکن قرآن میں جب قرآن کی آیات بیان کی جا رہی ہیں اور بنیادی بات ہے تو اس میں کوئی بھی شخص اختلاف کرنے والا نہیں۔ اور یہ چار قاعدے جو ہیں ان شاء اللہ اگلے درس میں ہم پہلا قاعدہ شروع کریں گے آج کے لیے اتنا کافی ہے۔

اور یہ جو قاعدے ہیں یہ بنیاد ہیں توحید اور شرک کی عقیدے کی بنیاد ہیں جیسے ہر علم میں کوئی نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے۔اب مثال کے طور پر عربی زبان کی بنیاد کیا ہے ؟ قاعدہ "الف باء تاءثاء" جو یہ نہیں پڑھتا وہ عربی کبھی نہ پڑھ سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے۔اس کو پتہ ہونا چاہیے کہ قاعدے کیا ہیں۔انگلش میں "ABC" جسے ABC نہیں آتی آپ اسے کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مجھے ورڈ بنا کر دو کوئی لفظ بنا کر دو۔ نہیں۔ تو ہر چیز کے قاعدے ہیں اور شرک اور توحید کے قواعد میں سے صرف چار قاعدے نہیں ہیں قواعد بہت ہیں تقریباً بیس تیس کے قریب ہیں لیکن شیخ صاحب رحمہ اللہ نے جو بنیادی قاعدے ہیں چار تا کہ عوام الناس بھی ان سے فائدہ حاصل کریں صرف چار ہی بیان کیے ہیں اور ہم بھی ان چار سے شروع کریں گے ان شاءاللہ اگلے درس میں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، شرک بدعات اور خرافات سے ہمیں اور سب مسلمانوں کو نجات عطا فرمائے، آمین۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝١٨٠ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝١٨١ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝١٨٢﴾

وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين

دو سوال اس آج کے درس کے بارے میں پانچ منٹ ہیں صرف اگر کوئی آپ پوچھنا چاہتے ہیں تو۔

سوال: جو مخالف ہیں وہ عام طور پر کہتے ہیں کہ نجد سے فتنہ اٹھے گا حدیث بیان کرتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور وہ کہتے ہیں کہ فتنہ ہے محمد بن عبد الوہاب (رحمہ اللہ)، اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ نجد کا مطلب کیا ہے؟ نجد صرف سعودی عرب میں نہیں ہے نجد عراق میں بھی ہے، نجد شام میں بھی ہے۔ نجد کہتے ہیں اونچی جگہ کو عربی زبان میں اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات فرمائی صحیح حدیث ہے اشارہ بھی کیا کہ "نجد سے فتنہ اٹھے گا" اس کا مقصد عراق تھا اور فتنے سارے عراق سے نکلے ہیں آپ دیکھ لیں، تقریباً سارے فتنے جو ہیں وہاں سے نکلے ہیں وہاں سے نمایاں ہوئے ہیں۔

جزیرۂ عرب کی جگہ سے کون سا فتنہ نکلا ہے مجھے بتائیں؟ خوارج کہاں سے نکلے ہیں؟ معتزلی کہاں سے نکلے ہیں؟ قدری جو ہیں وہ کہاں سے نکلے ہیں؟ یہ اشاعرہ، معتزلہ یہ سارے کہاں سے نکلے ہیں؟ یہ سارے جو فرق ہیں عراق کا علاقہ، ایران کا علاقہ یہی علاقے ہیں۔ یہ نجد کا علاقہ جو حدیث میں ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشن گوئی دی تھی اور واقعی وہاں سے نکلے۔اور یہ بات کہاں سے لی؟ یہ حدیث جہاں پر بیان ہوئی اس حدیث کے شارحین جو ہیں انہوں نے بیان کیا ہے یہ میرا قول یا میرے امام کا قول نہیں ہے۔ یہ جو حدیث کے شراح ہیں جنہوں نے شرح کی ہے حدیث کی جن کی کتابوں کو ہمارے مخالفین جو ہیں اپنے مکتبہ میں مزین کرتے ہیں خوبصورت طریقے سے رکھتے ہیں، ادب سے اٹھاتے ہیں اور پڑھتے ہیں ان ہی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے۔انہیں کہہ دیں کتاب اٹھاؤ شرح اور دیکھو اس نجد سے کیا مراد ہے، ایک کتاب دکھا دو اس نجد سے اگر مراد ہے سعودی عرب ایک دکھا دو ہمیں، نہیں ہے ان کے پاس۔

سوال: شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو حنبلی کہا جاتا ہے تو یہ فرق حنبلی اور اہل حدیث کا کیا ہے؟ جیسے شیخ ناصر الدین البانی کو بھی حنبلی کہا جاتا ہے۔ جب کہ ہمیں پتہ ہے کے وہ جواب قرآن اور حدیث سے دیتے ہے؟

جواب: جی ہاں، دیکھیں شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ جس خاندان میں بڑے ہوئے وہ حنبلی خاندان تھا۔ فقہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مطلب مقلدین تھے اور یہ جو تقلید کا لفظ ہے یاد رکھیں اس میں کافی مطلب ہمارے اپنے ساتھی بھی مخالفت کرتے ہیں ہمارے ساتھ۔ تقلید دو قسم کی ہے:

1۔ جو مطلق تقلید ہے یعنی آپ کسی خاص شخص کی تقلید نہیں کرتے تو وہ اس کے لیے جائز ہے جس کے پاس یہ علم نہ ہو۔ ایک عوام الناس میں سے ہے کچھ پتہ بھی نہیں ہے اسے اور ایک شخص سے یا عالم سے جس کے تقویٰ کا اسے علم ہے کہ یہ متقی ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے، عقیدہ بھی درست ہے اچھا شخص ہے اس سے سوال کرتا ہے اور وہ شخص اسے جواب دیتا ہے تو اس کی اگر وہ تقلید کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ عامی جو ہے اگر وہ دلیل بھی بیان کرے تو اسے سمجھ نہیں آئے گی اور کچھ مسائل اجتہادی مسائل ہوتے ہیں ان میں دلیل ہے ہی نہیں شروع سے دلیل نہیں ہے تو ہر مسئلے میں دلیل نہیں ہے۔ اور مقلد اسے کہتے ہیں جو کسی عالم کی بغیر دلیل کے یا کسی شخص کی بغیر دلیل کے قول کو لے لے اس پر عمل کرے اسے مقلد کہتے ہیں۔

تو شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ حنبلی خاندان میں سے تھے کوئی شک نہیں ہے لیکن انہوں نے جب علم حاصل کیا تو مجتہد تھے۔اس کے ساتھ ساتھ جس مسئلے میں اجتہاد ضروری تھا یعنی کوئی دلیل نہیں ہے تو وہاں پر خود اجتہاد کرنے سے انہوں نے بہتر یہ سمجھا کہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد پر عمل کروں۔

یعنی ایک مسئلہ اجتہادی مسئلہ ہے اور اس میں دلیل نہیں ہے قرآن مجید سے یا صحیح حدیث سے یا ان کو ملی نہیں ہے ان کو سمجھ نہیں آرہی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فتویٰ دیا ہے اپنی فقہ میں کہ یہ مسئلہ ایسا ہے اور وہ کہیں قرآن اور حدیث سے ٹکراتا نہیں ہے کیوں کہ اجتہادی مسئلہ ہے اصل میں۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب اسی طریقے سے شیخ بن باز، شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہا اللہ یہ سارے مشائخ جو ہیں یہ کیا کرتے تھے؟ خود مجتہد ہیں لیکن جب ایسا فتویٰ آتا یا تو خود اجتہاد کرتے کبھی کبھی اگر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اس سے ٹکراتا کسی قرآن یا حدیث سے خود اجتہاد کر کے بات بیان کرتے کہ بھئی یہ مسئلہ ایسے ہے اس کی دلیل یہ ہے۔

الشرح الممتع مشہور کتاب ہے شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ کی اس میں فقہ حنبلی کی شرح کی ہے زاد المستقنع ایک کتاب ہے فقہ حنبلی کی اس کی انہوں نے شرح کی ہے الشرح الممتع جو ہے انہوں نے تقریباً آدھے سے زیادہ مسائل میں اختلاف کیا ہے اور یہ اختلاف جب کرتے ہیں کہ یہ ایسا مسئلہ ہے اس میں سے پھر دلیل بیان کرتے ہیں کہ یہ ہمارے امام کی دلیل تھی یہاں پر ان کو غلطی ہوئی یہ ہماری دلیل ہے، یا یہاں پر امام صاحب کا اجتہاد ہے یہ ہماری دلیل ہے۔اور جہاں پر اجتہادی مسئلہ ہوتا ہے بالکل اور مطلب ہے اس میں کوئی دلیل بھی نہیں تو تقلید کرتے۔اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 161 میں الشرح الممتع میں بیان کرتے ہیں "اس مسئلے میں کیوں کہ واضح دلیل نہیں ہے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتا ہوں"۔ کیوں کہ دلیل واضح نہیں ہے اس میں تو لوگ کہتے ہیں یہ حنبلی ہے حقیقتاً جو ہے یہ وہ حنبلی نہیں جیسے عام لوگ سمجھتے ہیں کہ مقلدین ہیں اور اندھی تقلید کرتے ہیں۔

2۔اندھی تقلید، شخصی تقلید جائز نہیں ہے یہ تقلید کی دوسری قسم ہے یہ جائز نہیں ہے کسی صورت میں یہ حرام ہے۔ محدثین نے، علماء نے اس کی ممانعت کی ہے اور ہمیشہ سے سختی کی ہے اور ہر محدث امام نے اپنے وقت میں اس سے آگاہ کیا ہے کہ اس پر عمل کوئی نہ کرے کیوں کہ یہ گمراہی کا ایک راستہ ہے۔ کیا حق صرف ایک شخص کے پاس ہے کہ اس کی پیروی کرتے رہو؟ یہ بالکل بات درست نہیں ہے۔

لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ بھی حنبلی ہیں مقلد ہیں، جو مخالفین جب سختی کرتے ہیں جب کوئی قول آجاتا ہے وہ کہتے ہیں "بھئی یہ بھی تو مقلد ہیں"۔ غصے میں آکر ایسا کہتے ہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ یہ وہ مقلد نہیں جو آپ سمجھتے ہیں جو شخصی تقلید کرتے ہیں۔ جیسے تقلید ہمارے ملکوں میں بھی ہے جو حنفی مقلدین ہمارے ملکوں میں احناف جو ہیں وہ بالکل سختی برتتے ہیں وہ کہتے ہیں "کچھ بھی ہو جائے قرآن کی آیت ہے حدیث ہے اپنی جگہ پر ہے لیکن ہمارے امام کا قول ہے ہم نہیں چھوڑتے"۔اسے کہتے ہیں تقلید شخصی لیکن جو شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ کی بات میں نے بیان کی ہے وہ کہتے ہیں جب اس میں دلیل ہی نہیں ہے کوئی واضح دلیل نہیں ہے تو میں اس پر تقلید کرتا ہوں۔اب بہتر ہے میں اجتہاد کروں یا ایک عالم جس کے میں تقویٰ کو بہتر سمجھتا ہوں اس کو اپنا عالم استاد مانتا ہوں اس شخص کے اجتہاد پر میں عمل کروں؟ تو بہتر ہے جو میرے استاد ہیں جہاں سے میں نے علم حاصل کیا ہے ان سے یا جن کی کتابوں سے میں نے فائدہ حاصل کیا ہے کہ ان کے اجتہاد پر میں عمل کروں۔ تو اس لیے وہ اس طریقے سے حنبلی مشہور ہیں۔

02.چاربنیادی قاعدے-پہلا قاعدہ

[لَآاِلٰہَ اِلَّااللہُ کا معنی، توحید ربوبیت اور توحید الوہیت میں فرق، صیغ العموم کا مقصد، سب سے پہلا واجب مکلف پر؟ شبہ کا جواب، قوم نوح(علیہ الصلوۃ والسلام)میں شرک کی ابتداء، توحید ربوبیت پر مشرکین مکہ کا اقرار]

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الْقَاعِدَةُ الْأُولَى، أَنْ تَعْلَمَ أَنَّ الْكُفَّارَ الَّذِينَ قَاتَلَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،مُقِرُّونَ بِأَنَّ اللهَ تَعَالَى هُوَ الْخَالِقُ، الْمُدَبِّرُ، وَأَنَّ ذَلِكَ لَمْ يُدْخِلْهُمْ فِي الْإِسْلَامِ"(پہلا قاعدہ شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں)"أَنْ تَعْلَمَ"(کہ بے شک یہ جان لو)"أَنَّ الْكُفَّارَ"(کہ بے شک کافر)"الَّذِينَ قَاتَلَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"(کہ بے شک وہ کافر جن کے خلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقاتلہ کیا اور جہاد کیا اور جنگ کی)"مُقِرُّونَ"(وہ اقرار کرتے ہیں اس بات کا)"بِأَنَّ اللهَ تَعَالَى"(کہ بے شک اللہ تعالیٰ)"هُوَ الْخَالِقُ، الْمُدَبِّرُ"(کہ اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرنے والا ہے تدبیر کرنے والا ہے)۔یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں کوئی تدبیر کرنے والا نہیں۔"وَأَنَّ ذَلِكَ"(اور یہ ایمان ان کا)"لَمْ يُدْخِلْهُمْ فِي الْإِسْلَامِ"(اور ان کے اس ایمان نے انہیں دائرۂ اسلام میں داخل نہیں کیا)"وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى" (اور اس بات کی یہ دلیل ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے)﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾(یونس:31)۔

یہ پہلا قائدہ ہے یہاں تک بس،اس آیت کا ترجمہ﴿قُلْ﴾(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!ان کو کہہ دیجئے)﴿مَنْ يَّرْزُقُكُمْ﴾(کون ہے وہ ذات جو تمہیں رزق عطا فرماتی ہے؟)﴿مِّنَ السَّمَآءِ﴾(آسمان سے)﴿وَالْاَرْضِ﴾(اور زمین سے)﴿اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ﴾(یہ وہ ہی ذات ہے جو مالک ہے سننے کا اور دیکھنے کا)﴿وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾(اور وہ جو نکالے زندہ سے مردہ)﴿وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ﴾(اور نکالتا ہے مردہ سے زندہ)﴿وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾(اور جو تدبیر کرتا ہے)﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ﴾(وہ یہی کہیں گے)۔کہ یہ کون سی ذات ہے کون ہے؟﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ﴾(وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ)﴿فَقُلْ﴾(بس ان سے کہہ دیجیے)﴿اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾(کیا تم اپنے رب سے ڈرتے نہیں ہو؟کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے؟)۔

ایک ہی آیت ہے اور عظیم آیت ہے سورۃ یونس کی آیت نمبر31اور اس آیت کریمہ سے شیخ صاحب رحمہ اللہ نے ایک قاعدہ بیان کیا۔شرک کا سب سے پہلا قاعدہ یہ قاعدہ ہے کہ کافر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مشرکین مکہ یا دیگر کافر جن کے خلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کی وہ یہ یقین رکھتے تھے ان کا یہ ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا،یعنی صرف یہ ایمان نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔وجود کی تو دور کی بات ہے وہ یہ مانتے تھے کہ ان کا پیدا کرنے والا یہ بت نہیں ہے جس کو وہ پوجتے ہیں،پیدا کرنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے،زندگی موت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے،نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے،تدبیر کرنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

توکیا یہ ایمان کافی نہیں تھا کہ وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے؟نہیں کافی نہیں تھا۔کیوں کافی نہیں تھا؟کیونکہ اگر یہ ایمان کافی ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی ان کے خلاف جنگ نہ کرتے۔تو ان کے خلاف جنگ کرنے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ ایمان تمہارا نامکمل ایمان ہے،غلط نہیں ہے۔یاد رکھیں کچھ لوگ سمجھتے ہیں غلط ہے،غلط نہیں ہے یہی تو حق ہے۔اللہ تعالیٰ رب ہے کہ نہیں؟رب ہے،انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ربّ تو جانا ہے لیکن واحد معبود نہیں جانا۔تو آیئے دیکھتے ہیں اس آیت کریمہ میں کیا فوائد ہیں پھر اس پر ان شاءاللہ بات کرتے ہیں۔

1۔سب سے پہلا فائدہ اس آیت کریمہ میں یہ ہے کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا معنی کیا ہے۔لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا معنی یہ ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق،کوئی رازق،کوئی تدبیر کرنے والا نہیں یہ اچھی طرح سن لیں۔لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا معنی یہ کبھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق،کوئی رازق،کوئی تدبیر کرنے والا نہیں۔کیوں؟کیونکہ یہ تفسیر اور یہ معنی تو ابو جہل،ابو لہب بھی کرتا تھا،مشرکین مکہ کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں،کوئی رازق نہیں،کوئی تدبیر کرنے والا نہیں ہے۔توجس نے آج لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا ترجمہ یا تفسیر یا مفہوم یوں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق رازق نہیں،تدبیر کرنے والا نہیں تو اس نے بھی ان کے ساتھ مل کر وہی تفسیر بیان کی جو ابو جہل،ابو لہب بیان کرتا تھا اور جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلط ثابت کیا۔

2۔دوسرا فائدہ، عربی زبان میں جوذات پیدا کرتی ہے رزق دیتی ہے تدبیر کرتی ہے اسے ربّ کہتے ہیں، یاد رکھیں۔ عربی زبان میں جوذات پیدا کرنے والی ہے رزق دینے والی ہے تدبیر کرنے والی ہے یعنی نفع ونقصان کی مالک ہے، زندگی وموت کا مالک ہے،اس ذات کو کہتے ہیں ربّ اوران چیزوں کوان صفات کو پیدا کرنا ،رزق عطا کرنا،تدبیر کرنا،زندگی موت دینا،اگر صرف اور صرف اللہ تعالی کے لیے ہی یہ صفات صرف کی جائیں اور صرف اللہ تعالی کے لیے ہی ثابت کی جائیں اسے کہتے ہیں توحید الربوبیۃ۔

توحید الربوبیۃ کیا ہے؟ کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی خالق نہیں، کوئی رازق نہیں، کوئی تدبیر کرنے والا نہیں، زندگی موت کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالی ہے، نفع و نقصان کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالی ہے، یہ ہے توحید الربوبیۃ اور یاد رکھیں توحید الربوبیۃ پر ایمان اکیلا ایمان توحید الربوبیۃ پر دائرۂ اسلام میں داخل نہیں کرتا۔

3۔تیسرا فائدہ "لا معبود بحق الا اللہ" (اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں)۔اسے کہتے ہیں توحید الالوہیۃ یا توحید العبادۃ کہ عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالی کی ذات ہے کسی قسم عبادت کیوں نہ ہو۔(اور عبادت کو ہم تفصیل سے بیان کریں گے ان شاءاللہ اگلے دروس میں، آج کے درس میں، تاکہ آسانی بھی ہو آپ ساتھیوں کے لیے صرف اسی پر میں بات کرتا ہوں)۔کسی بھی قسم کی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالی کے لیے صرف کرنا اسے کہتے ہیں توحید العبادۃ۔توحید یعنی صرف ایک اللہ تعالی کے لیے اور عبادت جو بھی مشروع عبادت ہے۔

عبادات ہم کون سی جانتے ہیں؟ نماز ہے، روزہ ہے، زکوۃ ہے، حج ہے، عمرہ ہے، دعا ہے، پکار ہے، قربانی ہے، نذر ونیاز ہے، یہ ساری کی ساری عبادات صرف اور صرف اللہ تعالی کے لیے ہی صرف کرنا اور ثابت کرنا اسے کہتے ہیں توحید العبادۃ یا توحید الالوہیۃ۔اور یہی معنی ہے لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللہ کا اور اسی معنی کو ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالی نے اپنے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بھیجے اپنے رسول بھیجے اور اپنی کتابیں نازل فرمائیں۔کیوں؟ کیونکہ توحید الربوبیۃ تو لوگ اپنی فطرت سے جانتے ہیں، ہر انسان یہ جانتا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا اور نہ اس کے باپ نے اسے پیدا کیا، اور نہ ہی اس اندھی گونگی نیچر نے اسے پیدا کیا۔سب لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کا کوئی نہ کوئی خالق ہے۔اور وہ خالق کون ہے؟ اللہ تعالی ہے۔

تو اس پر تو جھگڑا ہے ہی نہیں توحید الربوبیۃ کو ثابت کرنے کے لیے جھگڑا کبھی ہوا ہی نہیں اِلّا یہ کہ چند لوگ آئے پوری تاریخ میں چند لوگ آئے جنہوں نے تکبر کی وجہ سے ربوبیت کا دعویٰ کیا صرف تکبر سے لیکن حقیقتاً وہ بھی جانتے تھے ہم ربّ نہیں ہیں۔فرعون نے کیا کہا؟ ﴿أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ﴾(النازعات:24) میں تمہارا صرف ربّ نہیں ہوں سب سے بڑا ربّ ہوں۔اللہ تعالی نے کیا فرمایا؟ ﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾(النمل:14) انہوں نے انکار کیا ﴿جَحَدُوا﴾ انکار کرنا۔کس چیز کا؟ ربوبیت کا کہ ان کے سوا کوئی ربّ نہیں وہی ربّ ہے۔﴿وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ﴾ (اپنے اندر اپنے نفس میں انہیں یقین تھا اور مکمل یقین تھا)۔کس چیز کا یقین تھا؟ کہ وہ ربّ نہیں ہے۔لیکن وجہ کیا تھی یہ دعویٰ کرنے کی؟ ﴿ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾ (ظلم کیا اپنے نفس کے اوپر اور) ﴿وَعُلُوًّا﴾ (تکبر کی وجہ سے ان لوگوں نے ایسا کیا)۔

4۔جس نے اللہ تعالی کی توحید ربوبیت میں کی یعنی جس نے اللہ تعالی کو واحد پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، تدبیر کرنے والا، سمجھا اور اس پر اس کا یقین ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالی کو واحد معبود بھی سمجھے۔

یہ فائدہ کہاں سے لیا ہم نے؟ اسی آیت میں کہاں سے لیا؟ آخر میں اللہ تعالی نے کیا فرمایا؟ ﴿فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾ اگر تم اللہ تعالی کو واحد ربّ سمجھتے ہو اور تمہارا یہ عقیدہ ہے تو پھر تم اللہ تعالی سے کیا ڈرتے نہیں ہو اور اللہ تعالی کو کیا واحد معبود نہیں سمجھتے ہو؟ اور یہ قاعدہ ہے کہ جس نے بھی اللہ تعالی کی توحید ربوبیت میں کی اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالی کی توحید الوہیت میں بھی کرے، یہ قاعدہ ہے۔

5۔جس نے بھی لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللہ کی تفسیر "اللہ تعالی کے سوا کوئی پیدا کرنے والا، کوئی رازق، یا کوئی تدبیر والا نہیں" وہ خود بھی گمراہ ہے اور وہ لوگوں کو بھی گمراہ کر رہا ہے یعنی آپ جب بھی کسی عالم کو یا طالب علم کو یا جسے بھی آپ سنیں لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللہ کی تفسیر بیان کر رہا ہو اور وہ اپنی تفسیر میں یہ بیان کر رہا ہو کہ "اللہ تعالی کے سوا کوئی خالق کوئی رازق کوئی تدبیر کرنے والا نہیں" یہاں تک بس، یاد رکھو کہ یہ خود بھی گمراہ ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہا ہے۔

کیوں؟ کیونکہ یہ تفسیر ہے ہی غلط سرے سے ہی غلط ہے۔ یہ تو انسان فطرت سے جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق، کوئی مالک، کوئی تدبیر کرنے والا نہیں، کوئی رازق نہیں لیکن لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا مفہوم یوں بیان کرنا یہ قرآن مجید کو بھی غلط ثابت کرنا ہے اور صحیح حدیث کو بھی غلط ثابت کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کیوں بھیجے، کتابیں کیوں نازل کیں، سب کی نفی کر رہا ہے۔

6۔"صیغ العموم، صیغۃ العموم "یہ علمی بات ہے ذرا سمجھنا۔ آپ ذرا غور کریں قرآن مجید میں جب بھی اللہ تعالیٰ نے شرک کا ذکر کیا تو خاص بتوں کی عبادت کے لیے نہیں کیا، جب بھی شرک کا ذکر قرآن مجید میں ہوا تو صیغ العموم سے ہوا یعنی عربی زبان کے وہ صیغے، وہ الفاظ جو استعمال ہوتے ہیں عام چیزوں کے لیے جس میں سب کی سب چیزیں شامل ہوں عام اسے کہتے ہیں جس میں بہت ساری چیزیں شامل ہوں اور اس آیت میں بھی دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا آغاز ﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ﴾ (وہ کون ہے جو تمہیں رزق عطا فرماتا ہے؟)۔ اسے کہتے ہیں صیغ الاستفہام عربی زبان میں ﴿مَنْ﴾ (کون ہے؟)۔"کون" استفہام ہے۔

اور صیغ العموم میں سے ایک صیغہ استفہام کا ہے کہ جب بھی استفہام کسی صیغے میں آجائے اسے کہتے ہیں یہ عام ہے یعنی عام کا مطلب یہ ہے اس میں سب چیزیں شامل ہیں جس کا تعلق شرک سے ہے یعنی شرک کے معاملے میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ کسے شریک ٹھہرایا جا رہا ہے اللہ کے ساتھ اور یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ شرک کون کر رہا ہے۔ دوسرے الفاظ میں شرک کے معاملے میں اچھی طرح یاد رکھیں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بت کو شریک کیا جا رہا ہے یا درند کو یا پرند کو یا ولی کو یا نبی کو یا فرشتے کو، شرک کے معاملے میں سب کے سب برابر ہیں۔ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ پتھر کو شریک کیا وہ مشرک ہے اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ولی کو شرک کیا وہ بھی مشرک ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ نبی کو شریک کیا وہ بھی مشرک ہے۔ صیغ العموم کا یہ مقصد ہوتا ہے یاد رکھیں اچھی طرح۔ اور شرک کرنے والا اگر جاہل ہے وہ بھی مشرک ہے، عالم ہے وہ بھی مشرک ہے، ولی ہے وہ بھی مشرک ہے، نبی ہے وہ بھی مشرک ہے۔

اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے قرآن مجید میں؟ ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾(الزمر:65) (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر تجھ سے بھی شرک ہو جائے اگر تو بھی شرک کرے تو میں تیرے سارے کے سارے عمل اکارت کر دوں)۔ اس کا کیا مفہوم ہے کیا مطلب ہے؟ کہ شرک اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو بھی شرک کرے گا اسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کریں گے اس کے سارے کے سارے عمل اکارت ہوں گے اور اس کے یہ عمل جتنے بھی اس نے کیے ہیں اچھے سے اچھے اور نیک عمل جتنے بھی کیے ہیں قیامت میں اسے کوئی فائدہ نہیں ہو گا، اسے کہتے ہیں صیغ العموم۔ صیغ العموم میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ شرک کون کر رہا ہے اور یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسے شریک ٹھہرایا جا رہا ہے۔

7۔ یہ عقیدہ اچھی طرح پختہ کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی بھی خالق نہیں ہے، کوئی بھی رزق دینے والا نہیں ہے، کوئی بھی تدبیر کرنے والا نہیں ہے۔ کیوں کہ جو یہاں پر صیغہ ہے ﴿مَنْ يَّرْزُقُكُمْ﴾ استفہام بھی ہے، انکاری بھی ہے اور چیلنج بھی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے، کوئی ہے جو تمہیں رزق دے سکتا ہے آسمان سے اور زمین سے میرے علاوہ؟ کوئی ذات ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو یہ کام کر سکتی ہے؟ نہیں کر سکتی۔

تو یہ اچھی طرح ہر مومن کا ہر مسلمان کا، ہر وہ مسلمان جو قرآن مجید پڑھتا ہے اس کا یہ پختہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی رزق نہیں دے گا، کوئی بھی پیدا نہیں کر سکتا اور کوئی تدبیر نہیں کر سکتا۔ یعنی اگر اولاد مانگنی ہے صرف اللہ تعالیٰ سے، رزق مانگنا ہے صرف اللہ تعالیٰ سے، کوئی مصیبت آن پڑی ہے تو صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے ہمیں نجات عطا فرما۔

8۔ جس نے بھی ان چیزوں میں سے جو میں نے ابھی بیان کی ہیں کہ پیدا کرنا، رزق عطا کرنا، تدبیر کرنا، کسی اور کے لیے ثابت کیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور ذات کے لیے یعنی اللہ تعالیٰ کو بھی وہ مانتا ہے کہ وہ خالق ہے لیکن کسی اور کے لیے بھی یہ عقیدہ رکھا کہ کوئی اور ذات بھی مجھے اولاد عطا کر سکتی ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو یہ شرک اکبر ہے دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

9۔ یہ ابھی میں نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور رسل علیہم الصلوۃ والسلام کیوں بھیجے اور اپنی کتابیں کیوں نازل کیں؟ اس لیے نہیں کہ لوگوں کو یہ جا کر تعلیم دو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا خالق ہے، رازق ہے، مالک ہے، نہیں بلکہ اس لیے کہ لوگوں کو یہ تعلیم دو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ذات کو عبادت میں شریک نہیں کرنا، یہ وجہ تھی۔

10۔ شرک کا مقصد صرف یہ نہیں کہ کوئی ذات اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیدا بھی کر سکتی ہے یا رزق بھی دے سکتی ہے یا تدبیر بھی کر سکتی ہے شرک کا صرف یہ معنی نہیں بلکہ یہ شرک کا ایک حصہ ہے جسے کہتے ہیں شرک فی الربوبیۃ۔ پورا شرک یہ نہیں بلکہ شرک اسے بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں یا کوئی بھی عبادت غیر اللہ کے لیے صرف کرنا۔

11۔ سب سے پہلا واجب اور فرض مکلف پر کیا ہے؟ سب سے پہلا واجب مکلف پر یہ ہے" تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے"۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ کوئی دلیل چاہیے ناں قرآن سے یا حدیث سے۔ صحیح بخاری، مسلم کی روایت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا کیا حکم دے کر بھیجا؟" فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ "اور دوسری روایت میں" إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللهَ "یمن کی طرف بھیجا اور یہ فرما کر بھیجا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ (تم جا رہے ہو ایک ایسی قوم کی طرف جو اہل کتاب ہیں ان کے پاس علم ہے پہلے سے وہ یہ جانتے ہیں کہ ان کا ربّ موجود ہے)۔ کہ اللہ تعالیٰ ربّ ہے وہ جانتے ہیں اہل کتاب کا لفظ اس لیے استعمال کیا حدیث میں ورنہ اہل کتاب کیوں کہتے! اہل کتاب کیا مطلب یہ ہے وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ موجود بھی ہے اللہ تعالیٰ ان کا ربّ بھی ہے، پیدا بھی اللہ تعالیٰ نے کیا، رزق بھی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے تدبیر بھی اللہ تعالیٰ کرتا ہے لیکن سب سے پہلے ان کو جو دعوت دینا ہے" شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ "کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اگر یہ مان لیں تو پھر ان کو یہ کہنا کہ تم پر پانچ نمازیں بھی فرض ہیں، اگر یہ نہ مانیں تو پھر یہی دعوت دینا جب تک وہ مانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس وقت تک یہی دعوت دیتے رہنا نماز روزے کا نہ کہنا جب تک وہ یہ نہیں اچھی طرح یقین کر لیں جب وہ یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں پھر ان کو کہنا پانچ نمازیں بھی فرض ہیں اور پھر بعد میں زکوۃ کی دعوت دینا۔

12۔ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید ربوبیت میں کی اور اسے یقین تھا اور اسی پر اس کا پختہ ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی پیدا کرنے والا نہیں، رزق دینے والا نہیں، تدبیر کرنے والا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت میں عبادت میں نہیں کی تو متقی تو دور کی بات ہے وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوا۔

یہ بارہ فوائد ہیں اس آیت کریمہ سے اور پہلے قاعدے سے انہیں اچھی طرح سمجھ لیں۔ بارہ نمبر؟ بارہ نمبر یہ ہے کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید ربوبیت میں کی وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم متقی پرہیزگار ہیں۔ متقی پرہیزگار تو دور کی بات ہے وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوئے کیونکہ دائرۂ اسلام میں وہ داخل ہوتا ہے جو زبان سے تو لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہے اور دل سے اس کا یقین اور اقرار پختہ ہو کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اگر عبادت کے لائق ذات کوئی موجود ہے اس پوری کائنات میں وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، جتنی بھی عبادات موجود ہیں وہ ساری کی ساری صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

میں نے یہ بات کیوں کہی ہے؟ کیونکہ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ توحید ربوبیت پر ایمان لانا ہی کافی ہے لوگوں کو کیوں پریشان کرتے ہو؟! کلمہ پڑھنے والے بے چارے مسلمان ہیں کلمہ تو پڑھ لیا ہے کیوں ان کو کہتے ہو یہ مشرک ہیں؟ کیوں کہتے ہو کہ تم دائرۂ اسلام سے خارج ہو؟

بھئی جو کلمہ پڑھا ہے اس مسلمان نے وہ یہ کہتا ہے کے کلمہ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا نہیں، کوئی رزق دینے والا نہیں، کوئی تدبیر کرنے والا نہیں، یہی الفاظ تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بیان کر رہے ہیں کہ ابوجہل ابولہب کے الفاظ تھے یہی عقیدہ ابوجہل ابولہب کا تھا کیا وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوا؟ ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ خود یہی فرما رہے ہیں اور اگلا قاعدہ اس کی مزید وضاحت فرمائے گا۔ اگلے قاعدے میں اس کی مزید وضاحت اس میں آئے گی کہ کس طریقے سے وہ لوگ گمراہ ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ کو بھی جانتے ہیں کہ خالق، مالک، رازق ہے غلطی کہاں پر ہوئی؟ ایک اہم غلط فہمی ہے اس قاعدے کے بارے میں پہلے میں بات بیان کروں ٹائم ملا تو پھر دوسرا قاعدہ شروع کرتے ہیں۔

جو مخالفین ہیں ہمیشہ وہ یہ کہتے ہیں کہ دیکھیں جتنی بھی آیات ہیں قواعد الاربعۃ میں، میں نے پہلے بات بیان کی ہے کہ شیخ صاحب رحمہ اللہ نے ان قواعد الاربعۃ میں صرف اور صرف قرآن مجید کی آیات کا ذکر کیا ایک حدیث بھی نہیں ہے وجہ کیا تھی؟ کیونکہ یہ بنیادی بات ہے توحید اور شرک کی بنیادی بات ہے تاکہ مخالف یہ نہ کہیں بھئی حدیث ضعیف بھی تو ہو سکتی ہے، غیر صریح بھی تو ہو سکتی ہے اس کی دلالت یوں تو ہو سکتی ہے۔ نہیں، دروازہ ہی بند کر دیے شیخ صاحب رحمہ اللہ نے صرف قرآن مجید کی آیات ہیں بس۔ تو مخالفین یہ کہتے ہیں دیکھیں جتنی بھی یہ آیات موجود ہیں یہ اللہ تعالی نے نازل فرمائی مشرکوں کے لیے اور تم لوگ ان کو چپکا دیتے ہو زبردستی مسلمانوں پر یہ کہاں کا انصاف ہے؟

کیا خیال ہے اس کا جواب دینا چاہیے کہ نہیں؟ اور یہ سب سے اہم جو غلط فہمی ہے اور شبہ ہے مخالفین کا سب سے اہم یہی ہے اس کے جواب میں چار وجوہات ہے، ایک نہیں چار اور ساتھیوں سے گزارش ہے کہ جیسے آپ کو اپنے نام یاد ہیں یہ یاد کر لیں مشکل نہیں ہے بہت آسان ہے۔

1۔ میں ابھی ان فوائد میں بیان کر چکا ہوں کہ اللہ تعالی نے جب بھی شرک کا ذکر کیا قرآن مجید میں صیغ العموم سے ذکر کیا یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ یہ شرک کے الفاظ جو ہیں یہ صرف ان مشرکوں کے لیے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے ہیں یا جو یہ بت پرست ہیں۔ ہرگز نہیں اور یہ حکمت ہے اللہ تعالی کی تاکہ بعد میں آنے والے لوگ یہ کبھی نہ کہیں کہ یہ شرک تو ان کے لیے تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے مشرکین تھے آج کے دور میں تو کوئی شرک ہمیں نظر نہیں آتا، بت پرستی نظر نہیں آتی ہمیں۔ ہرگز نہیں، صیغ العموم میں آپ پورا قرآن مجید دیکھ لیں جہاں پر بھی شرک کا ذکر آئے گا تو اللہ تعالی کی حکمت ہے صیغ العموم کے ساتھ ذکر کریں گے۔ چند تھوڑی سی ایسی جگہوں پر جہاں پر خاص ذکر آئے گا کسی نبی کی قوم کا قصہ آیا تو وہاں پر اس قوم کا لفظ آجاتا ہے جیسے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ آیا ﴿وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ﴾ (ابراہیم:35)۔ یہاں پر ﴿الْاَصْنَامَ﴾ کا لفظ آگیا خاص بتوں کی عبادت لیکن اس کے علاوہ آپ دیکھیں جو خاص قصہ نہ ہو اور جب عموم، عام طور پر شرک کی بات آتی ہے تو اس میں سب کے سب مشرک داخل ہوتے ہیں اور ہر وہ چیز داخل ہوتی ہے جسے اللہ تعالی کے ساتھ شریک کیا گیا ہے۔

تو پہلا جواب کیا ہے؟ کہ قرآن مجید میں شرک کا لفظ جب بھی آیا ہے صیغ العموم کے ساتھ آیا ہے یعنی سارے کے سارے مشرک ہیں جو بھی اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرے اور اللہ تعالی کے ساتھ جس ذات کو بھی شریک کرے اور اس ذات کو جس نے بھی شریک بنایا وہ مشرک ہے۔ تو اس طریقے سے سب سے پہلا قاعدہ ہے کہ صیغ العموم میں شرک کا ذکر ہوا۔

2۔ دوسری بات یہ ہے اگر آپ یہ نہیں مانتے کہتے ہیں نہیں ہم اس کو نہیں مانتے تو ٹھیک ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بتائیں قرآن مجید میں ہی جس میں اللہ تعالی نے شرک کا ذکر کیا اسی قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ایمان کا ذکر بھی کیا، نماز کا ذکر بھی کیا، توحید کا ذکر بھی کیا، روزے کا بھی، حج کا بھی، سارے احکام اسی قرآن مجید میں ہیں اور اللہ تعالی نے حکم دیا توحید کا اور ان احکام اور عبادات کا۔ کسے؟ مومنوں کو۔ اس زمانے میں مومن کون تھے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اور کوئی بھی نہیں تھا۔ تو اگر آپ یہ سمجھتے ہو کہ یہ آیتیں صرف ان کے لیے خاص ہیں تو پھر آپ یہ بھی سمجھو جو ایمان کی اور نماز کی آیتیں ہیں وہ بھی صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے خاص ہیں۔ ٹھیک ہے کہ نہیں؟

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ (البقرۃ:43)۔ اب ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ اس زمانے میں صحابہ رضی اللہ عنہم تھے آج آپ لوگ نماز کیوں پڑھتے ہو آپ کو کس نے حکم دیا ہے؟ اگر یہ تم نہیں سمجھ سکتے کہ نہیں یہ آیتیں تا قیامت ہر مومن کے لیے ہیں تو وہ بھی آیتیں تا قیامت ہر مشرک کے لیے ہیں۔

3۔ جو مشرکین تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کیا وہ صرف بت پرستی کرتے تھے یا بت پرستی کے ساتھ ساتھ یا بت پرستی کے علاوہ کچھ اور قسم کا شرک بھی کرتے تھے؟ آیئے دیکھتے ہیں۔

مشرکین عرب نے ھبل کو اپنا خدا بنا لیا اپنا ربّ بنایا ہوا تھا اپنا معبود بنایا ہوا تھا ھبل کو، اللات کو، العزی کو، مناۃ کو، یغوث کو، یعوق کو، نسر کو، گنتے جاؤ اور یہ سب سارے کے سارے بت تھے کوئی شک نہیں ہے۔

یہودیوں نے سیدنا عزیر علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنا معبود بنایا، اللہ کا بیٹا بنایا پھر معبود بنایا۔ کیا سیدنا عزیر علیہ الصلوۃ والسلام بھی بت ہیں؟ ہر گز نہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ہیں۔

نصاریٰ نے عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو ربّ بنایا اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی عبادت کی کیا یہ بھی بت تھے نعوذ باللہ؟ ہر گز نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔

اسی زمانے میں لوگوں نے جنوں کی عبادت کی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے جب اللہ تعالیٰ فرشتوں سے سوال کریں گے کہ لوگوں نے تمہاری عبادت کی ہے؟ فرشتے انکار کریں گے کہیں گے ﴿بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ﴾ (سبا:41) (کہ اللہ تعالیٰ یہ تو جن کی عبادت کرتے تھے ہم ان سے بری ہیں ان کا ایمان جنوں پر تھا جنوں کی عبادت کرتے رہے ہماری عبادت انہوں نے نہیں کی)۔

اور جنوں کے ساتھ ساتھ وہ فرشتوں کی بھی عبادت کرتے تھے جیسے قرآن مجید میں آیا ہے کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بھی ایک گروہ مانتا تھا اور دوسرا گروہ فرشتوں کی عبادت بھی کرتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اولیاء اور صالحین کو بھی معبود بنایا۔ تو یہ بات کہ شرک صرف بت کی عبادت ہے یہ تو بالکل بے بنیاد بات ہے۔ اس زمانے میں مشرکین سارے کے سارے تھے، بت کا پجاری بھی مشرک، نبی کا پجاری بھی مشرک، ولی کا پجاری بھی مشرک۔

اگر اس زمانے میں نبی کا پجاری مشرک ہو سکتا ہے تو آج کے زمانے میں کیوں نہیں ہو سکتا؟

اگر اس زمانے میں ولی کا پجاری مشرک ہو سکتا ہے تو آج کے زمانے میں کیوں نہیں ہو سکتا؟

4۔ چوتھی وجہ یا چوتھا جواب، ان ساروں کے خلاف جن نے بت پرستی کی یا نبی کی عبادت کی یا ولی کی عبادت کی یا چاند اور سورج کی عبادت کی ان سب کے خلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برابر کی جنگ کی ہے۔ کسی کو یہ نہیں کہا کہ بت کی عبادت کرتے ہو تم لوگ تمہارے خلاف تو جنگ ہے لیکن یہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام میرے بھائی ہیں نبی ہیں ان کی عبادت کی آپ کی معافی ہے۔ کہیں دیکھا ہے آپ نے؟ غزوۂ موتہ کس کے خلاف تھا؟ غزوۂ تبوک میں کس کے خلاف نکلے؟ نصاریٰ کے خلاف تھا۔ غزوۂ بنی قریظہ کس کے خلاف تھا؟ یہودیوں کے خلاف تھا۔ جنگ بدر، جنگ احد کس کے خلاف تھی؟ بت پرستوں کے خلاف تھی۔ تو سب کے خلاف برابر کی جنگ کی۔ میرا خیال ہے یہ جواب کافی ہے اس کو یاد کر لیں تو آگے ان شاء اللہ ان کا سوال نہیں اٹھے گا۔ آج کے درس میں اتنا کافی ہے اگر اس کے بارے میں کوئی سوال ہے تو آپ پوچھ سکتے ہیں۔

سوال: انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہی توحید الوہیت ہے؟

جواب: بالکل اس میں کوئی شک نہیں ہے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف اس لیے بھیجا ہے کہ لوگوں کو توحید العبادۃ کا مفہوم سمجھائیں۔ دیکھیں رسول اور نبی میں جیسے فرق بیان ہوتا ہے سب سے پہلا رسول کون ہے؟ سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والسلام۔ سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام رسول کیوں نہیں ہیں؟ سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والسلام تک کوئی شرک نہیں تھا اور کوئی رسول کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ لوگ فطرت پر تھے توحید پر تھے، ہاں برائیاں تھیں۔ کیا برائیاں تھیں؟ سب سے پہلی برائی کون سی تھی؟ قتل کی۔ پھر گانے بجانے کی، تکبر کی، آہستہ آہستہ یہ بگاڑ آتا گیا لیکن شرک نہیں تھا۔ سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والسلام کی قوم میں سب سے پہلے شرک ہوا۔ اس کی دلیل صحیح بخاری میں ہے تفسیر سورۃ نوح آیت نمبر 23 میں۔ سورۃ نوح کی آیت نمبر 23 کی تفسیر میں صحیح بخاری، مسلم میں اور تفسیر ابن کثیر میں بھی۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ جو پانچ بت تھے سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والسلام کی قوم میں حقیقتاً یہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور اچھے اور صالح لوگ اور بزرگ تھے اولیاء تھے اور اتنے نیک اور پرہیزگار لوگ تھے کہ جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ ایک ہی وقت میں سارے کے سارے مر گئے۔ شیطان نے وسوسہ کیا جو خون میں دوڑتا ہے جو دل میں وسوسہ کرتا ہے۔ (اور یہ طاقت شیطان کو کس نے دی ہے؟ اس ربّ ذوالجلال نے دی ہے سبحانہ وتعالیٰ نے، بھئی جنت میں جانا چاہتے ہو تو آسان نہیں ہے۔ جنت میں جانا چاہتے ہو تو صبر، تقویٰ اور علم حاصل کرنا پڑے گا ان چیزوں کے لیے)۔

جب سب ایک ہی وقت میں مر گئے اللہ تعالی کی حکمت تھی تو شیطان نے وسوسہ کیا کہ تم لوگ ایسا کرو یہ تو بے چارے مر گئے ہیں ان کی یاد میں ان کی قبروں پر جا کر پتھر نصب کر لو پتھر رکھ لو صرف ان کی یاد کے لیے۔ قبریں مٹ جاتی ہیں پتھر رکھنے سے آپ کو یاد آئے گا کہ فلان بزرگ یہاں پر ہے فلان وہاں پر ہے فلان وہاں پر ہے، لوگوں نے کہا بڑی سوچ ہے۔

یہ خطرات جو انسان کے ذہن میں آتے ہیں ناں الٹے سیدھے یہ شیطان کے وسوسے ہوتے ہیں یار کھنا۔ ابھی نماز کے لیے اٹھنا ہے ابھی ٹائم ہے ابھی وقت ہے تھوڑا سا، بس تھوڑا سا ایسے ہی سر میں درد ہے رات کو صلاۃ الیل پڑھتا رہا ہوں بس تھوڑا سا ابھی بس پانچ منٹ سو جاتا ہوں۔ تھوڑا سا اٹھا" یار ابھی آذان نہیں ہوئی "تھوڑا سا اٹھا" اچھا ابھی آذان ہوئی ہے اقامت تو نہیں ہوئی"۔ یہ جو خطرات آتے ہیں ناں یہ وسوسے ہیں شیطان کے اس کو توڑنے کے لیے عزیمت کی ضرورت ہے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ بس ختم، چاہے نیند پوری ہوتی ہے یا نہیں ہوتی، چاہے ڈیوٹی پر آپ جاتے ہو یا نہیں جاتے ہو شیطان کا منہ بند کرنے کے لیے اسی وقت اٹھو وضو کر کے اللہ کے گھر کی طرف چلے جاؤ۔

شیطان نے وسوسہ کیا وہ اس وسوسے میں بے چارے قابو آ گئے اور انہوں نے اس قبر پر جہاں پر قبریں تھیں پانچ پتھر نصب کر دیئے۔ اب وقت گزرتا گیا وہ قبر سے نہ مانگتے وہ پتھر سے نہ مانگتے مانگتے اللہ تعالی سے تھے ابھی توحید موجود تھی ابھی شرک نہیں ہوا لیکن قبروں کی مجاوری زیادہ ہو گئی قبروں کی مجاری کا پہلا اسٹپ تھا یہ، ورنہ قبروں کی طرف کون جاتا تھا مر دے کو دفن کر دیا بات ختم ہو گئی۔ تو جب پتھر وہاں پر رکھے گئے ان کو یاد کرنے کے لیے جانا تو پڑتا تھا اب جاتے اب قبروں کی طرف ڈھیر ہو گیا لوگوں کا، رش ہو گیا لوگوں کا۔

پھر شیطان نے کچھ عرصے بعد وسوسہ کیا بھئی کب تک قبرستان آتے رہو گے پتھروں کو اٹھاؤ اور عبادت گاہ میں رکھ دو۔ جب تم عبادت کرتے ہو تو اس وقت تمہیں خشوع و خضوع کی ضرورت ہوتی ہے جب یہ پتھر تمہارے سامنے رکھے ہوں گے تو وہ بزرگ یاد آئیں گے تو اور اللہ تعالی کی تمہیں نزدیکی حاصل ہو گی ۔(مانگنا صرف اللہ تعالی سے ہے یہ یاد رکھیں ابھی تک شرک نہیں ہوا) پتھروں کو اٹھایا، عقل کی بات ہے بھئی کون کب تک جائے گا قبرستان کی طرف اٹھائیں پتھر کو اور رکھیں وہاں پر، رکھ دیا اللہ تعالی کی عبادت کی۔

بھئی اب یہاں پر تو رکھ دیا لیکن ان کی شکلیں بھول جائیں گی آپ کو! بزرگ کیسے تھے، کیسی شکلیں تھیں، کیسی آنکھ کیسی داڑھی تھی اب ان کو تراشو جب تک ان کو تراشو گے نہیں شکلیں بھول جائیں گی آپ کو بزرگوں کی بھئی تصویریں بھی تو ہونی چاہیئں ناں۔

اور یہ سب سے پہلی لعنت ہے تصویر کی دیکھیں یہاں سے شروع ہوئی ہے اس لیے میں نے جو احادیث میں دیکھا ہے جو سب سے زیادہ گناہ ہے اور شدید عذاب مصورین کو ہوتا ہے۔ وجہ کیا ہے؟ دیکھیں یہاں سے شروع ہو رہا ہے۔ ہر چیز کی تاریخ ہے یہ تاریخ ہے شرک کی، قبر پرستی کی، قبر کی مجاوری کی، تصویروں کی یہ تاریخ ہے یاد رکھیں اس سے پہلے یہ چیزیں موجود نہیں تھیں۔

تو تراشا گیا جب تراشا گیا اب بت کہاں رکھا ہوا ہے؟ عبادت گاہ میں رکھا ہوا ہے بت قبرستان میں نہیں، روڈ پر نہیں، گلی میں نہیں، نہیں عبادت گاہ میں۔ پھر اسی اثر کے الفاظ دیکھیں (جب علم جاتا رہا لوگوں نے ان بتوں کی عبادت کرنا شروع کر دی)۔ "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ" جب تک یہ علم تھا علم ایک دیوار ہے یاد رکھیں۔ جو بزرگ تھے وہ جانتے تھے کہ ہم نے پتھر کیوں رکھے ہیں، وہ یہ جانتے تھے ان کو یہ علم تھا کہ یہ عبادت کے لائق نہیں ہیں عبادت کے لائق صرف اللہ تعالی کی ذات ہے لیکن جب علم جاتا رہا ان کی اولاد یا اولاد کی اولاد آئی۔ شیطان تو وہی جو خون میں دوڑتا ہے وہی وسوسے ہیں بھئی تمہارے باپ دادوں نے یہ پتھر یہاں پر رکھے کیوں ہیں؟ یہ بت کیوں رکھے ہوئے ہیں تمہاری عبادت گاہ میں؟ یہ کوئی ڈیکوریشن پیس نہیں ہیں ان کے لیے عبادت صرف کرو یہ تمہارے معبود ہیں ۔وہاں سے دعا اور پکار جو اللہ تعالی کے لیے تھی وہ ان بتوں کے لیے ہو گئی، جو قربانی نذر و نیاز اللہ تعالی کے لیے تھی وہ ان بتوں کے لیے ہو گئی۔

اور شرک دیکھیں کہاں سے شروع ہوا؟ قبر کی بدعت سے۔ قبر کی مجاوری کی بدعت سے شروع ہوا اور شرک اکبر پر آ کر ختم ہوا۔ یہ جو میں نے بات بیان کی ہے صحیح بخاری میں آپ دیکھ لیں کتاب التفسیر سورۃ نوح، آیت نمبر 23۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول آپ کو وہاں پر مل جائے گا۔

آج اگر ہم امت پر تھوڑا دیکھیں امت پر نظر ڈالیں تھوڑی سی قبر کی مجاوری ہے کہ نہیں؟ قبر کی مجاوری کے ساتھ ساتھ قبر پرستی ہے کہ نہیں؟ فرق صرف اتنا ہے کہ بت نہیں بنائے گئے، تراشا نہیں گیا اور اس بت کو اٹھا کر وہ عبادت گاہ میں لے کر گئے آج یہ نہیں ہوا آج اس قبر کے اوپر مسجد بنا دی گئی ہے یعنی عبادت گاہ کو اٹھا کر وہاں پر لے کر آئے ہیں۔ إنا لله و إنا إليه راجعون۔

تو یہ سب سے پہلا قاعدہ تھا اور اس درس کی جو سب سے اہم غلطی فہمی ہے وہ بیان کی ہے اور شرک کی ابتداء کیسے اور کہاں ہوئی ہے اور کہاں پر انتہا ہے یہ ہم نے دیکھ لیا۔ اگلے درس میں ان شاءاللہ دوسرا قاعدہ شروع کریں گے اگر کوئی سوال ہے تو کر لیں۔

سوال: صیغ العموم کیا ہے یا کسے کہتے ہے؟

جواب: صیغ العموم عربی زبان میں چند ایسے الفاظ ہیں ورڈز ہیں۔ صیغہ، صیغہ کہتے ہیں عربی زبان صیغے کا مطلب ہے جو آپ بات کر رہے ہیں اس کا کوئی نہ کوئی ایک مفہوم ہوتا ہے اس مفہوم کو آپ کیا کہتے ہیں؟ یعنی ہر بات کا جو آپ کر رہے ہیں اس کا کوئی نہ کوئی ایک مفہوم ہوتا ہے آپ کچھ سمجھانا چاہتے ہیں اس کی عربی زبان میں ایک خاص ٹرم ہے ٹرمنولوجی ہے ہر چیز کے لیے تو اس خاص ٹرم کو جس میں آپ جرنل بات بیان کرنا چاہتے ہیں اسے صیغ العموم کہتے ہیں۔

عربی زبان میں صیغ العموم کے سات صیغے ہیں، استفہام، اسم الاستفہام جو اس آیت میں ہے وہ ایک ہے، اسم موصول بھی ہے اور اس میں جیسے لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ "لَا إِلَٰهَ" نکره في سياق النفي، اگر نفی ہو اس کے بعد نکرہ ہو تو یہ عام ہے اب "لَا إِلَٰهَ" (کوئی بھی الہٰ نہیں) عام ہے کوئی بھی الہٰ نہیں ہے۔ نکره في سياق النهي

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ (النساء:36)۔

﴿لَا﴾ ناهيه ہے ﴿تُشْرِكُوا﴾ فعل ہے۔ اگر "لَا" فعل مضارع کے بعد آجائے تو یہ "لَا" ناهيه کہی جاتی ہے اور یہ صیغ العموم میں ہے یعنی کبھی بھی شرک نہ کرنا کسی صورت میں یہ سب کے لیے اعلان ہے۔

تو یہ جو صیغے ہیں انہیں کہتے ہیں صیغ العموم یعنی عام جرنل سب کے لیے، اس میں سب شامل ہیں۔ اور اس کا الٹ ہے خاص کہ خاص کسی چیز کے لیے۔ آگے ان شاءاللہ مثالوں کے ساتھ اور بھی بات آسان ہو گی۔

03. چاربنیادی قاعدے-دوسرا قاعدہ

[شفاعت کی تعریف، شفاعت کی شرطیں، شفاعت کے مستحق، جائزاور ناجائز وسیلہ]

مشرکین مکہ یا عام طور پر کافر جتنے بھی تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے وہ سارے کے سارے توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے۔ دیکھیں صرف علم نہیں تھا شیخ صاحب رحمہ اللہ کا لفظ "يُقِرُّونَ" (اقرار کرتے تھے)۔ اقرار اور علم میں کیا فرق ہے؟ ایک تو ہے صرف جاننا، ایک جاننے کے بعد یقین کرنا تو ان کو یقین تھا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی خالق، کوئی رازق، کوئی تدبیر کرنے والا نہیں اس کے باوجود بھی وہ دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔

اس کی دلیل میں شیخ صاحب رحمہ اللہ نے ایک آیت بیان کی ہے کس سورۃ کی آیت ہے؟ آیت یاد نہیں تو کوئی حرج نہیں سورۃ کا نام کیا ہے؟ سورۃ یونس، جزاک اللہ خیرا۔ آیت یاد ہے کسی کو؟ آپ کو یاد ہے ﴿اَمَّنۡ يَّمۡلِكُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَمَنۡ يُّخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ وَمَنۡ يُّدَبِّرُ الۡاَمۡرَ‌ؕ فَسَيَقُوۡلُوۡنَ اللّٰهُ‌ۚ فَقُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ﴾(یونس:31)۔

اس میں سے چند قواعد میں نے بیان کیے تھے کچھ فائدے بھی تھے کوئی تین بتا سکتا ہے؟ اس قاعدے میں سے میں نے بارہ فوائد بیان کیے تھے ان میں سے تین کوئی بتادے تین۔ کچھ یاد ہے؟ لا الہ الا اللہ کا مطلب وہ کہاں سے ملا ہمیں؟ کیونکہ لا الہ الا اللہ کا مقصد اور معنی یہ کبھی نہیں ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی خالق نہیں کوئی رازق نہیں کوئی تدبیر کرنے والا نہیں۔ کیوں؟ کیونکہ یہ ایمان تو ان کفار کا بھی تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھے لیکن پھر بھی وہ دائرہ اسلام میں نہ داخل ہوئے۔ یعنی وہ لا الہ الا اللہ کہتے تھے لیکن لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے ان کو یہ علم نہیں تھا کہ لا الہ الا اللہ کا صحیح معنی کیا ہے۔

دوسرا توحید ربوبیت اور توحید الوہیت میں فرق۔ توحید ربوبیت کیا ہے؟ کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی خالق، کوئی مالک، کوئی تدبیر کرنے والا نہیں۔

توحید الوہیت کیا ہے توحید العبادۃ جسے کہتے ہیں؟ کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

جس نے بھی لا الہ الا اللہ کا معنی یہ بیان کیا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی خالق، رازق، کوئی تدبیر کرنے والا نہیں کیا اس نے صحیح ترجمہ بیان کیا؟ اس کی دلیل کیا ہے؟ یہی آیت ہے ﴿اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ﴾ اگر تم لوگ یہ مانتے ہو کہ اللہ تعالی واحد ربّ ہے تو یہ بھی تمہیں ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالی واحد معبود ہے اور لا الہ الا اللہ کا یہی مقصد ہے اور یہی معنی ہے۔

اب شروع کرتے ہیں دوسرا قاعدہ:

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اَلْقَاعِدَةُ الثَّانِيَةُ: أَنَّهُمْ يَقُولُونَ: مَا دَعَوْنَاهُمْ وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ إِلَّا لِطَلَبِ الْقُرْبَةِ وَالشَّفَاعَةِ"۔

"أَنَّهُمْ يَقُولُونَ" (بے شک وہ کہتے ہیں)۔ کون؟ کفار سارے، مشرکین بھی بیچ میں ہیں عرب مشرکین، یہود بھی ہیں، نصارٰی بھی ہیں جو بھی اس وقت موجود تھے کافر سارے کے سارے "أَنَّهُمْ يَقُولُونَ" وہ یہ کہتے ہیں۔ "مَا دَعَوْنَاهُمْ" (ہم نے ان کو پکارا نہیں)۔ کس کو؟ اپنے معبودوں کو ان کو پکارا نہیں یعنی ان کی عبادت نہیں کی۔ "وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ" (اور ان کی طرف توجہ نہیں کی یعنی ان کو اپنا سب کچھ نہیں سمجھا) "إِلَّا" (سوائے اس کے) "لِطَلَبِ الْقُرْبَةِ وَالشَّفَاعَةِ" (صرف اس لیے کہ ہم اللہ تعالی کی نزدیکی حاصل کریں ان کے ذریعے (اپنے معبودوں کے ذریعے) اور شفاعت کے لیے کہ یہ ہماری شفاعت کریں گے)۔

بس یہ قاعدہ ہے اور اس قاعدے میں دیکھیں شیخ صاحب رحمہ اللہ نے جو لفظ استعمال کیے ہیں "أَنَّهُمْ يَقُولُونَ" (وہ کہتے ہیں)۔ اور عام سارے کے سارے کافر جو اس زمانے میں تھے وہ سارے کے سارے ایک ہی بات کرتے تھے برابر۔ یہودی بھی یہی کہتے، نصارٰی بھی یہی کہتے، اور مشرکین عرب بھی یہی کہتے۔ کیا کہتے ؟۔ "مَا دَعَوْنَاهُمْ" (ہم نے ان کو پکارا نہیں)۔ اور یاد رکھیں یہ بھی ایک قاعدہ ہے جب بھی دعا کا لفظ آئے بغیر کسی قید کے صرف دعا کا لفظ اس کا مطلب عبادت ہوتا ہے۔ جب بھی دعا کا لفظ آئے تو اس کا مطلب عبادت ہوتا ہے ساری کی ساری عبادت ﴿وَّاَنَّ الۡمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾(الجن:18)۔ کیا مساجد میں صرف دعا مانگی جاتی ہے یا عبادات کی جاتی ہیں؟ عبادات کی جاتی ہیں۔ تو اس لیے جب بھی لفظ دعا کا آئے تو اس کا مطلب صرف پکار نہیں صرف دعا نہیں بلکہ عبادات ہیں۔

" مَا دَعَوْنَاهُمْ "یعنی (ہم نے ان کو پکارا نہیں اور نہ ہی ان کی عبادت کی اپنے معبودوں کی)" "وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ" (اور نہ ہی ہم نے ان کی طرف توجہ کی اور ان کو اپنا سب کچھ سمجھا) "إِلَّا" "(الا یہ کہ)۔ یہاں پر الحصر ہے یاد رکھیں "مَا، إِلَّا" یہ الاستثناء فی سیاق النفی ہے۔ نفی اگر شروع میں ہو اور اس کے ساتھ إِلَّا آجائے اسے کہتے ہیں الاستثناء فی سیاق النفی۔ نفی اور استثناء دونوں اگر آجائیں اس کا مطلب ہوتا ہے "صرف اور صرف" یہ خاص ہے یعنی اس کے علاوہ کچھ نہیں جیسے "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ"، "لَا" "نفی کے لیے ہے" "إِلَّا" "استثناء کے لیے ہے یعنی کوئی معبود نہیں برحق سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ یعنی اگر کوئی عبادت کے لائق ہے تو وہ ہے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ۔

اور یہاں پر شیخ صاحب رحمہ اللہ وہی عبارت وہی جملہ وہی سیاق لے کر آئے "مَا دَعَوْنَاهُمْ وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ إِلَّا لِطَلَبِ الْقُرْبَةِ وَالشَّفَاعَةِ" "یعنی ہمارا جو تعلق ہے اپنے معبودوں کے ساتھ وہ یہ نہیں کہ ہم ان کو ربّ سمجھتے ہیں کہ ان معبودوں نے ہمیں پیدا کیا یا رزق دیا یا تدبیر ہماری کی، ہم یہ جانتے ہیں یہ ان کا کام نہیں ہے۔ تو پھر پکارتے کیوں ہو؟ پھر عبادت کیوں کرتے ہو؟ وہ اس لیے کرتے ہیں کہ صرف اور صرف یہ جو معبود ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیتے ہیں اور یہ ہماری سفارش کریں گے بس اس کے علاوہ ہمارا ان سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

بات سمجھ آئی؟ یعنی اپنے معبودوں سے کیا تعلق ہے تمہارا؟ جب تم یہ جانتے ہو کہ یہ معبود، یہ پتھر، یہ درخت، یہ درند، یہ پرند، یہ نبی، یہ ولی، یہ فرشتہ، انہوں نے نہ تمہیں پیدا کیا نہ یہ تمہیں رزق دیتے ہیں اور نہ ہی یہ تمہارے نفع و نقصان کے مالک ہیں پھر ان کو سجدہ کیوں کرتے ہو؟ ان کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ انہیں پکارتے کیوں ہو؟ جواب میں کیا کہتے ہیں؟ ہم ان کی عبادت صرف اور صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں اور قیامت کے دن ہماری شفاعت کریں سفارش کریں اللہ تعالیٰ کے ہاں۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ دلیل بیان کرتے ہیں اب "فَدَلِيلُ الْقُرْبَةِ، قَوْلُهُ تَعَالَى "۔ اب شیخ صاحب رحمہ اللہ یہ بیان کر چکے ہیں کہ صرف دو وجہ ہیں جس کی وجہ سے یہ کافر جو ہیں اپنے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اب دلیل بھی ضروری ہے بغیر دلیل کے تو بات نہیں ہوتی ناں۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَدَلِيلُ الْقُرْبَةِ"۔ قربہ کہتے ہیں کسی کے نزدیک ہونے کے لیے قریب نزدیک، قربہ نزدیکی۔ "فَدَلِيلُ الْقُرْبَةِ" "(تو نزدیکی کی یہ دلیل ہے)" "قَوْلُهُ تَعَالَى" "(ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ﴾۔ ﴿وَالَّذِيْنَ﴾ (اور جنہوں نے)۔ ﴿الَّذِيْنَ﴾ اسم موصول ہے اور میں نے پچھلے درس میں بیان کیا تھا کہ صیغ العموم میں سے ہے کہ عام ہے ﴿الَّذِيْنَ﴾ (جنہوں نے) کوئی بھی ہو سکتے ہیں ضروری نہیں کہ مشرکین عرب ہوں، ضروری نہیں کہ یہود ہوں، یا نصاریٰ ہوں یعنی جس نے بھی۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ﴾ (اور جنہوں نے) ﴿اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ﴾ (اللہ تعالیٰ کے سوا دوست بنا رکھے ہیں) ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ﴾ (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے) ﴿اِلَّا﴾ (سوائے اس کے) ﴿لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں)۔ ﴿زُلْفٰى﴾ (قریب)۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ (بے شک اللہ تعالیٰ) ﴿يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ﴾ (فیصلہ فرمائیں گے) ﴿فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾ (جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں) ﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ (بے شک اللہ) ﴿لَا يَهْدِيْ﴾ (ہدایت نہیں دیتے) ﴿مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ﴾ (جو جھوٹا ہے کفر پر کفر کرنے والا)۔ ﴿كَفَّارٌ﴾ فعال کے وزن پر ہے، فعال یعنی صرف ایک مرتبہ نہیں بلکہ بار بار کرنے والا، کوئی فعل بار بار کرے تو اسے فعال کہتے ہیں ﴿كَفَّارٌ﴾ صرف ایک مرتبہ کفر نہیں بلکہ کفر پر کفر کرتے جاتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں دیکھیں، شیخ صاحب رحمہ اللہ نے انصاف کیا ہے اب شیخ صاحب رحمہ اللہ کی عبارت کیا ہے؟ " مَا دَعَوْنَاهُمْ وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ إِلَّا لِطَلَبِ الْقُرْبَةِ وَالشَّفَاعَةِ" یہ الفاظ تھے۔ اب یہ الفاظ کہاں سے لے کر آئے؟ اب قرآن مجید کی آیت کو دیکھیں ذرا غور سے ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا﴾ وہی صیغہ ہے کہ نہیں؟ ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ﴾ "مَا دَعَوْنَاهُمْ وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ" "۔ ﴿اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ﴾ "إِلَّا لِطَلَبِ الْقُرْبَةِ"۔ وہی کوئی چیز ہے یعنی اپنی طرف سے شیخ صاحب رحمہ اللہ کوئی چیز نہیں لے کر آئے تا کہ کوئی شخص یہ نہ کہے یہ تو اپنی طرف سے باتیں کر رہے ہیں اور عام مسلمانوں کو جو کلمہ پڑھتے ہیں ان پر تہمت لگا رہے ہیں کہ وہ بھی مشرکین کی طرح ہیں تو شیخ صاحب رحمہ اللہ نے یہ آیت بیان کی ہے جس کا آغاز ہوتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ﴾ صیغ العموم میں سے جس میں سارے کے سارے لوگ شامل ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں ﴿مَا نَعۡبُدُهُمۡ﴾ (نہیں عبادت کرتے) ﴿إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ﴾ (إلا یہ کہ ہمیں نزدیک کردیں اللہ تعالی کے)۔یعنی صرف اور صرف اس لیے ہم ان کی عبادت کرتے ہیں۔فیصلہ تو اللہ تعالی کرے گا قیامت کے دن حق پر کون تھا باطل پر کون تھا یہ سب واضح ہو جائے گا اور یہ یاد رکھیں ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهۡدِي مَنۡ هُوَ كَٰذِبٞ كَفَّارٞ﴾ (اللہ تعالی اس شخص کو کبھی بھی ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ہو اور کفر پر کفر کرنے والا ہو)۔

جھوٹا کیوں؟ کیونکہ اسے بتایا جارہا ہے یہ جو تمہارا گمان ہے کہ یہ تمہیں اللہ تعالی کے نزدیک کردیں گے تم اس لیے ان کی عبادت کرتے ہو تو یہ تمہارا غلط گمان ہے تم جھوٹے ہو، تمہارا یہ جھوٹا دعویٰ ہے۔تم نے ان کی عبادت کی ہے تم جتنا بھی کہو کہ ہم نے صرف نزدیکی حاصل کرنے کے لیے ان کو پکارا ہے تم جھوٹ بولتے ہو۔پھر اصرار کیا اگر پھر اصرار کرتے ہو تو پھر ایک کفر نہیں ﴿كَفَّارٞ﴾ (کفر پر کفر کرنے والے ہو)۔اور ایسے شخص کو دنیا میں ہدایت نصیب نہیں ہوتی یاد رکھیں اور آخرت میں بھی ہلاکت ہے۔یہ دلیل تھی قربہ کی، نزدیکی کی۔

"وَدَلِيلُ الشَّفَاعَةِ" شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں (اور شفاعت کی دلیل کیا ہے)"قَوْلُهُ تَعَالَى" (ارشاد باری تعالی ہے) ﴿وَيَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمۡ وَلَا يَنفَعُهُمۡ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ﴾ (یونس:18)۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَدَلِيلُ الشَّفَاعَةِ" (اور شفاعت کی دلیل)"قَوْلُهُ تَعَالَى" (ارشاد باری تعالی ہے) ﴿وَيَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ﴾ (اور عبادت کرتے ہیں اللہ تعالی کے سوا)۔کس کی؟ ﴿مَا لَا يَضُرُّهُمۡ﴾ (جو انہیں نقصان نہیں پہنچاتے) ﴿وَلَا يَنفَعُهُمۡ﴾ (اور نہ ہی ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں) ﴿وَيَقُولُونَ﴾ (اور وہ یہ کہتے ہیں) ﴿هَٰٓؤُلَآءِ﴾ (یہ لوگ جو ہیں یہ معبود جو ہیں جن کی ہم نے عبادت کی ہے) ﴿شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ﴾ (ہماری شفاعت کریں گے ہماری سفارش کریں گے اللہ تعالی کے ہاں)۔

اس آیت کریمہ میں واضح ہے کہ انہوں نے اس چیز کا اقرار کیا کہ وہ عبادت کرتے ہیں، وہ اپنی زبان سے کہہ رہے ہیں۔کون کہہ رہے ہیں؟ کفار جو نبی کریم صلی اللہ ولیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھے خاص طور پر مشرکین عرب یہ آیت ان پر نازل ہوئی لیکن جو عبرۃ ہے وہ صرف سبب کی اس آیت کے نزول کی وجہ نہیں ہے بلکہ یہ آیت سب کو شامل ہے جس نے بھی یہ عمل کیا وہ اس آیت میں شامل ہے۔﴿وَيَعۡبُدُونَ﴾ انہوں نے اقرار کیا، ان کفار نے اقرار کیا کہ ہم نے ان کی عبادت کی اپنے معبودوں کی عبادت کی اللہ تعالی کے سوا عبادت کی۔﴿وَيَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمۡ﴾ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ نہ تو ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔تو پھر یہ عبادت کیوں کی؟ ﴿وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ﴾ صرف ہماری سفارش کریں گے بس ان کا اور کوئی کام نہیں ہے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ آگے فرماتے ہیں "وَالشَّفَاعَةُ شَفَاعَتَانِ" (اور شفاعت، سفارش دو قسم کی ہے)۔اس پہلے کہ میں یہ بیان کروں دیکھتے ہیں شفاعت کیا ہے؟ عربی زبان میں شفاعت کہتے ہیں لفظ "شفاعة" جسے ہم کہتے ہیں طاق اردو میں۔وتر ایک ہوتا ہے شفع دو ہوتے ہیں یعنی ایک سے دو ہو جانا۔ایک سے دو وہ بھاگنا نہیں ایک سے دو ہو جانا یعنی ایک نہیں بلکہ دو ہو جانا۔اور شریعت میں اس کا مطلب یہ ہے "التوسط طلب الخير للغير بجلب منفعة أو دفع مضرة" (توسط دو چیزوں کے درمیان میں آنا، ایک سے دوسرے کے لیے خیر طلب کرکے اور یہ خیر دو صورتوں میں ہوتا ہے یا ایک شخص سے دوسرے کو نفع پہنچانا یعنی ایک شخص سے کوئی کام پھنسا ہوا ہے اس کی منفعت رکی ہوئی ہے تو بیچ میں آکر ایک سے دوسرے کی جو منفعت ہے جو فائدہ ہے اسے پہنچانا سفارش کرکے) "منفعة أو دفع مضرة" (یا کوئی نقصان اس شخص کو ہونے والا ہے کوئی تکلیف پہنچنے والی ہے سفارش کرکے اس کی تکلیف کو دور کردینا)۔اسے کہتے ہیں سفارش، شفاعت۔

شفاعت کی دو قسمیں ہیں، شریعت میں شفاعت کی دو قسمیں ہیں جیسا شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَالشَّفَاعَةُ شَفَاعَتَانِ" (اور شفاعت دو قسم کی ہوتی ہے) "شَفَاعَةٌ مَنْفِيَّةٌ، وَشَفَاعَةٌ مُثْبَتَةٌ"۔

1۔"شَفَاعَةٌ مَنْفِيَّةٌ" (منفی شفاعت)۔یعنی وہ شفاعت جو شفاعت ہوتی ہی نہیں ہے اس کا نام شفاعت ہے لیکن وہ شفاعت قابل قبول نہیں ہے، منفی شفاعت Negative جسے کہتے ہیں۔

2۔"وَشَفَاعَةٌ مُثْبَتَةٌ" (اور مثبت شفاعت)۔جس شفاعت کا وجود بھی ہے اور جسے اللہ تعالی قبول بھی فرمائیں گے۔

آیئے دیکھتے ہیں منفی شفاعت کیا ہے۔" فَالشَّفَاعَةُ الْمَنفِيَّةُ "(پس منفی شفاعت یہ ہے)"مَا كَانَتْ تُطْلَبُ مِنْ غَيْرِ اللهِ فِيمَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ إِلَّا اللهُ" (منفی شفاعت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے مانگی جائے، طلب کی جائے ہر اس عمل میں یا ہر اس کام میں جس پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی قادر نہیں)۔اب اس کی مثال دیکھیں ایک شخص ہے کہتا ہے" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے نیک اور صالح اولاد عطا فرما"۔عام طور پر اسی طریقے سے جو مخالفین ہیں اسی طریقے سے یہ دعا مانگتے ہیں۔جب مجھ سے سوال کیا جاتا ہے آپ نے یہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا ہے اور غیر اللہ کو پکارنا ہر اس کام میں جس پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے اسے شرک کہتے ہیں شرک اکبر ہے، کہتے ہیں ہم نے پکارا تو نہیں ہے ہم نے تو صرف وسیلہ بنایا ہے، ہم نے وسیلہ بنایا ہے ہم جانتے ہیں کہ اولاد عطا کرنے والی صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اولاد عطا نہیں کرتا تو ہم نے جب یہ کہا اپنی زبان سے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں نیک اور صالح اولاد عطا فرما ہمارا ایمان ہماری نیت ہمارا عقیدہ یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری سفارش کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اور صالح اولاد عطا فرمائے۔

کیا ان کا قول درست ہے؟ نہیں درست ہے۔کیوں؟ شفاعت کا مطلب کیا ہے ابھی میں نے بیان کیا ہے؟ دو چیزوں کے درمیان میں ایک تیسری چیز آتی ہے جو ان دونوں کو قریب کر دیتی ہے۔ایسا ہے کہ نہیں؟ اور یہاں پر کتنی چیزیں ہیں؟ ایک مانگنے والا ہے، ایک وہ جس سے مانگا جا رہا ہے، تیسری چیز کوئی ہے؟ نہیں ہے۔بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے نیک اور صالح بیٹا عطا فرما" کسے پکارا جا رہا ہے؟ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو براہ راست پکارا جا رہا ہے۔شفاعت کا مطلب ہے کہ ایک تیسری کوئی چیز ہے جسے آپ پکارتے ہیں یا جس سے آپ یہ طلب کرتے ہیں کہ آپ کو اس چیز تک پہنچایا جائے جہاں پر آپ اپنی فریاد کر رہے ہیں۔زبان سے تو آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں عقیدے میں، دل سے تو آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں لیکن زبان سے کیا کہہ رہے ہیں؟ "یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!"۔

تو یہ سفارش کبھی ہو ہی نہیں سکتی نہ شریعت میں نہ عربی زبان میں اور نہ ہی عرف میں۔

اور یہ تین حقائق ہیں جو موجودہ ہیں، حقیقت یا شرعیہ ہوتی ہے یا لغویہ ہوتی ہے لغت کے اعتبار سے یا عرفیہ ہوتی ہے عرف کے اعتبار سے۔شریعت نے بھی یہ بیان کیا ہے سفارش، شفاعت کا یہ مفہوم ہے کہ آپ کسی تیسری ذات کو دو کے درمیان میں لے کر آئیں اور پھر اس تیسری چیز کو اس چیز کے لیے سفارش بنائیں جو آپ کو اس چیز کے لیے قریب کر دے جس کے آپ قریب ہونا چاہتے ہیں تو آپ کے یہ الفاظ کہ "یارسول اللہ! مدد" مثال کے طور پر یہ آپ براہ راست مانگ رہے ہیں اسے کبھی بھی سفارش یا شفاعت نہیں کہا جاتا لیکن یہ بات کہ "ہماری نیت اچھی تھی" یہ قاعدہ اچھی طرح یاد کر لیں ذہن نشین کر لیں یہ قاعدہ آپ کو بہت جگہوں پر ان شاء اللہ فائدہ دے گا "النية الصالحة لا تصلح العمل الفاسد" (اچھی نیت بُرے عمل کو کبھی اچھا نہیں کر سکتی) "والنية الفاسدة تفسد العمل الصالح" (اور بُری نیت اچھے عمل کو فاسد کر دیتی ہے)۔

اب مثال سے بات آسان ہو جائے گی، اچھی نیت ایک طرف ہے اور دوسری طرف ہے بُرا عمل۔اس کی مثال ایک شخص گزر رہا ہے راستے میں اس نے ایک خوبصورت عورت کو دیکھا اور رک گیا اور اور دیکھتا رہا کسی نے کہا آپ یہ کیا کر رہے ہو غیر محرم عورت ہے حرام ہے آپ پر کیوں دیکھ رہے ہو؟ وہ کہتا ہے میں عورت کو نہیں دیکھ رہا میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی خوبصورت چیز پیدا کی ہے میں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کو دیکھ رہا ہوں۔کیا اس کے لیے جائز ہے؟ نہیں جائز۔کیوں؟ کیونکہ غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے شریعت میں حرام ہے اور یہ نیت کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت آپ دیکھنا چاہتے ہیں یہ اچھی نیت ہے لیکن اچھی نیت نے آپ کے اس بُرے عمل کو اچھا کبھی نہیں کیا اس لیے ہم یہ کہیں گے آپ کی اس اچھی نیت سے آپ کو فائدہ نہیں ہو گا ثواب نہیں ہو گا بلکہ گناہ ہو گا اور گناہ ڈبل ہو گا ایک تو آپ نے حرام چیز کی طرف دیکھا پھر یہ گمان کر کے کہ آپ اچھا کام کر رہے ہیں۔ٹھیک ہے؟

اور یہاں پر بھی جو شخص یہ کہتا ہے کہ "یارسول اللہ! مدد" اس کی نیت اچھی ہے لیکن یہ الفاظ شرک ہیں شرک کبھی بھی یعنی اچھی نیت کبھی بھی شرک کو توحید میں تبدیل نہیں کر سکتی۔ٹھیک ہے یاد ہو گیا؟

"وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى "اب یہ منفی جو شفاعت ہے اس دلیل شیخ صاحب رحمہ اللہ بیان کر رہے ہیں "وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى "﴿يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (البقرة:254)۔

دلیل کے طور پر شیخ صاحب رحمہ اللہ یہ آیت بیان کرتے ہیں ارشاد باری تعالی ہے ﴿يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا﴾ (اے ایمان والو!)۔اور یاد رکھیں جب بھی آپ قرآن مجید میں یہ جملہ پڑھیں ﴿يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا﴾ تو اپنے کان اچھی طرح کھول کر اور اپنے دل کو اچھی طرح تیار کر کے یہ بات سنیں۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (جب آپ قرآن مجید میں ﴿يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا﴾ سنیں "فَأَرْعِهَا سَمْعَكَ" تو اپنے کان کھول لیں اور اچھی طرح سے سنیں یا تو خیر کا حکم ہے جو تمہیں دیا جا رہا ہے یا شر سے بچنے کا حکم ہے جس میں تمہارا نقصان ہے یا کوئی ایسی خبر ہے جس میں خیر ہے یا شر ہے جسے تمہیں بیان کیا جا رہا ہے)۔تو آیئے دیکھتے ہیں اس آیت میں کیا ہے۔﴿يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا﴾ اپنے کان اچھی طرح کھول کر سنو (اے ایمان والو!) اللہ تعالی نے آپ کو ایمان کے نام سے پکارا ہے اگر واقعی مومن ہو تو اس پر عمل ضرور کرنا۔﴿اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ﴾ (اللہ تعالی کے راستے میں خرچ کرو خیرات کرو اس مال سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا) ﴿مِّنْ قَبْلِ﴾ (اس سے پہلے) ﴿اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ﴾ (کہ ایسا دن آئے) ﴿لَّا بَيْعٌ فِيْهِ﴾ (نہ اس میں خرید و فروخت ہے) ﴿وَلَا خُلَّةٌ﴾ (اور نہ ہی اس میں کوئی دوستی ہے (نہ کوئی دوست دوست کے کام آئے گا)) ﴿وَّلَا شَفَاعَةٌ﴾ (اور نہ ہی اس دن کوئی شفاعت کر سکے گا)۔اور یہی دلیل ہے شیخ صاحب رحمہ اللہ کی کہ اس دن میں کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا ﴿وَّلَا شَفَاعَةٌ﴾۔﴿وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (اور کافر ہی ظلم کرنے والے ہیں ظالم ہیں اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں)۔

تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے قیامت کے دن تین چیزوں کی نفی کی ہے ﴿لَّا بَيْعٌ﴾ (خرید و فروخت نہیں)۔یعنی اگر آپ نے اس دنیا میں کسی کا مال لیا ظلم کیا کسی پر، کسی کا حق کھایا اور وہ شخص بھی مر گیا آپ بھی مر گئے اب قیامت کے دن جب حساب ہو گا اور انسان دیکھے گا کہ کس طریقے سے مشکل اور کٹھن حساب ہے تو کوشش کرے گا وہ جس پر اس نے ظلم کیا دنیا میں کہ اس حق واپس کر دے۔بھاگے گا دیکھے گا وہاں پر کوئی ریال درہم نہیں وہاں پر صرف دو چیزیں ہیں یا حسنات ہیں یا سیئات ہیں، یا نیکیاں ہیں یا بدیاں ہیں بس اور کچھ نہیں۔تو دیکھے گا کوئی پیسہ کہیں سے مل جائے میں واپس کروں دنیا واپس کروں، سونا چاندی واپس کروں، کچھ نہیں ہے۔تو اس دن خرید و فروخت نہیں ہے کچھ نہیں ہو گا نہ خرید ہو گی نہ فروخت ہو گا کچھ نہیں ہو گا۔﴿وَلَا خُلَّةٌ﴾ (اور نہ ہی دوستی ہو گی)۔اور نہ ہی دوست کوئی کسی دوست کے کام آئے گا، افراتفری کا عالم ہو گا ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ﴾ (عبس:34-35) (یہ وہ دن ہے جس میں سگے بھائی سے بھائی بھاگ جائے گا اپنے ماں باپ سے بھاگ جائے گا بیوی بچوں سے بھاگ جائے گا)۔

ارے بھاگے گا کیوں؟! دیکھے گا ہو سکتا ہے کہ کسی کی نیکی کم پڑ جائے مجھ سے کوئی نیکی نہ مانگ لے، بھاگ جائے گا، نفسی نفسی کا عالم ہو گا۔اور خلیل کہتے ہیں اس دوست کو جس نے پورے دل کو گھیر کر رکھا ہو جس کی محبت نے دل کو بھر دیا ہو اسے کہتے ہیں خلیل، عام دوست نہیں۔جس کے پیچھے ساری زندگی لگا دی جس کی محبت میں ساری زندگی گزار دی آپ کا سب سے قریبی دوست آج آپ اس دنیا میں دیکھ لو کون ہو گا قیامت کے دن اگر تمہارے اندر وہ صلاحیت نہیں ہے جو ایک موحد کی صلاحیت ہے تو وہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔یہ آگے بات بیان کریں گے کیونکہ شفاعت مثبتہ بھی ہے تو یہاں پر شفاعت کی نفی کی جا رہی ہے دوستی کی نفی کی جا رہی ہے تو پھر دوست بھی تو شفاعت کریں گے آگے جیسے بیان ہو گا لیکن یہ ان لوگوں کے لیے ہے جن کے پاس کوئی مادہ ہے ہی نہیں کوئی صلاحیت ہے ہی نہیں کہ ان کے کام آ سکے، کورے ہیں کچھ نہیں ہے ان کے پاس۔تو سب سے پیارا دوست، سب سے قریبی دوست اس دن آپ کے کوئی کام نہ آئے گا۔﴿وَّلَا شَفَاعَةٌ﴾ (اور شفاعت کرنے والوں کی شفاعت بھی کام نہ آئے گی)۔﴿وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (اور کافر ہی ظالم ہیں اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں)۔"وَالشَّفَاعَةُ الْمُثْبَتَةُ" (اور مثبت شفاعت وہ ہے) "هِيَ الَّتِي تُطْلَبُ مِنَ اللهِ" (یہ وہ شفاعت ہے یہ وہ سفارش ہے جو اللہ تعالی سے طلب کی جائے اللہ تعالی سے مانگی جائے)۔

کیوں؟ کیونکہ شفاعت کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالی ہے یاد رکھیں۔ارشاد باری تعالی ہے ﴿لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا﴾ (ساری کی ساری شفاعت کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالی ہے)۔تو پھر مانگنا بھی صرف اور صرف اللہ تعالی سے چاہیے کہ نہیں؟ کہ اللہ تعالی فلان کو میرا شفیع بنا دے یہ درست ہے۔

براہ راست آپ کسی سے مانگ کر آپ کسی کو پکار کر شفیع نہیں بنا سکتے۔"یا رسول اللہ مدد" ایک لفظ ہے، دوسرا ہے کہ "اللہ تعالیٰ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت فرما یا نصیب فرما" اور ایک یہ دعا ہے۔ایک تو شرک ہے اور ایک توحید ہے دونوں میں فرق دیکھیں۔

وجہ کیا ہے؟ شفاعت کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہی شفاعت ہے جو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔کون سی ہے؟ "هِيَ الَّتِي تُطْلَبُ مِنَ اللهِ" (یہ وہ شفاعت ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے) "وَالشَّافِعُ مُكَرَّمٌ بِالشَّفَاعَةِ" (اور جو شفاعت کرنے والا ہے جس کی اللہ تعالیٰ شفاعت قبول فرمائے گا جو سفارش کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت فرمائے گا مکرم ہے وہ باعزت ہے، عزت والا ہے اس کا درجہ بلند فرمائے گا اس کی شفاعت قبول کر کے)" وَالْمَشْفُوعُ لَهُ" (اور جس کی شفاعت کی جارہی ہے)۔کون ہے؟ "مَنْ رَضِيَ اللهُ قَوْلَهُ وَعَمَلَهُ بَعْدَ الإِذْنِ" (اور جس کی شفاعت کی جارہی ہے یہ وہ شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو، جس کے قول پر اور عمل پر اللہ تعالیٰ راضی ہو)" بَعْدَ الإِذْنِ" (اجازت کے بعد)۔

اور اس میں شیخ صاحب رحمہ اللہ نے شفاعت کی دو شرطیں بیان کر دی ہیں، یاد رکھیں شفاعت کی دو شرطیں ہیں۔دو قسمیں ختم ہو گئیں منفی اور مثبت، مثبت شفاعت جو ہے اب اس کی بات ہو رہی ہے۔اس کی دو شرطیں ہیں:

1۔"الاذن بالشفاعة" (شفاعت کی اجازت دینا)۔اگر اللہ تعالیٰ اجازت نہ دے کسی کو تو اس کی شفاعت قابل قبول ہو ہی نہیں سکتی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے، آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (البقرة:255)۔

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ﴾، ﴿مَنْ﴾ پھر وہی بات ہے ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ﴾ (کون ہے وہ) ﴿يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ﴾ (جو اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کی بھی سفارش کرے) ﴿اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (سوائے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے)۔کوئی ہے؟ کوئی بھی نہیں ہے اور یہ چیلنج ہے۔الفاظ جو ہیں بہت سخت الفاظ ہیں "وہ کون ہے؟ ہے تو کوئی سامنے آئے"۔ جس طریقے سے ہم کہتے ہیں ناں عوام الناس ایسی بات۔کوئی ہے تو سامنے آکر دکھائے کون ہے وہ جو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر یہ عمل کر سکے؟ کوئی بھی نہیں ہے۔تو سب سے پہلی شرط ہے اللہ تعالیٰ کی اجازت اللہ تعالیٰ کی اجازت نہیں تو سفارش نہیں۔

اس کی مثال کوئی ہے کوئی جانتا ہے اجازت نہیں ہے تو سفارش نہیں ہے؟ ایک بہت مشہور مثال ہے ابو طالب۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفارش کی اور ان کے لیے دعا بھی ہے لیکن اجازت نہیں تھی۔

2۔اور دوسری شرط ہے "الرضا" کہ اللہ تعالیٰ جس کی شفاعت کی جارہی ہے اس پر راضی ہو اگر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے تو شفاعت نہیں ہو سکتی۔کافر کی شفاعت ہو سکتی ہے؟ نہیں ہو سکتی۔کیوں؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کفر پر کبھی راضی نہیں ہے ﴿وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ﴾ (الزمر:7)۔اس کی دلیل کیا ہے؟ ﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ (الانبیاء:28) (اور نہیں سفارش کرتے سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ تعالیٰ راضی ہو) تو یہ دو شرطیں بھی یاد رکھیں اچھی طرح سے کہ شفاعت کی دو شرطیں ہیں اگر یہ دو شرطیں پائی جائیں تو ان شاء اللہ شفاعت اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔(دوسری اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اگر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے مشفوع پر جس کی شفاعت کی جارہی ہے تو اس کی شفاعت نہیں ہو سکتی، مثبت (Positive) جو اللہ تعالیٰ مانے گا۔مثبت کی دو شرطیں ہیں)۔یہاں شیخ صاحب رحمہ اللہ صرف ایک دلیل لے کر آئے ہیں "كَمَا قَالَ تَعَالَى ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾" (البقرة:255)۔تو یہ اجازت کی دلیل ہے اور رضا کی دلیل میں بیان کر چکا ہوں ﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾۔(الانبیاء:28)

یہ قاعدہ ہے دوسرا اس قاعدے میں جو فوائد ہیں وہ جلدی سے بیان کرتے ہیں اور اگر وقت ملا تو میں شفاعت کی مزید بات بیان کروں گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کیا ہے اور کتنی شفاعتیں ہیں؟ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ((نعوذ باللہ یہ لوگ جو ہیں ہمارے بارے میں کہتے ہیں) یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں کرتے یہ گستاخ رسول ہیں نعوذ باللہ)۔ہمارا یہ ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نہیں آٹھ قسم کی شفاعت کریں گے قیامت کے دن اور ان شاء اللہ یہ آخر میں بیان کرتے ہیں۔آیئے دیکھتے ہیں اس قاعدے میں کیا ہمیں فائدہ ملتا ہے:

1۔پہلے لوگوں کا شرک صرف اس لیے تھا کہ وہ اپنے معبودوں کو وسیلہ بناتے تھے۔پہلے لوگوں کے شرک اور کفر کی وجہ کیا تھی؟ کہ وہ اپنے معبودوں کو وسیلہ بناتے تھے۔

2۔ان لوگوں کے اقرار کیا تھا کہ یہ معبود نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں۔

3۔انہوں نے کہا ہم صرف وسیلہ بناتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم کفر پر کفر کرتے ہو۔جس کو وسیلہ سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ یہ وسیلہ نہیں ہے یہ کفر ہے۔

4۔شفاعت کی قسموں کو اچھی طرح جاننا اور سمجھنا۔دو قسمیں بیان کی ہیں مثبت اور منفی۔

5۔ہر طرح کی شفاعت اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل نہیں ہے یعنی منفی شفاعت اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے۔

6۔یہ جاننا کہ شفاعت کی دو شرطیں ہیں،اجازت اور راضی ہونا۔ان دو شرطوں کے بغیر اللہ تعالیٰ شفاعت قبول نہیں فرماتے۔

7۔شفاعت کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور شفاعت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنی چاہیے۔

8۔قیامت کے دن شفاعت کے مستحق صرف وہ لوگ ہیں جو موحدین ہیں جنہوں نے توحید کو سمجھا ہے اور توحید پر عمل کیا ہے لیکن ان کے گناہ ہیں جو گناہ گار موحد ہیں ان کے لیے سفارش ہوگی قیامت کے دن۔اور اس کی دلیل میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سوال کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے " يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ القِيَامَةِ؟"(وہ کون سا خوش قسمت انسان ہے جو آپ کی شفاعت کا حق دار ہوگا قیامت کے دن؟وہ خوش نصیب کون ہے ؟)۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں"مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ"(جس نے لاالہ الااللہ کہا خلوص دل کے ساتھ)۔یعنی زبان کا قول کافی نہیں ہے،خلوص دل تب ہوگا جب علم ہوگا کہ لاالہ الااللہ کا مفہوم کیا ہے؟لاالہ الااللہ کی شرطیں کیا ہیں؟لاالہ الااللہ کے ارکان کیا ہیں؟پھر پتہ چلے کا خلوص دل کے ساتھ یہ مطلب ہے لاالہ الااللہ کا۔

9۔بزرگوں کو حد سے زیادہ چاہنا اور حد سے بڑھ کر محبت کرنا گمراہی کی سب سے بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یا گمراہی کے راستوں میں سے ایک خطرناک راستہ ہے۔

یہ کہاں سے ہمیں ملا؟کہ وہ اپنے معبودوں کو حد سے زیادہ یعنی وہ نیک اور صالح لوگ تھے جیسے پچھلے درس میں بیان کیا تھا کہ یہ جو بت تھے یہ کون تھے اصل میں؟بزرگ تھے نیک اور صالح لوگ تھے ان کے نام کے بت بنا دیئے گئے اور ان کو صرف سفارشی بنانے کے لیے حد سے بڑھ گئے اور ان کی عبادت کی ہے۔

10۔لاعلمی اور جہالت کا خطرہ جس کی وجہ سے ہر دور میں لوگ گمراہ ہوئے۔

11۔ہوا نفس کی پیروی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔"ہوا نفس"انسان کی اپنی چاہت،اپنی من مانی،وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ جو بت ہے یہی میرا سب کچھ ہے۔اب اسے منع کیا جا رہا ہے یہ نہ تمہارا خالق ہے،نہ تمہارا رازق ہے،نہ تمہارا نفع و نقصان کا مالک ہے،نہ تمہاری تدبیر کرتا ہے کیوں پکارتے ہو اسے ؟"بھئی میں سفارش بناتا ہوں"۔بھئی یہ سفارش نہیں ہے وسیلہ نہیں ہے یہ کفر ہے۔یہ بھی بیان کر دیا کہ یہ کفر ہے پھر بھی"نہیں ہم اسے پکاریں گے"تو یہ ہوا نفس نہیں ہے تو کیا ہے؟

12۔ہدایت کے دروازے بند ہیں ہر اس شخص کے لیے جو جھوٹا ہے اور حد سے گزرنے والا ہے﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ﴾(الزمر:3)۔

13۔جسے ہدایت چاہیے یا جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرے،قرآن اور سنت پر عمل کرے۔سلف الصالحین کے مفہوم سے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور سلف الصالحین نے ان قرآن کی آیات کو اور صحیح احادیث کو سمجھا ہے ان پر عمل کرتے ہوئے وہ ہدایت حاصل کر سکتا ہے اس کے علاوہ کوئی راستہ ہدایت کا نہیں ہے۔

14۔باپ دادا اور بُرے علماء کی اندھی تقلید ہر دور میں شرک،بدعات،خرافات اور ہلاکت کا باعث بنی۔

یہ کہاں سے ملا؟عوام الناس کو کس نے یہ کہا تھا کہ یہ جو بت ہیں یہ تمہارے لیے وسیلہ ہیں؟علماء نے کہا جو اس وقت کے علماء موجود تھے۔نہیں!اور آپ جانتے ہیں سب سے پہلا بت کون لے کر آیا تھا مکہ میں کوئی جانتا ہے؟بت پرستی کیسے شروع ہوئی؟جو ہبل لے کر آیا تھا شام سے لے کر آیا تھا لُحی۔ایک شخص تھا حکیم تھا قریش میں عقل والا تھا سمجھ دار تھا اور لوگ اسے اپنا سردار مانتے تھے۔بیمار ہوا شام کی طرف گیا علاج کے لیے۔آج ہم بھی کہاں جاتے ہین علاج کے لیے

؟یورپ، امریکہ جاتے ہیں۔ تو شام اس زمانے میں یورپ، امریکہ تھا جزیرۂ عرب کے لیے علاج کے لیے جب کوئی لاعلاج ہو جاتا تو وہاں چلا جاتا وہاں پر علم تھا ۔علاج کے لیے گیا وہاں پر تو دیکھا لوگ بت پرستی کر رہے تھے۔ اس نے کہا میں مکہ خالی ہاتھ جاؤں گا! مجھے بھی کوئی چیز دو، انہوں نے ایک بت دیا جس کا نام حبل تھا۔ وہ بت لے کر آیا اور مکہ والوں کو کہا دیکھو! اسے وسیلہ بناؤ تو اللہ تعالیٰ سنے گا۔ تو انہوں نے اس وقت اس کی عبادت کی پھر بتوں کی تلاش میں لوگوں نے بہت جدوجہد کی پھر اللات اور عزیٰ یہ جدہ سے کہیں سے ان کو ملا۔ اسی طریقے سے جو پانچ بت تھے سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر یہ بھی کہیں دفن وہ گئے تھے طوفان میں تو کھدائی شروع کی جہاں جہاں سے بت ملتا گیا وہاں پر نصب کرتے گئے حتیٰ کہ فتح مکہ کے زمانے میں آٹھ ہجری میں 360 بت تھے کعبہ کے ارد گرد۔ 360 ساٹھ بت!

اور ان علماء کو اب دیکھیں ابو جہل (جہالت کا باپ) ابو جہل حکیم تھا اپنے زمانے کا یاد رکھیں۔ ماں کے پیٹ سے جہالت کا باپ پیدا نہیں ہوا سردار تھا اپنی قوم کا۔ آپ نے کبھی کسی عربی کو دیکھا ہے کسی پاگل کو سردار بناتے تھے؟ دیکھا ہے کسی عربی کو؟ تو پھر ابو جہل کو کیسے سردار مانا؟ ابو جہل کی جہالت جو ہے اس کے شرک میں ہے اس کے کفر میں جہالت ہے دنیا کے لحاظ سے، وہ جاہل نہیں ہے بت پرستی نے اسے جہالت کا باپ بنا دیا۔ اور آج بھی یاد رکھیں جو بھی شرک کی طرف بلاتا ہے وہ ابو جہل کا بھی باپ ہے۔ جتنی بڑی داڑھی ہو جتنا بڑا عمامہ ہو، جتنی بڑی گدی پر بیٹھا ہو جو شرک کی دعوت دیتا ہے شریعت کی بنیاد کے مطابق وہ شخص ابو جہل کا بھی باپ ہے۔

15۔ وسیلے اور شفاعت کی اہمیت اور اس کا علم حاصل کرنے کی ضرورت کیوں کہ یہ دو وہ راستے ہیں جس کی وجہ سے اکثر لوگ گمراہ ہوئے ہر دور میں۔ وسیلہ اور شفاعت، اور یہی وسیلہ اور شفاعت تھی جس کی وجہ سے مشرکین مکہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے کافر کافر قرار دیئے گئے اور ہر دور میں یہ چیزیں موجود ہیں۔ آج کے دور میں بھی دیکھیں جو شرک پھیلا ہوا ہے امت میں اس کے راستے، اس کی وجہ، سب سے بڑی بنیاد یہ ہے کہ یہ ہماری سفارش کریں گے یہ ہمارا وسیلہ ہیں۔ وسیلہ، میں تھوڑی سی دیر میں چیز الفاظ میں بیان کر دیتا ہوں اور شفاعت کے بارے میں تھوڑی بات کر لیتے ہیں ابھی تھوڑا سا وقت ہے۔ یاد رکھیں وسیلے کی دو قسمیں ہیں جائز وسیلہ اور ناجائز وسیلہ۔ اور ناجائز وسیلے کی دو قسمیں ہیں شرکی وسیلہ اور بدعی وسیلہ۔

1۔ جو جائز وسیلہ ہے وہ یہ ہے کہ شریعت کے مطابق کسی کو وسیلہ بنانا یعنی جسے آپ وسیلہ بنا رہے ہیں اس کی کوئی دلیل ہو قرآن مجید سے یا صحیح حدیث سے یا اجماع سے۔ اسے کہتے ہیں شرعی وسیلہ اور اس کی چار قسمیں ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کے نام کو وسیلہ بنانا، مثال کے طور پر "يا الله يا الرحمٰن ارحمني" (کہ اے اللہ تعالیٰ! اے رحم کرنے والے! مجھ پر رحم فرما)۔ یہاں پر آپ نے الرحمٰن جو اللہ تعالیٰ کا نام ہے اسے وسیلہ بنایا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

2۔ دوسری قسم ہے اللہ تعالیٰ کی صفات کو وسیلہ بنانا "يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ"۔ "يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ" (اے زندہ! اے قیوم! پوری کائنات کو تھامنے والے) "بِرَحْمَتِكَ" (تیری رحمت سے) "أَسْتَغِيثُ" (استغاثہ کرتا ہوں مدد طلب کرتا ہوں)۔

اور استغاثہ ہوتا ہے مصیبت کی شدت میں کسی سے مطلب کرنا۔ اور غوث کسے کہتے ہیں؟ جو مصیبت کی شدت میں مدد کرے اسے کہتے ہیں غوث اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر کوئی غوث ہے دنیا میں تو وہ کون ہے؟ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مصیبتوں میں، ہلاکتوں میں کون نجات عطا فرماتا ہے؟ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ۔ تو "يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ" استغاثہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کیا جا رہا ہے اور رحمت اللہ تعالیٰ صفت ہے۔ "الرحمٰن" نام ہے رحمت صفت ہے۔

3۔ کوئی شخص اپنے نیک اور صالح اعمال کو وسیلہ بنا سکتا ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ (اللہ تعالیٰ! میں اپنے والدین سے حسن سلوکی کو وسیلہ بناتا ہوں کہ اے اللہ تعالیٰ! مجھے اس امتحان میں کامیابی عطا فرما)۔ اب یہاں پر والدین سے حسن سلوکی عبادت ہے نیک عمل ہے اس کو آپ نے وسیلہ بنایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کر دے۔

اس کی دلیل کیا ہے؟: صحیح بخاری میں مشہور قصہ ہے ان تین لوگوں کا جو مسافر تھے بارش آگئی شدید طوفان تھا ایک غار میں چلے گئے اور ایک چٹان آکر گر گئی اور غار کا راستہ بند ہو گیا۔ اب ہلاک ہونے والے تھے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تو ایک دوسرے سے انہوں نے کہا ایسا کرتے ہیں جو تم لوگوں نے اپنی زندگی میں

کوئی نیک اور صالح کیے ہیں ان کو اللہ تعالی کے لیے وسیلہ بنا کر اللہ تعالی سے مدد حاصل کریں۔ تو ایک شخص نے اپنے والدین کی حسن سلوکی کو بطور دلیل پیش کیا بطور وسیلہ بیان کیا۔(قصہ لمبا ہے میں اس میں سے جو شاہد ہے صرف وہ بیان کر رہا ہوں)۔ دوسرے نے زنا سے بچنے کو حرام سے بچنے کو وسیلہ بنایا اور تیسرے نے امانت میں خیانت نہ کرنے کو وسیلہ بنایا اور چٹان آہستہ آہستہ ہٹتی گئی، جب تیسرے نے وسیلہ بنایا امانت کو تو وہ چٹان بالکل ہل گئی اور وہ تینوں چلے گئے اللہ تعالی نے ان کو نجات عطا فرمائی۔ تو اس حدیث سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ کوئی بھی شخص اگر کوئی بھی نیک عمل کرے صرف یہ تین نہیں کوئی بھی نیک عمل، صلاۃ الیل پڑھی ہے، فرض نمازیں پڑھتے ہو، روزہ رکھتے ہو، زکوۃ دیتے ہو، صدقہ دیتے خیرات دیتے ہو، کسی سے حسن سلوکی کرتے ہو، مسکرا کر بات کرتے ہو، علم حاصل کرتے ہو، اب یہاں پر جمع ہوئے ہو طلب علم کے لیے یہ بھی عبادت ہے آپ اس کو بھی کبھی مصیبت کے وقت میں یا کسی وقت میں وسیلہ بنا سکتے ہیں۔ تو نیک اور صالح اعمال کو وسیلہ بنانا بھی شرعی وسیلہ ہے۔

4۔ کسی نیک اور صالح بزرگ کی دعا کو وسیلہ بنانا، کسی بزرگ کی دعا کو وسیلہ بنانا۔ وہ کیسے؟ کہ آپ جاتے ہیں کسی نیک اور صالح شخص کی طرف اور کہتے ہیں "ادْعُوا اللهَ أَنْ يَشْفِيَنِي" (اللہ تعالی سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالی مجھے شفاء عطا فرمائے)۔ ایک نیک اور صالح شخص کی طرف جائیں اور یہ کہیں "ادْعُوا اللهَ أَنْ يَشْفِيَنِي"۔ جس کی طرف آپ جا رہے ہیں اور اس سے آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ "ادْعُوا اللهَ" اللہ تعالی سے دعا کرے کہ مجھے شفاء دے، زندہ ہے یا مردہ ہے؟ کس کے پاس جائیں گے؟ زندہ کے پاس جائیں گے حاضر کے پاس جائیں گے غائب کے پاس نہیں یعنی آپ کے سامنے جو آپ کی سنتا ہے اس کی طرف جائیں گے ناں۔ تو یہ بات ہے ہی اس کے لیے جو زندہ ہے جو آپ کے سامنے ہے۔

اس کی دلیل صحیح بخاری میں ہے کسی کو آتی ہے؟ جزاک اللہ خیر یہ بھی صحیح دلیل ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شدید قحط آیا اور مدینہ میں بیٹھ کر قبر کے قریب انہوں نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو بلایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کو اور انہیں یہ حکم دیا کہ تم دعا کرو اللہ تعالی سے کہ ہمیں اللہ تعالی بارش عطا فرمائے۔ اور انہوں نے دعا کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آمین کہی اور بارش ہو گئی۔

اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کالی عورت کا قصہ۔ ایک عورت گزری سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں (اگر کوئی شخص دیکھنا چاہتا ہے کہ جنتی عورت جو اس زمین پر چلتی ہے تو اس عورت کو دیکھے)۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ کون سی عظیم عورت ہے جو ہے تو جنتی لیکن اس زمین پر چلتی ہے! پھر پوچھا یہ کیسے؟! سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ایک عورت آئی، کالی عورت یہی عورت تھی اور یہ کہا کہ "يَا رَسُولَ اللهِ! ادْعُوا اللهَ أَنْ يَشْفِيَنِي" (اللہ تعالی سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالی مجھے شفاء عطا فرمائے)۔ دیکھیں عورت ہے، جاہل ہے، علم نہیں ہے کسی یونیورسٹی سے پڑھی ہوئی نہیں ہے لیکن یہ علم ہے کہ اللہ تعالی کا حق اللہ تعالی کو دینا ہے اور نبی کا حق نبی کو دینا ہے۔ "ادْعُوا اللهَ" دعا کس سے کی جا رہی ہے؟ کس سے مانگا جا رہا ہے؟ اللہ تعالی سے "ادْعُوا اللهَ أَنْ يَشْفِيَنِي" کہ آپ نبی ہیں اللہ تعالی نے آپ کو نبی بنا کر رسول بنا کر بھیجا ہے، آپ پر اللہ تعالی کی وحی نازل ہوتی ہے میں آپ سے یہی گزارش کرتی ہوں اللہ تعالی سے دعا کریں کہ اللہ تعالی مجھے شفاء دے دے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا (اگر آپ چاہیں تو میں دعا کروں تو اللہ تعالی آپ کو شفاء دے دے اور اگر آپ یہ چاہیں کہ آپ صبر کریں اللہ تعالی آپ کو جنت عطا فرمائے)۔ تو اس عورت نے یہ کہا "بَلْ أَصْبِرُ" (کہ میں صبر کروں گی لیکن ایک گزارش ہے کہ میں جب بے ہوش ہوتی ہوں مجھے جب دورے پڑتے ہیں (اس عورت کو مرگی کے دورے پڑتے تھے) تو میرے جسم سے کپڑا ہٹ جاتا ہے اور غیر مرد مجھے دیکھتے ہیں اللہ تعالی سے یہ دعا کریں کہ میرے جسم سے کپڑا نہ ہٹے باقی میں صبر کروں گی جنت چاہیے مجھے)۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گواہی دیتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد جب بھی وہ بے ہوش ہوئی اور دورہ پڑا اس کے کپڑے جسم سے چپک جاتے تھے۔

یہ وہ جنتی عورت ہے جو اس زمین پر چلتی تھی۔ تو یہ دلیل ہے کہ آپ کسی کو بھی دعا کے لیے کہہ سکتے ہیں کہ میرے لیے دعا کریں یہ بھی جائز وسیلہ ہے۔

2۔ دوسری قسم کا جو وسیلہ ہے وہ ہے ممنوع وسیلہ ناجائز وسیلہ، اس کی دو قسمیں ہیں:

1۔ شرکی وسیلہ جو شرک ہے۔

2۔ بدعی وسیلہ جو بدعت ہے لیکن شرک نہیں ہے۔

1۔ شرکی وسیلہ کیا ہے؟ "یا رسول اللہ! میری مدد فرما، یا علی مشکل کشا! میری مشکل آسان فرما"۔ تو یہ جو الفاظ ہیں یہ وسیلے میں استعمال کیے جاتے ہیں حقیقتاً یہ وسیلہ نہیں ہیں۔ کیوں کہ جیسے پہلے بیان کیا وسیلہ کیا ہے؟ کہ دو چیزوں کے درمیان میں ایک تیسری چیز آتی ہے دونوں کو قریب کر دیتی ہے۔ اب جتنی بھی میں نے مثالیں بیان کی ہیں چار شرعی وسیلے میں اللہ تعالی کے کسی نام کو وسیلہ بناتے ہیں اللہ تعالی کے اور بندے کے درمیان میں اللہ تعالی کا نام ہے وسیلہ، صفت میں اللہ تعالی کے اور اللہ تعالی کے بندے کے درمیان میں صفت ہے، نیک عمل اللہ تعالی کے اور اس بندے کے درمیان میں نیک عمل وسیلہ ہے اور دعا اللہ تعالی کے اور بندے کے درمیان میں ایک دعا وسیلہ ہے۔ اور یہاں پر "یا رسول اللہ! میری مدد فرما" اب دو چیزیں ہیں تیسری چیز نہیں ہے یا مانگنے والا ہے یا وہ ہے جس سے مانگا جا رہا ہے تو اسے کہتے ہیں شرک۔ اور وسیلہ اس لیے ہم کہتے ہیں صرف مخالفین کا رد کرنے کے لیے ورنہ یہ وسیلہ ہے ہی نہیں نہ شریعت میں اسے وسیلہ کہتے ہیں، نہ لغت میں، نہ عرف میں، جیسے میں نے پہلے بیان کیا ہے۔

2۔ اور جو بدعی وسیلہ ہے جو بدعت ہے وہ یہ ہے اس کی مثال میں کہ "اے اللہ تعالی! نبی کے صدقے مجھے کامیابی عطا فرما" اسے کہتے ہیں بدعت۔ یہ شرک کیوں نہیں ہے؟ کیونکہ اللہ تعالی کا حق اللہ تعالی کو دے دیا پکارا کسے ہے؟ اللہ تعالی کو، اے اللہ تعالی! نبی کے صدقے مجھے کامیابی عطا فرما۔ اب شرک اس لیے نہیں ہے کہ اس نے نبی سے نہیں مانگا نبی کو نہیں پکارا بلکہ اللہ تعالی کو پکارا ہے۔ اچھا بدعت کیوں ہے؟ کیونکہ اس کی دلیل ہی نہیں ہے کہ نبی کو اس طریقے سے وسیلہ بنانا کہ "نبی کے صدقے یا ولی کے صدقے یا فلاں کے صدقے میرے مصیبت میں آسان فرما" یہ صدقے کا جو لفظ ہے اس کی دلیل نہیں ہے۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ اور جس چیز کی دلیل نہ ہو اسے کیا کہتے ہیں؟ "كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ"۔ یہ بدعت ہے اسے کہتے ہیں بدعی وسیلہ۔ وسیلہ سمجھ آیا شفاعت پر بات کریں؟

شفاعت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت۔ آٹھ شفاعتیں ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گنتے ہیں دیکھیں کتنی یاد آتی ہیں۔

1۔ ان لوگوں کے لیے شفاعت جن پر جہنم واجب کی گئی ہے یعنی جو جہنمی تھے لیکن انہیں جہنم سے روکا گیا اور نبی کریم نے شفاعت کی اور وہ جہنم میں نہ گئے۔ یعنی حساب کتاب ہو گیا موحدین ہیں ان کے گناہ زیادہ تھے اب وہ جہنم کی طرف جا رہے ہیں فرشتے لے کر جا رہے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے انہیں روک دیا جائے گا جنت میں لے کر جایا جائے گا۔

2۔ جن کے حسنات اور سیئات برابر ہو جائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے شفاعت کریں گے کہ ان کو جنت میں لے جاؤ۔ سب نہیں جن کی شفاعت کریں گے، یہ سب کی بات نہیں ہو رہی۔ جن کی اچھائیاں اور برائیاں (حسنات اور سیئات) برابر ہو گئے اب وہ انتظار میں ہیں اصحاب الاعراف میں سے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے کہ اب انتظار نہ کرو جنت کی آپ جنت میں براہ راست چلے جاؤ، تو یہ سفارش ہے۔

3۔ جو جنت میں داخل ہو گئے ان کے لیے سفارش کرنا کہ جنت میں بلند درجے ان کو حاصل ہوں۔

4۔ کچھ ایسے لوگ ہیں جو بغیر حساب وعذاب کے جنت میں جائیں گے، ستّر ہزار کی حدیث مشہور ہے صحیح بخاری، مسلم کی۔

لیکن یہ یاد رکھیں کہ جتنی بھی یہ باتیں بیان کر رہا ہوں یہ صرف موحدین عصاۃ کے لیے ہیں موحدین کے لیے۔ جو موحدین ہیں جن کو ضرورت پڑ گئی کہ کوئی ان کی سفارش کرے یہ ان کے لیے ہیں ساری۔ جو مشرک ہے جو کافر ہے اس کی کوئی سفارش نہیں، نہ نبی کی، نہ ولی کی، نہ کسی فرشتے کی۔

5۔ ابو طالب کے لیے شفاعت کہ جہنم میں سب سے کم عذاب ان کو ملے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہنم میں سب سے کم عذاب ایک شخص کو ملے گا جس کے پاؤں کے نیچے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے اور اس کا سر اُبل جائے گا اور وہ ہے ابو طالب۔

6۔ "الشفاعة العظمي" (سب سے بڑی شفاعت)۔ جانتے ہیں کون سی ہے؟ اس وقت تک حساب کتاب شروع نہیں ہو گا جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت نہیں کریں گے، کسی کا حساب شروع نہیں ہو گا۔

پچاس ہزار سال کا دن ہو گا، قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا اور حساب و کتاب اللہ تعالیٰ شروع نہیں کریں گے جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت نہیں کریں گے۔ صحیح بخاری میں مشہور حدیث ہے کہ لوگ تڑپ اٹھیں گے پریشان ہو جائیں گے کہ حساب شروع نہیں ہوتا تو جائیں گے سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف پھر سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے یہ عرض کریں گے کہ ہماری سفارش کریں شفاعت کریں کہ اللہ تعالیٰ حساب شروع کریں۔ سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام انکار کرتے ہیں کہ میں نے ایک غلطی کی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سزادی میں سفارش نہیں کر سکتا۔ تو اس طریقے سے سیدنا نوح کی طرف پھر سیدنا ابراہیم پھر سیدنا موسیٰ پھر سیدنا عیسیٰ علیہم الصلوۃ والسلام پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جب آئیں گے تو فرمائیں گے "أنَا لَهَا، أنَا لَهَا" عرش کے سامنے جائیں گے سجدہ کریں گے، اللہ تعالیٰ اس وقت اپنی طرف سے ایسی حمد و ثناء جو کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے علم نہیں تھا اللہ تعالیٰ نازل فرمائیں گے میں وہ حمد و ثناء پڑھوں گا، کتنی دیر تک اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "ارْفَعْ رَأْسَكَ" (سر اٹھاؤ) "سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ" (کیا مانگتے ہو محمد مانگو تمہیں دیتا ہوں، شفاعت کرو آپ کی شفاعت قبول فرماتا ہوں)۔

بہت لمبی حدیث ہے بہت پیاری حدیث ہے میں نے صرف دو پانچ سیکنڈ میں جلدی بیان کر دی ہے وقت کی کمی کی وجہ سے صحیح بخاری میں آپ رجوع کر سکتے ہیں اور اس میں بہت ہی اچھے الفاظ ہیں بہت عظیم فائدے ہیں اس حدیث میں۔

7۔ جنت کے دروازے اس وقت تک نہیں کھلیں گے کسی کے لیے بھی نہیں کسی نبی کے لیے نہیں، کسی ولی کے لیے نہیں، کسی جنتی کے لیے نہیں جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفارش نہیں کریں گے۔ دستک دیں گے آواز آئے گی کون؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں "محمد" تو فرمائیں گے آپ ہی کے لیے ہمیں حکم تھا کہ ہم دروازہ کھولیں جنت کا۔ دروازہ کھلے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے داخل ہوں گے اور ان کی امت تمام امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہو گی۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَالِهٖ وَسَلَّمَ

"الشفاعة العظمى" (جنت میں جانے کے لیے شفاعت)

3۔ جس کے گناہ زیادہ ہوں جو جہنم کا مستحق ہے اسے جہنم میں جانے سے پہلے روک دیا جائے اور جنت میں چلا جائے۔

4۔ جس کے گناہ اور ثواب برابر ہوں اس کو جنت میں۔

5۔ جو جنت میں جا چکا اس کے درجے بلند۔

6۔ ابو طالب کے لیے۔

7۔ کچھ ایسے لوگوں کے لیے جو جنت میں جائیں گے بغیر حساب بغیر عذاب کے جو لوگ توحید کی بلندیوں تک پہنچے جن کی توحید کامل ہے ان کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفارش کریں گے بغیر حساب اور عذاب کے وہ جنت میں جائیں گے۔

8۔ ان لوگوں کے لیے سفارش جو جہنم میں چلے گئے ان کو جہنم سے نکالنے کی سفارش اور شفاعت۔

یہ آٹھ شفاعتیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں گے اور ہمارا یہ یقین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفارش کریں گے اور جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش کا انکار کرتا ہے ہمارے نزدیک وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیوں کہ سفارش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی احادیث صحیح اور صریح احادیث ہیں اور شفاعت کے منکرین کچھ ایسے گروہ گزرے ہیں شفاعت کا جو انکار کرتے ہیں جیسے خوارج اور معتزلہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ کوئی سفارش کوئی شفاعت نہیں ہے۔ یاد رکھیں شفاعت بھی ہو گی، ہاں جو تاویل کی وجہ سے انکار کرتے ہیں تو وہ الگ بات ہے لیکن جو جان بوجھ کر یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ احادیث صحیح ہیں اور یہ سفارش بھی ہو گی لیکن وہ اس کا انکار کرتا ہے تو ایسے شخص کا ایمان ہے ہی نہیں یاد رکھیں۔

04. چار بنیادی قاعدے - تیسرا قاعدہ

[غیر اللہ کے لئے عبادت صَرف کرنا، کتاب باغ فردوس میں قصہ، تیسرے قاعدے کے فوائد]

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الْقَاعِدَةُ الثَّالِثَةُ" (تیسرا قاعدہ) "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (بے شک نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) "ظَهَرَ عَلَى أُنَاسٍ مُتَفَرِّقِينَ" (جب ظاہر ہوئے مبعوث ہوئے تو ایسے لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے اور ظاہر ہوئے جو متفرق تھے اور مختلف تھے ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے تھے) "فِي عِبَادَاتِهِمْ" (متفرق تھے اپنی عبادات پر عبادت کے طور پر وہ اختلاف رکھتے تھے)۔ کیسے؟ "مِنْهُمْ مَنْ يَعْبُدُ الْمَلَائِكَةَ" (ان میں سے ایسے لوگ تھے جو فرشتوں کی عبادت کرتے تھے) "وَمِنْهُمْ مَنْ يَعْبُدُ الْأَنْبِيَاءَ" (اور ان میں سے کچھ ایسے لوگ تھے جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی عبادت کرتے تھے) "وَالصَّالِحِينَ" (اور نیک بزرگ اور صالحین لوگوں کی عبادت کرتے تھے) "وَمِنْهُمْ مَنْ يَعْبُدُ الْأَشْجَارَ وَالْأَحْجَارَ" (اور ان میں سے کچھ ایسے لوگ تھے جو درختوں کی اور پتھروں کی عبادت کرتے تھے) "وَمِنْهُمْ مَنْ يَعْبُدُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ" (اور ان میں سے کچھ ایسے لوگ تھے جو سورج اور چاند کی عبادت کرتے تھے) "وَقَاتَلَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے خلاف جنگ کی ان سے قتال کیا) "وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَهُمْ" (اور ان میں فرق نہیں رکھا)۔

سب کے خلاف برابر جنگ کی یہ نہیں کہ یہ بت کا پجاری ہے اس کے خلاف جنگ کی جائے اور یہ نبی کا پجاری ہے نبی کی عبادت کرتا ہے اس کے خلاف جنگ نہیں کرنی۔ ہر گز نہیں، برابر سب کے خلاف جنگ کی اور سب کے خلاف جہاد کیا اور قتال کیا یعنی فرق نہیں رکھا جو چاند سورج کی عبادت کرتا ہے اور جو درخت کی عبادت کرتا ہے اور پتھر کی عبادت کرتا ہے اور جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین کی عبادت کرتے تھے سب کے خلاف برابر جنگ کی ہے۔

یہ تیسرا قاعدہ ہے، میں قاعدہ پھر سے کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ مشرکین عرب جس ماحول میں رہتے تھے ایک عجیب سا ماحول تھا وہ لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور کچھ لوگ عیسائیت سے متاثر تھے اور عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی عبادت کرتے تھے۔ یہ تو بات بہت مشہور ہے کہ ابو جہل ابو لہب کس کی عبادت کرتے تھے؟ ہبل، لات، عزیٰ، یغوث، یعوق، نسر یہ جو مشہور بت تھے۔ لیکن کچھ ایسے لوگ تھے جو عیسائی تھے۔ کوئی جانتا ہے ان میں سے کسی کا نام کون عربی عیسائی تھا؟ ورقہ بن نوفل (جزاک اللہ خیر) لیکن مسلمان ہو چکے تھے اور ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا جاتا ہے۔ اچھا ان کے علاوہ بہت مشہور ہیں (نجاشی بھی ہے (جزاک اللہ خیر) میں عرب کی بات کر رہا ہوں نجاشی عرب میں سے نہیں تھا) سیدنا عدی بن حاتم الطائی۔ سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کیا تھے عیسائی تھے کہ نہیں؟ عیسائی تھے اور سیدنا عدی بن حاتم الطائی جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبۃ:31) ان کو تعجب ہوا اور گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے کبھی اپنے علماء کی اپنے جو راہب ہیں جو عالم ہیں ان کی کبھی عبادت کی نہیں ہم نے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے ان کو ربّ بنا دیا ہم نے کیسے رب بنایا نہیں؟! تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (کیا تم ان کی حلال کردہ چیز کو حلال نہیں سمجھتے تھے جو اصل میں حرام تھی اور ان کی حرام کردہ چیز کو حرام سمجھتے تھے جو اصل میں حلال تھی؟)۔ یعنی جس چیز کو انہوں نے حلال کو حرام کر دیا حرام کو حلال کر دیا کیا اس چیز میں ان کی پیروی نہیں کی؟ انہوں نے کہا جی ہاں! یہ تو ہم کرتے تھے۔

یہ ان کی عبادت ہے یہ ان کو ربّ بنانا ہے اسے کہتے ہیں شرک الطاعۃ۔ تو سیدنا عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ نبی کی عبادت کرتے تھے۔ عیسائی کیا کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اللہ تعالیٰ کو ربّ بھی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے، نفع ونقصان کا مالک ہے، مشکل کشا ہے حاجت روا ہے یہ مانتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں یہ الگ عقیدہ ہے اور اس کا دوسرا عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام ربّ ہیں، ان کی عبادت بھی کرتے ہیں۔ کیسا ربّ ہے؟ کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو پکارتے ہیں دعا کرتے ہیں۔ آج بھی دیکھیں آپ، آپ انگلینڈ میں رہتے ہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے کرسچن کیا کہتے ہیں؟ جیز ز کرائسٹ (Jesus Christ) اور Jesus کہتے ہیں۔ کیوں کہتے ہیں؟ وہ مانتے ہیں کہ گاڈ فادر موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہے جنہیں وہ باپ سمجھتے ہیں وہ مانتے ہیں کہ وہ موجود ہے ان کا ایمان ہے لیکن

مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارتے مصیبت کے وقت نبی کو پکارتے ہیں تو ان کا یہ پکارنا جو آج بھی موجود ہے آپ دیکھ لیں آج بھی موجود ہے یہ پکارنا یورپ میں امریکہ میں جتنے بھی کرسچن موجود ہیں مصیبت کے وقت گاڈ فادر نہیں کہتے کبھی یاد رکھیں آپ میں نے آج تک کسی کرسچن کو نہیں سنا وہ مصیبت کے وقت کہے کہ گاڈ فادر۔وہ کیا کہتے ہیں؟جیزز کرائسٹ۔

اور اسی طرف اشارہ ہے اس قاعدے میں کہ کچھ لوگ ایسے تھے جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو پکارتے تھے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی عبادت کرتے تھے،ان کی زندہ مثال آج ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔کچھ ایسے لوگ تھے جو صالحین کی عبادت کرتے تھے بزرگوں کی عبادت کرتے تھے۔

اور ایک عجیب سی بات تھی اور جب میرا ابتدائی دور تھا طلب علم کا مجھے بھی عجیب لگتی تھی کہ جو عرب ہیں یہ بڑے سمجھ دار لوگ ہیں۔آپ اس ملک میں رہتے دیکھیں حکمت والے لوگ ہیں سمجھ دار لوگ ہیں کیا کبھی کوئی سمجھ دار انسان حکمت والا بت کے سامنے ہاتھ جوڑ کے کھڑا ہو سکتا ہے؟!نہیں ہو سکتا۔تو یہ عرب جو حکماء تھے اپنے وقت کے جو معزز سمجھے جاتے تھے معاشرے میں ان کی ایک عزت تھی ان کا ایک وجود تھا ان کا ایک اثر تھا ایک رسوخ تھا ان کا بت کے سامنے کیوں سجدہ جا کر کرتے؟بت کے لیے کیوں قربانیاں کرتے؟بت کو کیوں پکارتے؟وجہ کیا تھی؟اس معمہ کو اس مشکل کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آسان کر دیا،صحیح بخاری میں سورۃ النجم کی تفسیر میں جب آیت آئی شیخ صاحب رحمہ اللہ اس آیت کو بیان کرتے ہیں:

﴿اَفَرَءَيۡتُمُ اللّٰتَ وَالۡعُزّٰىۙ۝۱۹ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الۡاُخۡرٰى﴾(النجم:19-20) (کیا تم نے ان پر غور کیا یہ لات،عزیٰ اور منات تیسری یہ کیا چیز تھے؟غور تو کریں ذرا ان پر)۔کیا غور کریں یہ تو ہمیں بت نظر آتے ہیں؟!نہیں بت نہیں تھے یہ بت تو آج آپ کو نظر آتے ہیں یہ لوگوں نے بت بنائے ہیں حقیقتاً کیا تھے؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لات ایک نیک اور صالح بزرگ تھا جو حاجیوں کے لیے ستو بانٹا کرتا تھا۔لوگ حج پر آتے اپنے خرچے پر حاجیوں کو ستو پلاتا تھا شدید گرمی ہوتی تھی تو جب وہ مر گیا لوگوں نے کہا یہ بڑا اچھا اور نیک بندہ تھا ہمیں ستو پلایا کرتا تھا تو یہ نیک بندہ تھا اس کی قبر کی طرف مجاوری کی پھر اس کا بت بنا دیا اس کی یاد تازہ کرنے کے لیے بت بن گیا تو اللات پتھر کا بت نہیں ہے لات ایک نیک اور صالح بزرگ تھا جو بعد میں پتھر کی صورت میں آیا اور بعد میں مشرکین نے ان کی عبادت کی۔تو یہ حکماء لوگ ایک پتھر کی عبادت نہیں کرتے تھے وہ اس نیک اور صالح شخص کو یاد کرتے تھے لیکن شیطان کے وسوسے میں آکر آہستہ آہستہ اس پتھر کی عبادت کی گئی جب علم جاتا رہا۔

اور صحیح بخاری میں سورۃ نوح کی آیت نمبر 23 کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے کے جو پانچ بت تھے یغوث،یعوق،نسر یہ جو بت تھے یہ نیک اور صالح اولیاء تھے بزرگ تھے لیکن ایک ہی وقت میں ان کی وفات ہوئی شیطان نے وسوسہ کیا،کرتے کرتے قبر کی مجاوری کی پھر وہاں پر پتھر نسب کیے پھر پتھروں کو اٹھا کر عبادت گاہ میں رکھا گیا اس کے بعد جب علم جاتا رہا تو بعد میں آنے والی نسلوں نے ان پتھروں کی عبادت کی۔تو بزرگوں کی عبادت بھی کی گئی ہے اور وہ عجیب ماحول جو جزیرہ عرب میں تھا عبادت کے لحاظ سے کیوں کہ گمراہی ہی گمراہی تھی،اس پوری زمین پر جو ایک بدترین جگہ تھی وہ جزیرہ عرب تھی۔کیونکہ عیسائیوں کے پاس تھوڑا سا علم تھا اہل کتاب تھے اگرچہ انہوں نے تحریف کی ہے لیکن کہیں کہیں پر تھوڑا سا نور موجود تھا یہ الگ بات ہے کہ وہ بھی کافر تھے الگ بات ہے یہ لیکن سلجھے ہوئے لوگ تھے سمجھ دار لوگ تھے کافر ضرور تھے لیکن زندگی گزارنے کا ایک طریقہ تھا ان ایک طور طریقہ تھا۔جزیرہ عرب میں بالکل مختلف بات تھی کفر کے اندھیرے،شرک کے اندھیرے،بدعات کے اندھیرے،خرافات کے اندھیرے،ظلم کے اندھیرے،اندھیرے ہی اندھیرے تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس بھیانک جگہ کی طرف بھیجا جہاں پر اندھیرے ہی اندھیرے تھے اور توحید کی روشنی لے کر گئے،اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دیکھیں صرف جزیرہ عرب نہیں منور ہوا پوری دنیا مشرق سے مغرب تک آج توحید کے نور سے منور ہے۔

تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ بڑا عجیب سا ماحول ہے بتوں کی عبادت کرنے والے لوگ موجود ہیں،درخت اور پتھر کی عبادت کرنے والے موجود ہیں،انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین کی عبادت کرنے والے موجود ہیں،انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور فرشتوں کی عبات کرنے والے لوگ موجود ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصاف کیا یہ نہیں کہا کہ دیکھو!ابو جہل،ابو لہب پتھر کی عبادت کرتے ہیں تو ان سے میں جنگ کرتا ہوں اور

عیسائی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی عبادت کرتے ہیں یہ اللہ کے نبی ہیں یہ نبی میرے بھائی ہیں اس لیے ان کے لیے معافی ہے یا تھوڑی سی کم سختی میں کروں گا۔ ہر گز نہیں، سب کے خلاف برابر کی جنگ کی ہے۔ تو آیئے دیکھتے ہیں شیخ صاحب رحمہ اللہ یہاں پر دلیل کیا بیان کرتے ہیں:

"وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى "کس کی دلیل؟ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کے خلاف جنگ کی کسی کو چھوڑا نہیں جتنے مشرک تھے سب کے خلاف برابر کی جنگ کی ہے۔" وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى" ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾ (الانفال:39) ﴿وَقَاتِلُوهُمْ﴾ (اور ان کے خلاف جنگ کرو قتال کرو) ﴿حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ (تاکہ فتنہ برپا نہ ہو یہ فتنہ ختم ہو جائے) ﴿وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾ (اور سارے کا سارا دین صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے)۔ یہاں پر فتنے کا لفظ مفسرین نے فرمایا ہے "شرک" قتال کرتے رہو جب تک کہ شرک مٹ نہیں جاتا دنیا سے۔ جب شرک مٹ جائے گا تو کیا بچے گا؟ خالص دین بچے گا اور خالص دین ہی توحید ہے اور یہی دین اللہ تعالیٰ کے یہاں دین اسلام ہے ﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (کہ اللہ تعالیٰ کا دین جو ہے صرف دین اسلام ہے) (آل عمران:19)۔ یہودیت، عیسائیت، ہندازم یہ کوئی دین نہیں ہے یہ لوگوں کے بنائے ہوئے دین ہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک ہی دین ہے وہ ہے دین اسلام توحید کا دین۔ تو یہ دلیل تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب خلاف برابر جنگ کی۔ اگر کوئی شخص پوچھے آپ کو کس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کے خلاف برابر کی جنگ کی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قرآن مجید میں یہ آیت دلیل ہے کیونکہ فتنہ شرک ہے اور شرک سب کرتے تھے یہودی، عیسائی (نصرانی) جو ہیں، بت پرست جو ہیں اور جو درختوں کی عبادت کرتے تھے جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین کی عبادت کرتے تھے یہ سب مشرک ہیں شرک کرتے تھے فتنہ تھا اور اس فتنے کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ سارے کا سارا فتنہ ختم ہو جائے اس وقت تک جنگ کرتے رہو جب تک کہ یہ شرک ختم نہیں ہو جاتا مٹ نہیں جاتا۔

اب شیخ صاحب رحمہ اللہ دلیل بیان کرتے ہیں یہ جو معبودات ہم نے بیان کیے ہیں کہ چاند سورج ہے، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین ہیں، فرشتے ہیں، درخت ہیں پتھر ہیں کہ ان کی عبادت کرتے تھے ان کی دلیل کیا ہے؟ تو آیئے دیکھتے ہیں شیخ صاحب رحمہ اللہ دلیل بیان کرتے ہیں:

"وَدَلِيلُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ "(یعنی اس چیز کی دلیل کہ سورج اور چاند کی عبادت کی گئی)۔ کیا دلیل ہے؟" قَوْلُهُ تَعَالَى" (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾ (اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں سے دو آیتیں ہیں دن اور رات) ﴿وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾ (اور سورج اور چاند)۔ اور اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے یہ آیتیں ہیں دن اور رات اور سورج اور چاند۔ ﴿لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ﴾ (کبھی سجدہ نہ کرنا سورج کو) ﴿وَلَا لِلْقَمَرِ﴾ (اور کبھی سجدہ نہ کرنا چاند کو) ﴿وَاسْجُدُوا لِلَّهِ﴾ (اور سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کو)۔ یہ حکم ہے فعل امر ہے۔ ﴿وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ﴾ (اور اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرو جس ذات نے ان سب کو پیدا کیا) ﴿إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ (اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہو (اگر تم واقعی عبادت کرتے ہو صحیح عبادت کرتے ہو سچی عبادت کرتے ہو تو ان سب معبودوں کو ان سب چیزوں کو چھوڑ کر سجدہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرو))۔ (فصلت:37)۔

یہ جو دن ہے رات ہے، سورج ہے چاند ہے، یہ جو تارے ہمیں نظر آتے ہیں یہ جو مخلوقات ہیں اللہ تعالیٰ کی یہ انسان بھی جو ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے نشانی ہے، آیت نشانی کو بھی کہتے ہیں نشانی ہے کہ ان چیزوں کو کوئی خالق ہے، اور آیت معجزے کو بھی کہتے ہیں اور یاد رکھیں معجزے کا لفظ درست نہیں معجزے سے بہتر لفظ ہے آیت کیونکہ قرآن مجید میں معجزے کا لفظ نہیں ہے۔ یہ دیکھیں پورا قرآن دیکھ لیں جتنے بھی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام معجزے کا لفظ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آیت میں نے دی ہے اپنے نبی کو آیتیں دی ہیں تو آیتیں آیات کونیہ بھی ہوتی ہیں جو یہ مخلوقات ہمیں نظر آتی ہیں سب آیات کونیہ ہیں اور آیات شرعیہ قرآن مجید کی آیات ہیں، تورات ہے، انجیل ہے، یہ آیات شرعیہ ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے شریعت نازل فرمائی ہے۔ اور تیسری قسم کی آیات ہوتی ہیں معجزے اس کو بھی آیت کہتے ہیں اور آیت علامت کو بھی کہتے ہیں نشانی کو تو یہ سورج ہے، یہ چاند ہے، یہ دن ہے، یہ رات ہے یہ نشاندہی کرتے ہیں کہ ان کا کوئی خالق ہے اور تم اگر یہ سمجھتے ہو کہ سورج اتنی عظیم مخلوق ہے کہ اس کو اس کی عظمت کے سامنے جھک کر سجدہ کرنا چاہیے تو یہ تم کیوں بھول جاتے ہو کہ اس کا خالق کتنا عظیم ہو گا جس نے اس سورج کو پیدا کیا۔ تمہاری عقل کہاں گئی ہر عظیم چیز کو دیکھ کر سجدہ کرتے ہو؟! سجدہ کرنے کا حکم تمہیں

کس نے دیا کہ سورج کو سجدہ کرو یا چاند کو سجدہ کرو کس نے دیا؟ محض اپنی عقل کو استعمال کر کے سورج کو سجدہ کرتے ہو تو عقل تو یہ ناقص ہے تمہاری، تمہارے ربّ نے جب تمہیں پیدا کیا ایسی عقل سے پیدا کیا جو ہے ہی ناقص۔ تو اپنی عقل کے بل بوتے پر کبھی اپنا فیصلہ صادر کر کے اپنی دنیا اور آخرت برباد نہ کرو اپنے آپ کو اور لوگوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو کیونکہ لوگ تو بے چارے ہیں وہ دیکھتے ہیں کوئی نیک اور فاضل شخص ہے جو عمل کرتا ہے لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں اس کی شکل وصورت دیکھ کر، اس کے اچھے اخلاق کو دیکھ کر اچھی کارکردگی کو دیکھ کر لوگ متاثر ہوں تو اس کے پیچھے چل پڑتے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ وہ اپنی عقل کو بل بوتے پر سب کچھ کر رہا ہے۔ اگر چاند اور سورج عظیم مخلوقات ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کی عظمت کو دیکھ کر ان کے ربّ کی عظمت کو یاد کرو اور سجدہ ان کو نہ کرو سجدہ ان کے ربّ کو کرو۔ اور اس آیت میں واضح دلیل ہے کہ سجدہ عبادت ہے اور غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنا شرک ہے۔

یہ منہ توڑ جواب ہے کیونکہ کچھ لوگ آئے ہیں میرے سامنے بھی آئے ہیں جو مخالفین ہیں کہتے ہیں "جی، آپ کہتے ہیں کہ قبر کو سجدہ کرنا شرک ہے جی، ہم سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ تو نہیں پڑھتے"۔ وہ بیوقوف یہ سمجھتے ہیں کہ سجدے میں اگر سبحان ربی الاعلیٰ پڑھیں تب شرک ہوتا ہے ورنہ شرک نہیں ہوتا! اس آیت میں لکھا ہے سبحان ربی الاعلیٰ؟ اس آیت میں لکھا ہے کہ مشرک وہ ہے جو سجدہ کرے چاند کو یا سورج کو اور یہ پڑھے سبحان ربی الاعلیٰ پھر تو مشرک ہے؟ یہاں لفظ سجدے کا موجود ہے صرف سجدے کا لفظ موجود ہے اور سجدہ معروف ہے عربی لغت میں کہ جھک کر زمین پر اپنے سر کو زمین پر رکھنا اسے سجدہ کہتے ہیں، اگر کسی کی عظمت کے لیے سجدہ کیا تو یہ شرک ہے اس پر اتفاق ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنے سے شرک ہوتا ہے یہ بے وقوفی ہے یہ لاعلمی ہے، یہ علم نہیں ہے یہ کسی عالم کا قول نہیں ہے یہ جاہل کا قول ضرور ہے جو کم علم لوگ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ واضح الفاظ میں فرماتا ہے ﴿وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ﴾ (اور سجدہ اللہ تعالیٰ کو کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا)۔ اور آخر میں کیا ہے؟ ﴿اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (اگر واقعی تم اللہ تعالیٰ کی صحیح اور سچی عبادت کرتے ہو (اگر صحیح عبادت کرنا چاہتے ہو تو سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو کرو کسی اور کو نہیں))۔

جب چاند اور سورج عبادت کے لائق نہیں، درخت پتھر عبادت کے لائق نہیں، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء عبادت کے لائق نہیں تو یہ قبر عبادت کے لائق ہے سجدے کے لائق ہے کبھی؟ ہو سکتا ہے کبھی؟ کبھی نہیں ہو سکتا اور یہاں پر لفظ العموم سے ہے ﴿لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ﴾ (نہ سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو) ﴿وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ﴾ (سجدہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے)۔ یعنی یہ کوئی نہ سمجھے یاد رکھیں کہ منع تو اس آیت میں صرف چاند اور سورج کا کیا گیا ہے یا کہاں لکھا ہے کہ قبر کو سجدہ نہ کرو۔ جب اللہ تعالیٰ نے نفی کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو تو پھر اثبات کیا ہے ﴿وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ﴾ فعل امر سے اور سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے۔ تو اس کا مطلب ہے باقی کوئی چیز بھی مخلوقات میں سجدے کے قابل نہیں سجدے کے لائق نہیں ہے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَدَلِیْلُ الْمَلَائِكَةِ" (اور اس کی دلیل کہ فرشتوں کی عبادت کی گئی) "قَوْلُهُ تَعَالَىٰ" (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿وَلَا یَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَیَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران:80)۔ یہ دلیل ہے کہ فرشتوں کی عبادت کی گئی ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَا یَاْمُرَكُمْ﴾ (اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا حکم نہیں دیتا) ﴿اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ﴾ (کہ تم فرشتوں کو بناؤ) ﴿وَالنَّبِیّٖنَ﴾ (اور نبیوں کو بناؤ)۔ کیا بناؤ؟ ﴿اَرْبَابًا ؕ﴾ (ربّ بناؤ)۔ اللہ نے یہ حکم نہیں دیا تمہیں کہ فرشتے بھی ربّ ہیں تمہارے، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بھی ربّ ہیں تمہارے، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے۔ تو پھر کس کا حکم ہے؟ یہ شیطان کا حکم ہے، یہ انسان کی ناقص عقل کا حکم ہے، ربّ ذوالجلال کا حکم کبھی نہیں ہے۔ ﴿اَیَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ﴾ (کیا تم یہ سوچ سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کفر کا حکم دے؟)۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو بھیجا اور ان انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ساتھ اپنی کتابیں نازل فرمائیں وحی کے ذریعے اور سب کو ایک ہی حکم دیا ﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت اور کفر سے بچو) (النحل:36)۔ ﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ﴾ (اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کوئی ربّ نہیں) (المؤمنون :32)۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو یہ حکم دیا تو پھر آپ لوگوں کی عقل میں یہ سوچ

کیسے آئی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ کبھی حکم دیتا کہ فرشتوں کی عبادت کرو اور انبیاء کی عبادت کرو؟! ﴿اَیَاۡمُرُکُمۡ بِالۡکُفۡرِ﴾ یعنی عقل کو جھنجھوڑ رہے ہیں اللہ تعالیٰ تمہاری عقل کہاں ہے سوچو ذرا کہ کیا اللہ تعالیٰ تمہیں کفر کا حکم دیں گے؟ ﴿بَعۡدَ اِذۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ﴾ (اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو چکے ہو)۔

کلمہ پڑھ چکے ہو مسلمان ہو چکے ہو پھر فرشتوں کی عبادت کرتے ہو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی عبادت کرتے ہو ان کو ربّ بناتے ہو! دیکھیں لفظ دیکھیں ﴿بَعۡدَ اِذۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ﴾ اسلام قبول کرنے کے بعد یہ تمہاری عقل میں کیسے بات آئی کہ یہ فرشتے کیونکہ عظیم مخلوق ہیں ان کو بھی سجدہ کیا جائے یہ بھی مشکل کشا ہو سکتے ہیں، ان کے لیے بھی کبھی قربانی کی جائے ان کے لیے کبھی نذر و نیاز کی جائے؟! نہیں ہرگز نہیں، یہ نبی ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں ان کے لیے کبھی کوئی عبادت صرف کی جائے ہرگز نہیں ﴿اَیَاۡمُرُکُمۡ بِالۡکُفۡرِ بَعۡدَ اِذۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ﴾۔

واللہ! یہ اگر آج کا مسلمان اس آیت کو غور سے پڑھے تو میرا خیال ہے اس کا دل بھی صاف ہو جائے اس کا دماغ بھی صاف ہو جائے اور کبھی اس کے دونوں ہاتھ کسی نبی، ولی کے لیے کبھی نہ اٹھیں لیکن قرآن مجید پڑھتے ہیں صرف برکت حاصل کرنے کے لیے۔ معذرت کے ساتھ میں کہتا ہوں ہمارے جو ساتھی ہیں جو مخالفین ہیں قرآن مجید پڑھتے ہیں برکت حاصل کرنے کے لیے۔ فلاں حافظ ہے، فلاں حافظ ہے، فلاں حافظ ہے، ہمارے ملک ماشاءاللہ حفاظ سے بھرے ہوئے ہیں کیا یہ آیت نہیں پڑھتے؟

﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾ (الفاتحہ:4) چھوٹے سے چھوٹا بچہ اور بڑے سے بڑا بزرگ ہر نماز میں صرف فرض نماز میں تقریباً سترہ مرتبہ یہ آیت پڑھتا ہے اور وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کہ اللہ تعالیٰ میں جب بھی عبادت کروں گا صرف اور صرف تیری عبادت کروں گا اور جب بھی مدد مانگوں گا صرف اور صرف تجھ سے ہی مدد مانگوں گا اور صحیح مسلم کی روایت میں یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حدیث قدسی میں "یہ وعدہ ہے میرا اور میرے بندے کے درمیان میں میرا بندہ وعدہ پورا کرے میں اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں میرے بندے! کیا چاہتے ہو تم؟

"﴿اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ﴾ یہ وعدہ پورا کرو ہدایت تمہارے لیے ہے"۔ ہدایت کے اللہ تعالیٰ سارے دروازے کھول دے گا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے لیکن یہ وعدہ تو پورا کرو۔

یہ وعدہ کیا یہاں پر نظر آتا ہے آپ کو؟ نبی بھی ربّ ہے، فرشتہ بھی ربّ ہے، ولی بھی ربّ ہے تو ﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾ کس کے لیے پڑھتے ہو تم وعدہ کس سے کر رہے ہو تم؟ جب سب ربّ ہیں تو یہ وعدہ کس ربّ سے کر رہے ہو؟ نبی ربّ ہے یا فرشتہ ربّ ہے یا ولی ربّ ہے کس کو آپ کہہ رہے ہو؟ کہتے ہیں نہیں ہم تو ربّ سمجھتے نہیں ہیں ہم تو صرف ان کو نیک بزرگ سمجھتے ہیں نبی کو بھی ربّ نہیں سمجھتے ہم۔ آپ نہیں سمجھتے ربّ ذوالجلال فرما رہے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس قول کو جھٹلا رہے ہیں اس آیت کریمہ میں ﴿وَلَا یَاۡمُرَکُمۡ اَنۡ تَتَّخِذُوا الۡمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرۡبَابًا﴾ یہ تمہیں حکم نہیں دیا کہ ان کو ربّ بناؤ۔ اور ان کا ربّ بنانا کیا تھا سمجھتے ہیں آپ کیا تھا؟ ان کا ربّ بنانا عبادت صرف کرنا تھا بس کیونکہ مصیبت میں جیسے اگلے قاعدے میں ہم بیان کریں گے مصیبت میں وہ صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اور عام اوقات میں خوشی کے وقت میں وہ اللہ تعالیٰ کو بھی پکارتے تھے اور بت کو اور غیر اللہ کو بھی پکارتے تھے اور سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کا قصہ مشہور ہے اسلام کا فتح مکہ کے بعد جب آگبوٹ پر سوار ہوئے مکہ سے نکلے اور طوفان آیا شدید طوفان آیا تو ایک شخص کھڑا ہو گیا اور یہ کہا "اے ہبل! اے لات! اے عزیٰ! ہمیں نجات عطا فرما"۔ ایک بزرگ بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا خاموش ہو جاؤ تم کیا کہہ رہے ہو تمہیں پتہ نہیں کہ مصیبتوں میں طوفانوں میں صرف ایک ہی ذات کام آتی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات؟ یہاں پر اس طوفان میں یہ لات، عزیٰ کام نہیں آتے یہ خشکی کے ربّ ہیں یہ خشکی میں کام آ سکتے ہیں ہمارے یہاں پر ایک ہی ذات کام آتی ہے مصیبت میں وہ ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ۔ سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے سوچا کہ میں آج تک جو جنگ کرتا رہا ہوں کس لیے کرتا رہا ہوں اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک ہی ربّ ہے تمہارا جو ہر وقت تمہارے کام آتا ہے اور یہ ہمارا بزرگ کہہ رہا ہے گھر کی گواہی ہے یہ اپنا مشرک بھائی گواہی دے رہا ہے اور اسی وقت دل میں یہ عہد کیا اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ! اگر آج میں بچ گیا تو واپس مکہ جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں گر کر کلمہ پڑھ لوں گا اور ایسا ہی ہوا مسلمان ہوئے اور جرنیل صحابہ میں سے مشہور صحابی ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا جس نے بھی غیر اللہ کے لیے کوئی عبادت صرف کی ہے اسے ربّ بنا دیا ہے چاہے وہ فرشتہ ہو چاہے وہ نبی ہو چاہے وہ ولی کیوں نہ ہو۔ اگر فرشتے اور نبی کے لیے عبادت صرف کرنا ان کو ربّ بنانا ہے تو تو کیا ولی ان سے زیادہ اچھا ہے؟ ہر گز نہیں کوئی شخص یہ نہیں کہتا۔ ایک قول ہے صوفیوں کا کہ "ولایت نبوت سے بلند درجے پر ہے ولایات نبوت سے اچھی ہے بہتر ہے"۔ اور یہ ایک مخصوص قول ہے ان کا بالکل درست نہیں ہے اور کچھ صوفی بھی اس قول پر اختلاف کرتے ہیں کہ یہ تو بالکل جو ہالک ہیں جو غالی صوفی ہیں یہ ان کا قول ہے ہمارا قول نہیں ہے۔ لیکن اگر نبی اور فرشتے کو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اس آیت کریمہ میں کہ ان کے لیے کوئی عبادت صرف کرنا کوئی نذر و نیاز کوئی پکار کوئی قربانی ان کے لیے کرنا انہیں ربّ بنانا ہے تو آج کے مسلمان کو یہ کس نے اجازت دی ہے کہ کسی ولی کے لیے یہ قربانی کرے یا نذر و نیاز کرے؟ تو سب برابر ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں۔

"وَدَلِيلُ الأَنْبِيَاءِ"(اور اس کی دلیل کے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی عبادت کی گئی)" قَوْلُهُ تَعَالَى " (ارشاد باری تعالیٰ ہے)۔ حالانکہ اس آیت میں جو پہلے میں نے بیان کی فرشتوں کا ذکر بھی ہے اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا ذکر بھی ہے لیکن شیخ صاحب رحمہ اللہ نے وہاں پر صرف فرشتے لیے اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ایک اور آیت لے کر آئے تاکہ کہنے والا یہ نہ کہے کہ بھئی دیکھو یہاں پر انبیاء، کونسا نبی اچھا ہے، انبیاء تو سارے ہیں۔ اب وہاں پر عام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بات تھی یہاں پر خاص نبی کو بھی لے کر آئے۔

"وَدَلِيلُ الأَنْبِيَاءِ، قَوْلُهُ تَعَالَى"(ارشاد باری تعالیٰ ہے)﴿وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ﴾ (اور جب اللہ تعالیٰ نے یہ کہا کہ اے عیسیٰ ابن مریم!) ﴿ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ﴾ (کیا تم نے لوگوں کو کہا) ﴿اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (مجھے اور میری ماں کو دو معبود دو الٰہ بنالو اللہ تعالیٰ کے سوا) ﴿قَالَ سُبْحٰنَكَ﴾ (سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو پاک ہے ﴿سُبْحٰنَكَ﴾ ﴿مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ﴾ (میرے لیے یہ بالکل جائز نہیں اور میرا کوئی حق نہیں کہ میں کوئی ایسی بات کروں) ﴿مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ﴾ (جو میرے حق میں درست نہیں ہے جس کی آپ نے مجھے اجازت نہیں دی) ﴿اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ﴾ (اگر میں نے یہ کہا) ﴿فَقَدْ عَلِمْتَهٗ﴾ (تو آپ جان چکے ہیں آپ، آپ ربّ ذوالجلال ہیں باریک بینی کا بھی علم رکھتے ہیں اگر میں نے کہا ہے تو آپ بہتر جانتے ہیں) ﴿تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ﴾ (اے اللہ تعالیٰ! تو جانتا ہے میرے نفس کے اندر کیا ہے) ﴿وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ﴾ (اور میں یہ نہیں جانتا کہ تیرے نفس میں کیا ہے) ﴿اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾ (بے شک تو ہی غیب کا علم جاننے والا ہے) (المائدۃ:116)۔ اور لفظ ﴿عَلَّامُ﴾ ہے فعال سے یعنی ہر غیب تو ہی جانتا ہے یعنی تیرے سوا کوئی غیب جانتا ہی نہیں ہے۔

اس عظیم آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے یہ گفتگو کی ہے اور یہ عیسائیوں کو آگاہ کرنے کے لیے ہے۔ نصرانی (عیسائی) سمجھتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام عبادت کے لائق ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو آگاہ کر رہا ہے اپنے نبی سے گفتگو کر کے کہ اے نصرانیو! تمہیں کس نے حکم دیا میں نے حکم تو نہیں دیا؟ پچھلی آیت میں گزر چکا میں نے حکم نہیں دیا اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے کہ میرے نبی کی عبادت کرو۔ کیا میرے نبی نے حکم دیا؟ تو اس گفتگو میں دیکھیں بڑی زبردست عجیب اور عظیم گفتگو ہے ﴿وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ﴾ (اور جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا یہ کہا) ﴿يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ﴾ (اے عیسیٰ مریم کے بیٹے علیہم الصلوۃ والسلام! کیا تم نے لوگوں کو یہ کہا تھا مجھے اور میری ماں کو ربّ بنا دو معبود بنالو)۔ عیسیٰ علیہ سلام بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنے ربّ کے سامنے بیان کرتے ہیں ﴿قَالَ سُبْحٰنَكَ﴾ (اے اللہ تعالیٰ تو پاک ہے تو پاک ہے کہ کوئی تیرے ساتھ شرک کرے تو اس سے پاک ہے کہ کوئی تیرے برابر ہے تو اس سے پاک ہے کہ کوئی تیرے دین کو جھٹلائے تو اس سے پاک ہے کہ کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں ربّ ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو ہر عیب سے ہر نقص سے پاک ہے) ﴿مَا يَكُوْنُ لِيْٓ﴾ (میرے لیے یہ جائز ہی نہیں یہ بات میں کیسے کہہ سکتا ہوں میرے لیے جائز نہیں کہ میں وہ کچھ کہوں جس کا مجھے حق ہی نہیں جس کی مجھے اجازت ہی نہیں میں کیسے کہہ سکتا ہوں اگر میں نے کہا تو آپ تو بہتر جانتے ہیں)۔ اور یہاں پر تفصیل بیان کی ہے علم کی ﴿تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ﴾ (اے اللہ تعالیٰ! تو جانتا ہے میرے اندر کیا ہے اور میں تیرا نبی ہوں لیکن میں نہیں جانتا کہ تیرے اندر کیا ہے)۔

ایک علم کا اثبات ایک علم کی نفی، اثبات اللہ تعالیٰ کے علم کے لیے کہ اللہ تعالیٰ کا علم وسیع علم ہے اللہ تعالیٰ باریک بینیاں بھی جانتا ہے اللطیف الخبیر ہے اور ایک علم کی نفی اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی مقرب نبی یہ علم نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ کیا جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کیا جانتا ہے یہ کوئی نہیں جانتا وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات جانتی

ہے اور جو نفی ہو رہی ہے علم غیب مطلق کوئی نہیں جانتا اگر جانتے ہیں تو صرف اللہ تعالی جانتے ہیں اور اس کی تاکید آیت کے آخر میں ہے ﴿إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ﴾ (بے شک تو ہی غیب جاننے والا ہے)۔

علم الغیب اور دیکھیں ﴿عَلَّامُ﴾ اور ﴿الْغُيُوبِ﴾۔ ﴿الْغُيُوبِ﴾ جمع غیب کی ہے ﴿عَلَّامُ﴾ ہے فعال کے وزن سے اور فعال ہوتا ہے بہت ہی زیادہ جاننا، بہت ہی زیادہ کوئی کسی عمل کو کرنا فعال ہوتا ہے تو اللہ تعالی ہی ہر غیب جانتا ہے مختصراً اللہ تعالی کے سوا کوئی اور غیب جان ہی نہیں سکتا اللہ تعالی کے انبیاء ہیں وہ غیب جانتے ہیں جو اللہ تعالی نے ان کو عطا فرمایا وحی کے ذریعے اس کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتے غیب مطلق صرف اللہ تعالی جانتا ہے۔ غیب مطلق کا مطلب ہے سارے کا سارا غیب جو ہو چکا جو ہو رہا ہے جو ہو گا اس کی باریک بینی بھی جانتا ہے اللہ تعالی۔ اللہ تعالی کو یہ علم ہے کہ فلاں شخص کب پیدا ہو گا، کہاں بڑا ہو گا، کیا کرے گا، کس وقت کہاں پر جائے گا، کہاں کہاں پر سفر کرے گا، کہاں پر اس کی موت ہو گی یہ سب جانتا ہے اللہ تعالی اور اللہ تعالی یہ جانتے تھے زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پہلے پچاس ہزار سال پہلے، اللہ تعالی پوری کائنات کا علم جانتے تھے کہ کیا ہونے والا ہے اسے کہتے ہیں العلم الازلی یہ صرف اللہ تعالی کے لیے ہے کسی اور کے لیے نہیں ہے اور یہ علم ازلی نہ کوئی نبی جانتا ہے نہ کوئی فرشتہ نہ کوئی ولی جانتا ہے۔ لیکن کہنے والوں نے تو یوں بھی کہا کہ "فلاں ولی کی آنکھیں لوح محفوظ پر لگی ہوئی ہیں"۔ واللہ! بہت دکھ ہوتا ہے اللہ تعالی اپنے پیارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے یہ سختی کے الفاظ ہیں یہ عام الفاظ نہیں ہیں اگر اللہ تعالی کے پیارے نبی کو اجازت نہیں ہے کہ وہ بات کرے جو ان کے لیے جائز نہیں ہے ان کے لیے حق نہیں ہے تو نبی کے بعد کون ساوہ مائی کالال ہے کون سی وہ ذات ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ میرے آنکھیں لوح محفوظ پر لگی ہوئی ہیں اور میں علم غیب جانتا ہوں؟!

باغ فردوس ایک تالیف ہے احمد رضا خان بریلوی کی اس میں وہ ایک قصہ بیان کرتا ہے۔ سہر وردی ایک گروہ ہے صوفیوں کا اور شہاب الدین سہر وردی اس گروہ کے بانی ہیں۔ جیسے آپ جانتے ہیں کہ پاکستان، انڈیا میں صوفیوں کے چار گروہ ہیں یا چار طریقے ہیں۔ گروہ سے ناراض ہوتے ہیں طریقے کہتے ہیں ہم تاکہ ناراض کوئی نہ ہو اور بات بھی انصاف کی ہو۔ طریقتاً وہ چار ہیں قادری، نقشبندی، چشتی، سہر وردی۔ یہ سہر وردی کون ہیں؟ شہاب الدین سہر وردی کے متبعین ہیں ان کے طریقے پر چلتے ہیں۔ باغ فردوس میں فرماتے ہیں کہ شہاب الدین سہر وردی کی والدہ ماجدہ جب حمل میں تھیں تو وہ گئیں غوث پاک کے گھر (اور غوث کون ہیں؟ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) جب گھر میں گئیں تو گھر میں موجود نہ تھے ان کے والد گھر میں موجود تھے اب غوث کے والد پوچھا خیریت تو ہے کیا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا میں غوث سے بات کرنا چاہتی ہوں، انہوں نے کہا کہ غوث موجود نہیں ہیں۔ تو ان سے سوال کر لیا کہ مجھے حمل ٹھہرا ہوا ہے اور میں یہ چاہتی ہوں کہ اللہ تعالی مجھے بیٹا عطا فرمائے کیا مجھے بیٹا ہو گا؟ تو لوح محفوظ میں جھانک کر دیکھا غوث کے والد نے (غوث نہیں ہے غوث کا والد ہے) وہاں پر دیکھا صرف بیٹی لکھی ہوئی ہے بیٹا نہیں ہے۔ پھر فرمایا دیکھیں آپ کے ہاں بیٹی لکھی ہے بیٹا نہیں ہے آپ کی قسمت میں تو بیٹی ہی پیدا ہو گی۔ تو وہ عورت اٹھی روتے ہوئے بڑی دکھی غمزدہ باہر نکلتے ہی غوث پاک مل گئے دروازے پر خیریت تو ہے آپ کیوں رو رہی ہیں؟ پورا قصہ بیان کیا کہ اس طریقے سے میں آئی تھی آپ کے والد نے اس طریقے سے کہا۔ غوث پاک نے یہ فرمایا کہ جا تیرے بیٹا ہو گا۔ بس غوث کا فرمان تھا اور اس عورت کی غمی جو ہے وہ خوشی میں تبدیل ہو گئی اور رونا مسکرانے میں تبدیل ہو گیا بھئی غوث کہے اور نہ ہو سکے یہ نہیں ہو سکتا۔ (اب لوح محفوظ میں جو کچھ بھی ہے وہ ہو لیکن غوث نے کہہ دیا وہ بھی تبدیل ہو جائے گا یہ عقیدہ ہے)۔ گھر میں گئیں جب وضع حمل ہوا اور بچہ پیدا ہوا دیکھا تو بیٹی اسی وقت بیٹی کو اٹھا کر غوث کے گھر گئیں اور یہ کہا کہ اے غوث! مانگوں بیٹا اور ملے بیٹی! غوث پاک نے کہا دکھاؤ مجھے، جب غوث پاک کے سامنے لے گئیں کپڑا ہٹا کر دیکھا (صرف کپڑا ہٹایا) دیکھنا چاہتے تھے کہ لڑکی ہے یا لڑکا ہے صرف جب نظر پڑی دوبارہ کہا دیکھو، دیکھا تو وہ لڑکا تھا وہ لڑکی لڑکے میں تبدیل ہو گئی ایک نظر سے غوث کی ایک نظر سے۔ اور شیخ صاحب آگے فرماتے ہیں کہ جب یہ جوان ہوئے اور بڑے ہوئے شہاب الدین سہر وردی ان کی شکل و صورت عورتوں کی طرح تھی۔ لمبے بال، ان کے پستان بہت بڑے تھے، بلکہ ایک روایت میں یہ کہتے ہیں کہ وہ پیچھے اٹھا کر رکھتے تھے نعوذ باللہ۔

دیکھیں یہ اگر ولی سمجھتے ہیں کہ یہ ولی کی شان میں کوئی عزت کی بات ہے اس سے بڑی کوئی گستاخی ہے؟! کیا دین کو مذاق بنا کر رکھا! یہ باغ فردوس میں ہے۔

اور یہ باغ فردوس بریلویوں کی کتاب مشہور کتاب ہے اور تذکرۃ الرشید دیوبندیوں کی کتاب ہے جس میں رشید احمد گنگوہی کی انہوں نے سوانح حیات اور سیرت لکھی اس میں وہ لکھتے ہیں کہ فلاں شخص مخالف تھے رشید احمد گنگوہی کے تو جا کر ایک صاحب سے سوال کرتے ہیں ایک بزرگ سے سوال کرتے ہیں بھئی لوگ تو ان کے بارے میں یہ کہتے ہیں۔ تو اس شخص نے کہا اللہ کی قسم! میں گنگوہی صاحب کا قلم عرش کے اوپر چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔
عرش کے اوپر کیا ہے؟ لوح محفوظ ہے۔ وہاں پر گنگوہی صاحب کا قلم چل رہا ہے!! مجھے یہ بتائیں لوح محفوظ کس سے محفوظ ہے؟! نہ غوث کے والد سے محفوظ ہے نہ غوث سے محفوظ ہے نہ گنگوہی صاحب سے محفوظ ہے محفوظ کس سے ہے؟ لوح محفوظ کا نام رکھا کیوں ہے اللہ تعالیٰ نے؟ ﴿فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ﴾ (البروج:22) پڑھتے ہیں قرآن مجید میں ہم کس چیز سے محفوظ ہے؟ صرف عوام الناس سے محفوظ ہے فرشتوں سے محفوظ ہے کس سے محفوظ ہے؟ ہر مخلوق سے محفوظ ہے صرف اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اس میں کیا ہے بس ورنہ محفوظ تو نہ ہوتا ناں، اگر ایک شخص بھی جان لے تو محفوظ تو نہ ہوا۔
محفوظ تو وہ ہے جس کا مالک صرف ایک ہی ذات ہے اور ایک ہی ذات اس کو جانتی ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ بس۔
"وَدَلِيلُ الصَّالِحِينَ" شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور صالحین کی دلیل کہ نیک لوگوں کی بزرگوں کی عبادت کی گئی۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ﴾ (الاسراء:57)۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ﴾ (جنہوں نے ان کی عبادت کی) ﴿يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ (وہ جن کی عبادت کی گئی وہ خود اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے جستجو میں لگے ہوئے ہیں) ﴿أَيُّهُمْ أَقْرَبُ﴾ (ان دونوں میں سے کون زیادہ قریب ہے اللہ تعالیٰ کے) ﴿وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ﴾ (اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کرتے ہیں) ﴿وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ﴾ (اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں)۔
اور اس آیت کے شان نزول میں ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ تھے انس جو تھے وہ جنوں کی عبادت کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ جن مسلمان ہو گئے مومن ہو گئے اور یہ جو انس تھے پھر بھی ان کی عبادت کرتے رہے۔ وہ مومن ہو گئے مسلمان ہو گئے جن یہ انس جو ہیں وہ پھر ان جنوں کی عبادت کرتے رہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا، جن تو مومن ہیں صالحین ہو گئے ہیں اور یہ صالح چاہے جن ہو یا انس ہو سب مکلف ہیں شریعت میں دونوں برابر ہیں۔ مکلف صرف دو ہیں پوری کائنات میں، انس اور جن مکلف ہیں درند پرند درخت پتھر یہ مکلف نہیں ہیں اس لیے جب حساب کتاب ہو گا قیامت کے دن تو یہ جتنے بھی جانور ہیں سب مٹی بن جائیں گے جنت اور دوزخ صرف جن اور انس کے لیے ہے یہ مکلفین ہیں۔
تو جب یہ جن مسلمان ہو گئے نیک اور صالح ہو گئے، مسلمان ہو گئے مومن ہو گئے تو جو ان کی عبادت کر رہے تھے وہ اپنی عبادت سے نہیں رکے کہ ہم بھی تو مومن ہو جائیں، نہیں وہ ان کی عبادت میں لگے رہے اور جو جن تھے وہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتے تھے عبادات میں اور توحید میں اور معاملات میں اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتے تھے اور یہ بدبخت بدکار لوگ جو انس تھے ان کی عبادت میں لگے رہے اور شرک کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نفی کی ہے اس آیت کریمہ میں کہ صالحین کی عبادت بھی جائز نہیں ہے اگرچہ وہ مومن ہو گئے ہیں اور میرے موحد ہو گئے ہیں ان کی عبادت کرنا بھی جائز نہیں کسی کے لیے جس نے ان کی عبادت کی تو اس نے کفر کیا۔ اور یہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں ﴿وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ﴾ (اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کرتے ہیں) ﴿وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ﴾ (اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں)۔
اس میں ایک فائدہ ہے کہ ہم عبادت کیوں کرتے ہیں؟: اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ثواب کی امید کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا بھی یہی طریقہ تھا ﴿وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا﴾ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (ہماری عبادت کرتے تھے پکارتے تھے) ﴿رَغَبًا وَرَهَبًا﴾ (رحمت کی امید کرتے ہوئے اور عذاب سے ڈرتے ہوئے (اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام)) (الانبیاء:90)۔ اور صالحین کا بھی یہی طریقہ تھا یہ صالحین کی دلیل ہے۔

لیکن آج کے کچھ لوگ صوفی حضرات یہ سمجھتے ہیں بلکہ ان کے بزرگ یہ کہتے ہیں کہ ''ہم عبادت کرتے ہیں نہ جنت کی امید کے لیے نہ دوزخ کے ڈر سے ہم عبادت کرتے ہیں صرف محبت سے ہم اللہ تعالی سے محبت کرتے ہیں بس''۔اور کاش! کہ وہ محبت کالفظ استعمال کرتے لفظ استعمال کرتے ہیں عشق کا''ہم اللہ تعالی کے عاشق ہیں ہم اللہ تعالی کے رسول کے عاشق ہیں''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دیکھیں عبادت کی تین بنیادیں ہیں''محبت،امید اور ڈر'' یہ ستون ہیں عبادت کے اگر یہ تین چیزیں نہ ہوں تو عبادت عبادت نہیں ہوتی،ارکان العبادۃ تین ہیں محبت،امید اور ڈر۔کچھ لوگوں نے صرف محبت سے عبادت کی گمراہ ہوئے،صوفی۔کچھ لوگوں نے صرف ڈر سے عبادت کی یہ بھی گمراہ ہوئے،وعیدیہ اور خوارج۔کچھ لوگوں نے صرف امید سے عبادت کی یہ بھی گمراہ ہوئے۔کون ہیں؟ مرجئہ،ان کو صرف امید ہے کہ مومن ہیں بس کافی ہے کچھ بھی کرتا ہے تو مومن ہے۔ادھر کلمہ پڑھ لیا کافی ہے بس جنت کی ٹکٹ مل گئی اس کو۔اور جو ان کے برعکس خوارج ہیں انہوں نے ڈر کے مادے کو اتنا زیادہ کر دیا کہ محبت بھی بھول گئے اور امید بھی بھول گئے کہ جس نے کبیرہ گناہ کیا وہ کافر ہے بس۔زانی بھی کافر ہے،شراب پینے والا بھی کافر ہے،سود خور بھی کافر ہے سب کافر ہیں۔اور چوتھا گروہ ہے اہل سنت والجماعت،اللہ تعالی کی عبادت کی محبت سے،امید سے،اور ڈر سے۔

ارواح ثلاثہ میں یہ اشرف علی تھانوی کی تصنیف ہے وہ فرماتے ہیں ایک بزرگ تھے وہ یہ کہتے تھے کہ ''جب میں جنت میں جاؤں گا اور حوریں آئیں گی تو ان کو یہ کہوں گا اگر قرآن سنانا ہے تو سناؤ ورنہ چلو''۔یعنی جنت کی مجھے لذت کی ضرورت نہیں ہے جنت تو رابعہ عدویہ کہتی ہیں''جنت تو بچوں کا کھلونا ہے''۔جنت کی کیا تڑپ ہے ضرورت نہیں ہے ہمیں،حوریں بھی آئیں گی تو قرآن سنانا ہے تو سناؤ ہمیں قرآن یہ سنیں گے ہم ورنہ جاؤ اپنا کام کرو!

جنت وہ عظیم انعام ہے اللہ تعالی کا تحفہ ہے اس بندے پر جس نے اپنی ساری زندی اللہ تعالی کی فرمانبرداری میں گزاری ہے اللہ تعالی کی طرف سے اس کے لیے انعام ہے اور یہ اس سے محروم ہونا چاہتے ہیں!

"وَدَلِيلُ الْأَشْجَارِ وَالْأَحْجَارِ"(اور اس کی دلیل کہ درختوں کی اور پتھروں کی عبادت کی گئی)''قَوْلُهُ تَعَالَى''(ارشاد باری تعالی ہے)﴿أَفَرَءَيْتُمُ اللَّـٰتَ وَالْعُزَّىٰ ۝١٩ وَمَنَوٰةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ﴾(النجم:19-20)۔﴿أَفَرَءَيْتُمُ﴾(کیا تم نے کبھی غور کیا؟دیکھو غور کرو)﴿اللَّـٰتَ وَالْعُزَّىٰ﴾(لات کو اور عزیٰ کو)﴿وَمَنَوٰةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ﴾(اور منات کو تیسرے جو پچھلے ہیں)۔

یعنی یہ تین بت تھے لات ہے،عزیٰ اور منات ہے کیا کبھی غور کیا ہے کہ یہ کیا چیزیں ہیں؟ ذرا غور کرو۔غور کہاں سے کریں کس سے پوچھیں ہم تو نہیں جانتے آج تو موجود نہیں ہیں؟!مفسرین کی طرف جائیں گے جنہوں نے اس آیت کی تفسیر کی ہے وہاں پر جا کر پڑھیں گے دیکھیں گے انہوں نے کیا فرمایا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ نیک اور صالح تھے،لات بزرگ تھا ستو بنا کر حاجیوں کو پلاتا تھا۔جب غور کیا تو یہ پتا چلا کہ یہ تو بزرگ تھا۔تو عبادت کیسے کی گئی اس کی؟ مرنے کے بعد پتھر بنائے گئے اور ان پتھروں کو نام دے دیا گیا لات کا۔دیکھیے پتھر کا نام کوئی اور نہیں ہے اس نیک اور صالح بزرگ کا نام دے دیا گیا ہے کہ یہ لات ہے یہ پتھر جو ہمارے سامنے ہے اس کی عبادت کی گئی۔اور عزیٰ اور منات اس طریقے سے کوئی درخت ہے کوئی پتھر ہے لیکن لات ایک بزرگ تھا۔''الْأَشْجَارِ وَالْأَحْجَارِ''کیوں کہ عزیٰ کہتے ہیں کہ وہ درخت تھا عام طور پر درخت کی عبادت کرتے تھے اس لیے شیخ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ''دَلِيلُ الْأَشْجَارِ وَالْأَحْجَارِ''کہ درختوں کی اور پتھروں کی عبادت کی گئی اس کی دلیل کیا ہے۔تو لات کا بت تھا،منات کا بھی بت تھا لیکن عزیٰ جو تھا کہتے ہیں کہ درخت تھا جس کی عبادت کرتے تھے وہ۔تو غور کرنے کے بعد یہ پتہ چلا کہ یہ لات جو ہیں نیک بزرگ تھے جن کی عبادت کی گئی۔

اور شیخ صاحب رحمہ اللہ ایک حدیث بیان کرتے ہیں اور بہت عظیم حدیث ہے ترمذی میں شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں"وَحَدِيثُ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ"۔ایک آیت بھی لے کر آئے کہ درختوں کی اور پتھروں کی عبادت کی گئی ہے قرآن کی آیت لے کر آئے۔کوئی شخص سمجھے گا پتہ نہیں عزیٰ،کچھ لوگ کہتے ہیں مفسرین کہتے ہیں کہ یہ پتھر تھا،کچھ لوگ کہتے ہیں درخت تھا تو شیخ صاحب رحمہ اللہ اس بات کو ختم کرنے کے لیے تاکہ سننے والا یہ نہ سمجھے کہ اگر اس میں اختلاف بھی ہوا ہے کہ یہ پتھر تھا یا درخت تھا یہ تو چلو تینوں پتھر ہیں تینوں پتھر تھے چلو،لیکن ایک اور حدیث میں ہے جہاں پر درخت کی عبادت کی گئی ہے وہ دلیل بیان کرتے ہیں اب۔

"وَحَدِيثُ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ"(سیدنا ابی واقد اللیثی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) "خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حُنَيْنٍ"(ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے جنگ حنین کی طرف)۔جنگ حنین فتح مکہ کے بعد ہوئی۔"وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ"(اور ہم نئے نئے مسلمان ہوئے اس وقت)۔کیوں کہ فتح مکہ کے بعد کافی لوگ جو قبائل عرب تھے جو ارد گرد میں تھے جب فتح ہوئی تو وہ بھی مسلمان ہو گئے کیوں کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ دو گروہوں کے جو قریش کے بڑے بڑے قبیلے ہیں ان کی آپس میں جنگ ہے ایک طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ایک طرف قریش کے سردار ہیں تو ہم جو مکہ کے ارد گرد والے لوگ ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ دونوں میں سے کس کا غلبہ ہوتا ہے جس کا غلبہ ہو گا اس کے ساتھ مل جائیں گے۔جب فتح مکہ ہوا غلبہ ہوا تو کافی لوگ مسلمان ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شامل ہو گئے اور جب غزوۂ حنین کی طرف روانہ ہوئے تو یہ جو نئے نئے مسلمان تھے یہ بھی شامل ہو گئے۔فتح مکہ میں دس ہزار کی تعداد تھی مسلمانوں کی حنین میں بارہ ہزار ہو گئے۔اور یہ لفظ دیکھیں"وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ"(اور ہم نئے نئے مسلمان تھے)یعنی کفر کی زندگی گزرے ہوئے زیادہ وقت نہیں ہوا تھا ابھی تھوڑا وقت ہی تھا ہم نئے نئے مسلمان ہوئے"وَلِلْمُشْرِكِينَ سِدْرَةٌ، يَعْكُفُونَ عِنْدَهَا" (اور مشرک عرب جو تھے ان کا ایک بیری کا درخت تھا جہاں پر وہ مجاوری کرتے تھے)۔"اعتکاف"یعنی مجاوری،اس بیری کے درخت کے قریب جا کر مجاوری کرتے تھے اور مجاوری کرنے کے ساتھ ساتھ"وَيَنُوطُونَ بِهَا أَسْلِحَتَهُمْ"(اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے)۔کیوں لٹکاتے تھے؟(برکت کے لیے کہ جب لٹکائیں گے یہ درخت جو ہے یہ برکت والا درخت ہے)۔اور مجاوری کرنا عبادت ہے اعتکاف عبادت ہے اور عبادت کسی اور کے لیے صرف کرنا شرک ہے،یہاں پر درخت کے لیے ایک عبادت صرف کی جا رہی تھی۔کون سی عبادت؟اعتکاف کی۔تبرک بھی عبادت ہے جیسے پہلے درس میں میں نے بیان کیا تھا پہلے قاعدے میں کہ برکت حاصل کرنا عبادت ہے اس کی بغیر دلیل کے برکت حاصل نہیں کی جاتی۔ایک تو کی مجاوری کی دوسری غلطی کی اسلحہ لٹکانے کی،تبرک کی۔اسلحہ لٹکاتے برکت حاصل کرنے کے لیے۔"يُقَالُ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ" (اس درخت کا نام تھا ذات انواط)"فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ"(ہم بھی گزرتے گزرتے(بیری کا درخت ایک تھوڑی تھا بہت سارے درخت تھے)ہمارے راستے میں بھی ایک درخت آیا بیری کا) "فَقُلْنَا" (ہم نے یہ کہا) "يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ"(کہ ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط(ایک بیری کا درخت)بنا دیں جیسے ان کے لیے مشرکوں کے لیے ہے کہ ہم بھی اپنا کوئی اسلحہ لٹکائیں کہ ہم بھی کوئی برکت حاصل کریں)۔

ان کا تو درخت ہے برکت حاصل کرتے ہیں ہم کہاں سے برکت حاصل کریں گے ابھی جنگ ہونے والی ہے!کیوں کہ کافروں کا یہ دعویٰ تھا مشرکین کا یہ دعویٰ تھا کہ جب ہم اسلحے کو لٹکاتے ہیں تو تلوار زیادہ تیز ہو جاتی ہے اس کی دھار اور تیز ہو جاتی ہے اور بڑی زور سے لگتی ہے جس کو لگتی ہے وہ بچ نہیں سکتا۔تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!کیا ہمارے لیے یہ درخت نہیں ہے ہم کیا کریں گے ہمیں برکت کہاں سے حاصل ہو گی؟!

کچھ نسخوں میں حدیث یہاں تک ہے صرف لیکن جو پوری حدیث ہے قصہ پورا جو ہے ترمذی کی روایت ہے اور امام ترمذی نے صحیح فرمایا ہے سند کے لحاظ سے صحیح روایت ہے۔حدیث کے آگے الفاظ یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"اللهُ أَكْبَرُ"تکبیر پڑھی"إِنَّهَا السُّنَنُ"(یہ گمراہ راستے ہیں)"قُلْتُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ"(اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے ایسے الفاظ کہے ہیں جیسے بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے کہے تھے)۔کیا کہا تھا؟﴿اجْعَل لَّنَآ إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ ءَالِهَةٌ﴾ (اے موسیٰ!ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دیجیے جیسے ان لوگوں کا ایک معبود ہے ایک بت ہے)"اللهُ أَكْبَرُ"تکبیر پڑھی پھر قسم کھائی کہ دونوں برابر ہیں یہ کہنا کہ ہمیں بھی بیری کا درخت چاہیے جس پر ہم اسلحہ لٹکائیں برکت حاصل کرنے کے لیے اور جو بنی اسرائیل میں تھے جنہوں نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے یہ طلب کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہمارے لیے بھی ایک بت بنا دیجیے جس کی ہم عبادت کریں، دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔"لَتَرْكَبُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ"(اور تم پچھلے لوگوں کے راستے پر ضرور چلو گے)۔

کون سے لوگ تھے؟یہود و نصاریٰ تھے۔اور آج دیکھتے ہیں کہ معاشرے میں یہودیت اور نصرانیت کے طریقے کیسے پھیلے ہوئے ہیں،نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ سو سال پہلے پیشن گوئی دے چکے ہیں اور آج ان کے راستے ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں"لَتَرْكَبُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ"یہ ان کے راستے ہیں۔

اس عظیم حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے غلطی ہوئی جو نئے نئے مسلمان ہوئے وجہ کیا تھی؟'' وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ ''نئے نئے مسلمان تھے جہالت تھی،لاعلمی تھی اس لیے انہوں نے سوال کیا۔کیا انہوں نے واقعی برکت حاصل کرنے کے لیے اسلحہ لٹکایا؟نہیں لٹکایا۔تاکہ یہ کوئی شخص نہ کہے کہ تم لوگوں نے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی مشرک بنادیا۔نعوذ باللہ من ذلک،صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے بَری اور ہم بھی اس چیز سے بَری ہم نے کبھی نہیں کہا اور نہ کسی عالم نے کہا بلکہ حدیث کے واضح الفاظ ہیں انہوں نے اسلحہ لٹکایا ہی نہیں انہوں نے صرف طلب کیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی سختی کے ساتھ منع کیا تھا وہ رک گئے تو ان سے شرک نہیں ہوا۔اور اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ اگر کوئی شخص منہ سے کوئی شرکیہ بات کرے تو اس سے استفسار ضروری ہے حجت قائم کرنا ضروری ہے۔کچھ لوگ سمجھتے ہیں بس ایک بات کہہ دی شرکیہ بات منہ سے نکل گئی تو مشرک ہے بس ختم۔ہرگز نہیں،حجت قائم کرنا ضروری ہے اور تکفیر معین کے لیے یہ ضروری ہے کہ حجت قائم کی جائے اور جو شروط ہیں تکفیر کے جو موانع ہیں سب کو سامنے رکھا جائے۔

تو ان کا موانع کیا تھا شرک سے موانع کیا تھا؟جہالت،تو علم نہیں تھا۔جب علم ہوا پھر کیا؟نہیں کیا۔اگر علم کے بعد کرتے تب شرک ہوتا۔

تو یہ آج کے درس کا قاعدہ ہے اس میں جلدی سے جو فوائد ہیں اس قاعدے میں میں وہ بیان کرتا ہوں:

1۔شرک کا معنی ہے غیر اللہ کی عبادت کرنا چاہے معبود کتنی ہی بڑی ذات کیوں نہ ہو۔

2۔ان لوگوں کے لیے واضح جواب جو کہتے ہیں کہ شرک کا معنی ہے بتوں کی عبادت۔یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شرک کا مطلب ہے بتوں کی عبادت وہ جھوٹ بولتے ہیں ان کا یہ معنی لینا شرک کا بالکل غلط ہے بے بنیاد ہے۔کیوں؟کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں جب جنگ کی مشرکین کے ساتھ تو وہ صرف بتوں کے پجاری نہیں تھے بلکہ وہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی عبادت کرنے والے بھی تھے،اولیاء کی عبادت کرنے والے بھی تھے،فرشتوں کی عبادت کرنے والے بھی تھے اور پتھروں کی عبادت کرنے والے بھی تھے۔تم لوگوں نے صرف پتھروں کو کیوں مخصوص بنادیا بتوں کو کیوں مخصوص بنا دیا؟!

3۔شرک وہ لعنت ہے جو تفرقے میں ڈال دیتی ہے۔

وہ کیسے؟جب شرک ہوا تو کچھ لوگوں نے بتوں کو لے لیا اپنا معبود بنالیا،کچھ لوگوں نے درختوں کو لے لیا،کچھ لوگوں نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو لے لیا،کچھ لوگوں نے فرشتوں کو لے لیا تو تفرقہ ہے کہ نہیں؟اور توحید وہ نور ہے جس میں اجتماع ہوتا ہے اور تفرقہ ختم ہو جاتا ہے۔

4۔شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور سب سے بڑا فتنہ ہے۔

5۔ان لوگوں کے لیے واضح جواب جو کہتے ہیں کہ ''ہم اولیاء کی عبادت نہیں کرتے لیکن انہیں وسیلہ بناتے ہیں''۔جو جنوں کی عبادت کرتے تھے وہ بھی ان کو وسیلہ بناتے تھے وہ صالحین تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا۔

6۔جہالت بڑا خطرہ ہے جسے علم سے دور کرنا چاہیے۔

سب سے بڑا خطرہ میرے بھائی جہالت ہے اور علم ایسا نور ہے جو ایک دفعہ اس بندے کو حاصل ہو جائے تو جب تک اس کی سانس چل رہی ہے وہ اس نور سے منور رہے گا جب مر جائے گا تو مر جائے گا وہ علم ساتھ چلا جائے گا ختم ہو جائے گا اور ایسا ہتھیار ہے جس کو اٹھانے میں کوئی مشقت نہیں ہے لائسنس کی ضرورت نہیں ہے۔آج کل پسٹل رکھے ہیں تو وہ لائسنس ضرور پوچھتے ہیں کہ لائسنس کہاں ہے علم وہ ہتھیار ہے جس کے لائسنس کی ضرورت نہیں ہے اور جب وار کرتے ہو علم سے تو ایسی چوٹ لگتی ہے مخالف کو کہ اس سے وہ بچ نہیں سکتا اور ایسا خزانہ ہے جہاں بھی ہو تمہارے ساتھ ہے۔سفر میں ہو،حضر میں ہو جہاں پر بھی نہ اتنا بھاری ہے نہ اس کا بوجھ ہے کہ تم اٹھا نہیں سکتے اور نہ چوروں کا ڈر ہے کہ چوری ہو جائے۔دنیا کے خزانے بوجھ بھی ہیں اور چوری کا ڈر بھی ہوتا ہے۔ جیب میں دس ہزار ریال لے کر بازار میں کوئی جاتا نہیں ہے بے چارا ڈر کر لیکن علم کے مال سے علم کے نور سے آپ دنیا کے کسی کونے میں چلے جائیں چوروں کے گروہ کے اندر چلے جائیں آپ کو قتل کر سکتے ہیں آپ کا علم سلب نہیں کر سکتے وہ۔

7۔کسی چیز کو بغیر دلیل کے مبارک سمجھنا شرک ہے۔

8۔ تعجب کے وقت اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔

یعنی آپ کو کسی چیز پر تعجب ہوتا ہے اللہ اکبر کہتے ہیں کہ نہیں؟ اگر کوئی شخص سوال کرے بھئی اس کی دلیل کیا ہے؟ پوچھتے ہیں ناں لوگ بھئی آپ اہل حدیث ہر بات پر دلیل کیا ہے دلیل کیا ہے، سر کھا جاتے ہو ہمارا۔ ابھی تم نے اللہ اکبر پڑھی ہے اس کی دلیل کیا ہے؟ یہ حدیث دلیل ہے صحیح ترمذی کی روایت ہے۔

9۔ چیزوں کے نام بدلنے سے ان کی حقیقت نہیں بدلتی۔

وہ کہتے ہیں ”ہم شرک نہیں کرتے ہم تو اولیاء کی قدر کرتے ہیں، ہم اولیاء کی عزت کرتے ہیں اور ہم اولیاء کو وسیلہ بناتے ہیں“۔ یہ کہتے ہیں کہ نہیں؟ الفاظ کو تبدیل کرنے سے حقیقت کو آپ تبدیل نہیں کر سکتے شرک شرک ہی ہے چاہے آپ ان کو وسیلہ سمجھیں یا چاہے آپ ان کی عزت سمجھیں تو حقیقت کبھی نہیں بدلتی ہے۔

10۔ اندھی تقلید بڑا شر ہے جو حق سے دور کر دیتی ہے۔

11۔ سجدہ کرنا عبادت ہے اور غیر اللہ کے لیے صرف کرنا شرک ہے۔

12۔ بعض لوگوں نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو اور فرشتوں کو اور صالحین کو ربّ بنایا۔

اور ان کا ربّ بنانا میں بیان کر چکا ہوں یہ نہیں تھا کہ وہ خالق ہیں رازق ہیں سب جانتے ہیں آج کا یہ ہندو بھی جانتا ہے۔ دیکھیں پچھلے زمانے میں نہیں آج کے ہندو سے پوچھیں کہ یہ رام جو ہے جس کے سامنے جھکتے ہو سجدہ کرتے ہو کیا اس نے تمہیں پیدا کیا؟ وہ کہیں گے نہیں اس نے پیدا نہیں کیا پیدا تو اللہ نے کیا ہے لیکن اس کے سامنے اس لیے جھکتے ہیں کہ یہ وسیلہ ہیں ہمارا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تم وسیلہ کہو جو کچھ بھی کہو تم نے ان کو ربّ ضرور بنایا ہے۔

13۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ شرک کے معاملے میں سختی کی ہے۔ قرآن مجید کو اٹھا کر دیکھیں شرک کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے سخت الفاظ استعمال کیے ہیں چاہے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کیوں نہ ہوں۔ سب سے زیادہ قریب مخلوق کون ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں؟ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام، جب شرک کا معاملہ ہوتا ہے تو ذرا سختی کے الفاظ ہوتے ہیں۔ یہاں پر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں ﴿لَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ (کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر تو بھی شرک کرے تو میں تیرے بھی سارے عمل اکارت کر دوں) (الزمر:65)۔

14۔ شرک کے معاملے میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کسے شریک ٹھہرایا جا رہا ہے اور کون شرک کر رہا ہے۔

شرک کے معاملے میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنایا جا رہا ہے کہ یہ بت ہے، فرشتہ ہے، نبی ہے، ولی ہے، سب برابر ہیں شرک کے معاملے میں۔ اور یہ نہیں دیکھا جاتا کہ شرک کون کر رہا ہے، مرد ہے عورت ہے، بزرگ ہے، عالم ہے جاہل ہے، سب برابر ہیں۔

15۔ نصاریٰ کے شرک کی وجہ، نصاریٰ جو آج کرسچن موجود ہیں ان کے شرک کی وجہ کفر کی وجہ یہ نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہوں نے انکار کیا ہے، یاد رکھیں۔ کچھ لوگوں کو غلط فہمی لگی ہے آپ کسی سے پوچھیں خاص طور پر صوفی حضرات جو ہیں وہ کہتے ہیں جو نصاریٰ ہیں بے چارے اچھے لوگ ہیں ان سے ایک غلطی ہوئی ہے بس، ہیں یہ مسلمان مومن ہیں صرف ایک غلطی ہوئی۔ کیا غلطی ہوئی؟ کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا ہے ان کو نبی نہیں مانا اگر یہ آج بھی نبی مان لیں تو یہ مسلمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا ہے اس کا رد کیا ہے اللہ تعالیٰ نے۔ کہ عیسائیوں کے کفر اور شرک کی وجہ کیا ہے؟ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو ربّ بنانا نبی کو ربّ بنانا یہ وجہ ہے اس کی وجہ سے انہوں نے کفر کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ نبی کو جھٹلانا بھی کفر ہے لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ ان کے کفر کی اصل وجہ جو ہے وہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو ربّ بنانا ہے۔ اور اس کی عقلی دلیل بھی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کیا مشرک نہیں تھے؟ تھے مشرک۔ کیوں؟ کیوں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی عبادت کرتے تھے تو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد ان کی عبادت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی مبعوث نہیں ہوئے تھے پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ چھ سو سال کے بعد جب ولادت ہوئی پھر ان کا کفر ڈبل ہو گیا، ایک کفر تھا سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو

ربّ بنانا دوسرا کفر تھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلانا۔ تو اصل بنیاد وہ تھی یہ نہیں یعنی اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نبی مان لیں لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو ربّ سمجھیں پھر مسلمان ہو سکتے ہیں؟ نہیں ہو سکتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو واضح بیان کر دیا ہے۔

عیسائیوں کے مختلف گروہ تھے جیسے سورۃ الصف کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ مختلف گروہ تھے ایک گروہ تھا موحد ورقہ بن نوفل بھی اسی گروہ میں سے تھا باقی جتنے بھی گروہ تھے وہ مشرکین تھے۔ تو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو مشرکین تھے ان کے شرک کی وجہ یہ نہیں تھی کفر کی وجہ یہ نہیں تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلاتے تھے کفر کی وجہ بنیادی طور پر یہ تھی کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو ربّ سمجھتے تھے۔

اور جو موحدین تھے اس کی دلیل دیکھیں کہ کیسے مومن تھے وہ۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو ورقہ بن نوفل نے پتہ ہے کیا فرمایا تھا؟ "اگر میں زندہ رہا تو تیری مدد اور نصرت کروں گا"۔ دیکھیں ایک مستحیل چیز کو ناممکن چیز کو انہوں نے یہ کہا کہ ایک ناممکن چیز جو نہیں ہو سکتی کہ بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کو یہ علم تھا کہ جنگ ہوگی مخالفت ہوگی اور یہ فرمایا کہ "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں زندہ رہا اور ان کو پایا تو میں تیری نصرت کروں گا"۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ مومن ہیں اور کچھ محدثین نے طبقات الصحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ورقہ بن نوفل صحابی ہیں۔

16۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام علم غیب مطلق نہیں جانتے۔

17۔ شرعی وسیلے کا ثبوت کہ شرعی وسیلہ بھی ہوتا ہے۔

پچھلے درس میں بیان کر چکا تھا کہ شرعی وسیلے کی چار قسمیں ہیں، اللہ تعالیٰ کے نام سے وسیلہ، صفات سے وسیلہ، نیک اور صالح بزرگ سے دعا کرانے کا وسیلہ، اور نیک اور صالح اعمال سے کرنے کا وسیلہ۔

18۔ امید اور ڈر سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اہم بنیادیں ہیں عبادت کی تیسری بنیاد تھی محبت۔

19۔ لات اور عزیٰ اور منات کی حقیقت جاننا بہت ضروری ہے، اصل میں لات ایک نیک اور صالح بزرگ تھا۔

20۔ بغیر قسم طلب کرنے کے قسم کھانا جائز ہے۔

اگر کوئی شخص باتوں باتوں میں یا آپ کہتے ہیں اللہ کی قسم! یہ مسئلہ ایسا ہے۔ تو وہ شخص کہے گا بھئی میں تو نہیں کہا آپ قسم کھائیں۔ تو یہ جائز ہے کہ نہیں؟ جائز ہے۔ دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اللہ کی قسم! اس ذات کی قسم جس کی مٹھی میں میری جان ہے)۔

21۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ثبوت، یہ بھی اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

22۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کن فیکون کے مالک نہیں۔

یہ فائدہ کہاں سے ملا؟ اسی حدیث میں ہی ہے آیت میں نہیں ہے آیت نہ جائیں حدیث میں دیکھیں میں نے اور آسان کر دیا ہے۔ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ" اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی جان اپنے ہاتھ میں نہیں ہے، جو سانس چل رہی ہے ان کے اپنے ہاتھ میں نہیں ہے تو پھر کیا ان کے ہاتھ میں ہو سکتا ہے!

اس لیے طالب علم کے لیے بہت ضروری ہے کہ ذرا آیات پر اور احادیث پر غور کرے ایک ایک چیز میں پیغام ہے۔ نبی پیغمبر ہوتا ہے ناں اس حدیث میں کتنے پیغام ہیں ہمارے لیے۔ آپ دیکھیں حدیث کو ایک دفعہ پڑھیں دو دفعہ، تین دفعہ، چار دفعہ اور آپ یقین رکھیں ہر وقت جب پڑھیں گے ایک فائدہ آپ کو ایکسٹرا ملتا رہے گا اسے کہتے ہیں علم۔ علم وہ نہیں ہے جو آپ سنتے ہیں بھول جاتے ہیں علم وہ ہے جو آپ اپنے دل اور عقل میں محفوظ رکھتے ہیں سمجھنے کے بعد۔

23۔ فرشتے، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین کو ربّ بنانے کی حقیقت کو جاننا کہ ان کو ربّ اس لیے نہیں بنایا کہ وہ خالق ہیں، مالک ہیں، رازق ہیں یاد رکھیں یہ تو وہ سب جانتے تھے، مشرکین بھی جانتے تھے مشرکین عرب، یہودی بھی جانتے تھے، نصاریٰ بھی جانتے تھے یہ سب جانتے تھے کہ خالق، مالک، رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر ربّ کا نام کیوں دیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں؟ کہ ان کے لیے کوئی عبادت صرف کرنا، ان کو پکارنا، ان کے لیے نذریں نیازیں کرنا، ان کے لیے قربانی دینا یہ ان کی عبادت ہے اور ان کو ربّ بنانا ہے۔

24۔ جس نے بھی کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے حق میں سے کوئی حق دیا اور صرف کیا اس نے اس کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا۔

25۔ کلمہ گو مشرک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ہو سکتا ہے، کلمہ گو مشرک ہو سکتا ہے۔

26۔ اللہ تعالیٰ کے نفس کا ثبوت، یہ بھی صفت ہے اللہ تعالیٰ کی۔

یہ کہاں سے ملا؟ آیت سے ﴿تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ﴾ (المائدۃ:116)۔

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

سوال: اہل کتاب کے عورت سے شادی کے متعلق کیا آج ان اہل کتاب میں کوئی موحد موجود ہے؟

جواب: آج کل کے دور میں اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی موحد نہیں کوئی مسلمان نہیں ہے۔ Unitarians ایک گروپ ہے لیکن وہ کافر ہیں، فرق یہ ہے کہ وہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو نبی مانتے ہیں رب نہیں مانتے لیکن ان کے کفر کی وجہ دوسری تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا اور جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا وہ کافر ہے دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

سوال: اہل کتاب کے عورت سے شادی کرنا کیسا ہے؟

جواب: شادی کرنا یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے کہ مسلمان مرد ہے وہ یہود و نصاریٰ کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔ مشرکین جو کل تھے یعنی شرک کل بھی کرتے تھے وہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی عبادت کل بھی کرتے تھے وہ آج بھی کرتے ہیں تو شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔ کچھ علماء نے یہاں پر اختلاف کیا ہے کہ یہ اس وقت کے دور کے لیے تھا آج کے دور کے لیے نہیں ہے لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ قرآن کی آیت عام ہے کل کے لیے بھی ہے، آج کے لیے بھی اور کوئی دوسری آیت یا حدیث اس کی تخصیص کرنے کے لیے نہیں آئی چاہے وہ اپنے دین پر قائم رہے۔ عورت ہے عیسائی ہے شادی کی ہے اپنے دین پر ہے کوئی حرج نہیں ہے آپ اس سے شادی کریں لیکن بہتر یہ ہے کہ شادی نہ کی جائے، فرق ہے دونوں میں ۔ شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ہاں جائز ہے، بہتر ہے مسلمان عورت سے کرے۔

بہتر کیوں نہیں ہے؟ کیوں کہ عورت گھر کی مالک ہوتی ہے مرد تو گھر سے باہر ہے جو بچے پیدا ہوں گے عورت ہی پالے گی اور جب وہ اپنا عقیدہ سمجھائے گی بچے کو اپنے گھر میں اگر وہ عقیدہ ظاہر بھی نہیں کرتی ہے تو بچہ ماں سے متاثر ہوتا ہے تو اٹھتے بیٹھتے جب وہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا نام لے گی اور پکارے گی تو بچہ بھی پکارنا شروع کرے گا اور بچوں میں شرک پھیل جائے گا ایک وقت آئے گا یہ مرد کچھ نہیں کر سکے گا۔ تو اس لیے علماء فرماتے ہیں بہتر ہے کہ نہ کی جائے اور بہتر یہ ہے جو شخص شادی کرے اس نیت سے کرے کہ میں اسے مسلمان کر کے رہوں گا۔ اور دیکھا گیا ہے عام طور پر حقیقت بات یہ ہے کہ جس نے بھی شادی کی ہے بہت کم لوگ ہیں جن کی بیویاں مسلمان نہیں ہوئی ہیں لیکن عام طور پر جس مسلمان نے عیسائی عورت سے شادی کی ہے مسلمان ہو گئی وہ۔

اور وجہ پتہ ہے کیا ہے؟ کیوں کہ مخالفین بھی یہ کہتے ہیں، کہتے ہیں یار آپ کا دین عجیب سا ہے ناانصافی ہے اس میں کہ مسلمان مرد تو عورت سے شادی کر سکتا ہے عیسائی سے عیسائی مرد مسلمان عورت سے شادی کیوں نہیں کر سکتا یہ کوئی انصاف ہے تم لوگوں کا؟! ہاں یہ عین انصاف ہے کیوں کہ مسلمان سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو نبی مانتا ہے اور عزت اور احترام کرتا ہے اور ہمارے نزدیک جو شخص سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو نبی نہیں مانتا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے کافر ہے لیکن عیسائیوں کے نزدیک جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی سمجھے وہ کافر ہے تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی مانتے نہیں ہو اور جو نبی مانتا ہے تمہارے نزدیک وہ کافر ہے۔ تو بات تو الٹ ہے اگر کوئی مسلمان عورت تمہارے گھر میں چلی جائے تو تم اسے کافر بنا کر ہی رہو گے اگر کافر نہیں بناؤ گے صبح و شام اس کو تکلیفیں دے دے کر مار دو گے لیکن ہمارے نزدیک سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ہیں تو ہم کبھی گستاخی نہیں کر سکتے ان کو جھٹلا نہیں سکتے یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم نے یہ کیا کیا کہ نعوذ باللہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام جو ہیں وہ نبی نہیں ہیں یا ان کی شان میں کوئی گستاخی کریں۔ بالکل نہیں، اور اس وجہ سے جب یہ عورت سنتی ہے کہ یہ کیسا عجیب دین ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو اچھے الفاظ سے ذکر کرتا ہے اور ان کی شان میں گستاخی نہیں کرتا جیسے ہم عیسائی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں تو وہ خود دین کے قریب ہو جاتی اور مسلمان ہو جاتی ہے۔

سوال: عشق اور محبت میں کیا فرق ہے؟

جواب: اللہ اکبر، عشق اور محبت میں فرق۔ عربی زبان میں یہ جو لفظ ہے محبت کا اس کے دس درجات ہیں، دس مختلف نام ہیں اور دس درجے ہیں۔ "التعلق ، الصبابة، الغرام، العشق ، الوُدّ، المحبة، التتيم، الخَلّة"۔ دو مجھے بھول گئے اور عقیدۃ الطحاویۃ کی شرح میں یہ موجود ہیں ابن أبي العز الحنفی رحمہ اللہ نے ان دسوں کے نام بیان کیے ہیں۔ ہم لوگ تو کہتے ہیں عشق یا محبت بس، عربی زبان اتنی وسیع زبان ہے کہ ہر لفظ کا اپنا اپنا مفہوم ہے۔

"التعلق" "آپ کسی کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں بڑا اچھا لگتا ہے یہ محبت کی پہلی سیڑھی ہے۔" الصبابة" دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے" "صب الماء في الكوز" "آپ پانی ڈالتے ہیں گلاس میں کتنی تیزی سے جاتا ہے تو دل اس طرف مائل ہو جاتا ہے اسے کہتے ہیں الصبابة۔ پھر "الغرام" "غرام کہتے ہیں اس شخص کو جیسے کسی نے کسی کو ادھار نہیں دینا ہو تا تو اس کو فکر ہوتی ہے تو اس کی فکر میں لگ جاتا ہے، یہ محبت کی تیسری سیڑھی۔ پھر ہوتا ہے "الوُدّ" "محبت ہو جاتی ہے رحمت والی محبت۔ پھر ہوتا ہے "العشق" "عشق ہوتا ہے (یہ عربی زبان میں ہے میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا) عشق کہتے ہیں شہوت والی محبت کو۔ لا حول ولا قوة الا بالله ،یعنی جو شخص محبت اپنی بیوی سے کرتا ہے اپنی محبوبہ سے کرتا ہے اسے کہتے ہیں عشق۔ مجنون لیلیٰ کا عاشق تھا کہتے ہیں کہ نہیں؟ تو یہ عشق جو ہے عربی زبان میں "المحبة مع الشهوة" شہوت کے ساتھ۔ پھر "التتيم" ہے کہ ایسا عشق جو انسان کو اپنے قابو میں نہ رکھے۔ ایک اور ہے جو دل کے شغاف کے پار ہو جائے "الشغف"۔ شغف وہ محبت ہے (نویں نمبر پر الشغف، التتيم سے پہلے ہے) کہ وہ محبت جو دل کے غلاف کو چیر دے، الشغف۔ "التتيم" "ایسی محبت جو انسان کو قابو میں نہ رکھے اور "الخلة" "ایسی محبت اس کے سوا کوئی ہے ہی نہیں بس دل میں وہی ہے۔ تو یہ مختلف درجات ہیں۔

تو عشق کا مطلب ہے شہوت والی محبت۔ میں کسی صوفی سے کہتا ہوں اللہ کی قسم! کوئی شخص اپنی ماں کو کہہ سکتا ہے کہ میں اپنی ماں کا عاشق ہوں؟ معذرت کے ساتھ واللہ! میں کہتا ہوں، معذرت کے ساتھ۔ یہ لفظ انسان اپنی ماں، بہن کے لیے استعمال نہیں کر سکتا وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے نبی کے لیے استعمال کر سکتا ہے! اس لیے آپ احادیث کا مجموعہ دیکھ لیں، قرآن مجید کی آیات دیکھ لیں ایک آیت دکھا دیں ایک حدیث دکھا دیں جس میں کسی صحابی نے یہ کہا ہو کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے عشق ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ہے مجھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ لوگ تھے جنھوں نے محبت میں اپنی جانیں، اپنے مال، اپنے بیوی بچے سب کچھ قربان کر دیا انہوں نے کبھی عشق کا لفظ استعمال کیا؟ تو یہ عشق کا لفظ کہاں سے آیا؟! نہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس استعمال کیا یاد رکھیں، نہ امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ نے استعمال کیا۔ یہ کس نے استعمال کیا ہے؟ یہ صوفیوں نے استعمال کیا ہے، دعویٰ کرتے ہیں ہم اشعری ہیں۔ امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ اس سے بَری ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس سے بَری ہیں۔ جو دعویٰ کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ "ہم نبی کے عاشق ہیں" آپ اٹھا کر دیکھیں ملفوظات، اٹھا کر دیکھیں فضائل اعمال بھری ہوئی ہیں کہ عشق ہے، عشق ہے، عشق ہے۔ فلاں بزرگ نبی کا عاشق ہے، فلاں بزرگ ولی کا عاشق ہے، فلاں بزرگ اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے۔ تو یہ صوفیت ہے، نہ اشعریت ہے اور نہ حنفیت ہے۔ اور اہل سنت والجماعت بھی اس سے بَری ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے اور ان لوگوں کو بھی ہدایت دے اور راہ راست ان کے لیے آسان کر دے۔

سوال: وسیلہ اور شفاعت میں کیا فرق ہے؟

جواب: وسیلہ اور شفاعت دونوں ملتے جلتے لفظ ہیں مفہوم ایک ہی ہے دونوں کا لیکن عملاً مختلف ہیں اور وسیلہ شفاعت کا ایک حصہ ہے کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین، اولیاء اور صالحین شفاعت کریں گے قیامت کے دن اور شفاعت کا مطلب ہے کہ اس بندے کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان میں آ کر اس بندے کے جو گناہ ہیں جو وہ جہنم کا مستحق ہے اس کو جہنم سے نکال کر یا جو جہنم میں جا رہا تھا اس کو روک کر اسے جنت میں داخل کر دیا جائے۔

وسیلہ، اس سے زیادہ عموم ہے وسیلے میں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نام کو وسیلہ بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نام کیا شفاعت کرے گا؟ دیکھیں شفاعت میں فرق دیکھیں تو آپ وسیلہ بنا سکتے ہیں صفت کو سیلہ بنا سکتے ہیں، دعا جو ہے دعا کو وسیلہ بنا سکتے ہیں لیکن دعا بذات خود شفاعت نہیں ہے۔ تو دونوں میں یہ فرق ہے ملتا جلتا مفہوم ہے، لفظ ملتے جلتے ہیں لیکن دونوں کے مفہوم میں فرق ہے۔

05.چار بنیادی قاعدے-چوتھا قاعدہ

[اوراس کے متعلق چند مسائل،پہلے اور آج کے مشرکین میں فرق،کیا کلمہ گو بھی مشرک ہو سکتا ہے؟
جھوٹے اولیاء کے چند قصے،چند شبہات کا ازالہ]

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"الْقَاعِدَةُ الرَّابِعَةُ، أَنَّ مُشْرِكِي زَمَانِنَا'' (بے شک ہمارے زمانے کے مشرک)''أَغْلَظُ شِرْكًا مِنَ الْأَوَّلِينَ"(ان کا شرک پہلے لوگوں سے یا پہلے مشرکین سے زیادہ غلیظ زیادہ بھیانک شرک ہے)۔

اور یہاں پر"مُشْرِكِي زَمَانِنَا"کا مطلب ہے جو آج کل کے لوگ موجود ہیں کلمہ پڑھنے کے بعد اولیاء کو پکارتے ہیں،انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو پکارتے ہیں،فرشتوں کو پکارتے ہیں اور ان کے نام پر قربانی اور نذر و نیاز دیتے ہیں،ان کی قبروں کو بڑا پختہ کرتے ہیں اور ان کی قبروں پر عمارتیں قائم کرتے ہیں مزارات بناتے ہیں تو ''مُشْرِكِي زَمَانِنَا'' سے مراد یہ مشرک ہیں یہ لوگ ہیں جو اس طریقے سے شرک کرتے ہیں۔اگرچہ ہمارے مخالفین اس میں ہمارے ساتھ اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ لوگ ہمیں مشرک کہتے ہیں آپ مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں۔اس کا جواب ہم دیتے ہیں ان شاءاللہ آگے۔

اور جو پچھلے زمانے کے مشرکین ہیں ان سے مراد ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے مشرکین،چاہے مشرکین عرب کیوں نہ ہوں یا یہود یا نصاریٰ جتنے بھی مشرکین تھے اس زمانے میں ان کو کہتے ہیں"المشركين الأوّلين"۔

تو شیخ صاحب رحمہ اللہ کی یہاں پر"المشركين الأوّلين" سے یہ مراد ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھے اور آج کے زمانے کے وہ مشرکین جو آج موجود ہیں جو کلمہ پڑھنے کے بعد شرک کرتے ہیں۔اور شیخ صاحب رحمہ اللہ اب یہ وجہ بیان کر رہے ہیں کہ جو کل کے مشرک تھے(دیکھیں دونوں مشرک ہیں)کل جو مشرک تھے شرک کرتے تھے آج کے دور میں بھی مشرک موجود ہیں یہ بھی شرک کرتے ہیں دونوں مشرک ہیں اور دونوں جو مشرک ہیں یہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔لیکن شیخ صاحب رحمہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف مشرک ہیں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ آج کل کے مسلمانوں کا شرک جو ہے وہ اس دور کے مشرکوں سے زیادہ غلیظ ہے اور زیادہ بھیانک اور زیادہ خطرناک ہے۔اب اس کی وجہ شیخ صاحب رحمہ اللہ بیان کر رہے ہیں شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں :"لأَنَّ"(کیوں کہ)''الأَوَّلِينَ''(پچھلے گزرے ہوئے لوگ،پہلے لوگ)'' يُشْرِكُونَ فِي الرَّخَاءِ''(وہ اچھے اوقات میں شرک کرتے تھے)۔جب وہ خوش ہوتے تھے کوئی مصیبت نہیں ہوتی تھی عام حالات میں وہ شرک کرتے تھے۔'' وَيُخْلِصُونَ فِي الشِّدَّةِ''(اور جب کوئی مصیبت پڑتی کوئی شدت ہوتی تو تب توحید کرتے اور اخلاص)''وَمُشْرِكُو زَمَانِنَا''(اور ہمارے زمانے کے مشرکین جو ہیں) "شِرْكُهُمْ دَائِمٌ"(ان کا شرک دائمی طور پر ہمیشہ ہے)"فِي الرَّخَاءِ وَالشِّدَّةِ"(چاہے اچھے اوقات ہوں یا بُرے اوقات ہوں(تو وہ ہمیشہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں))۔یہاں پر شیخ صاحب رحمہ اللہ نے صرف ایک وجہ بیان کی ہے یہ ایک سبب بیان کیا ہے کہ آج کا مشرک کل کے مشرک سے کیوں زیادہ غلیظ شرک کا مرتکب ہے۔

دوسری وجہ کیا ہے کسی کو پتہ ہے؟اللہ اکبر،جو پچھلے زمانے کے مشرکین تھے وہ چاند،سورج،درخت،پتھر،انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام،اولیاءاور صالحین ان کو پکارتے تھے،ان کے لیے قربانیاں دیتے تھے نذر و نیاز کرتے تھے لیکن آج کے دور میں جب ہم دیکھتے ہیں ان آستانوں میں اور ان مزارات پر کیا کچھ نہیں ہوتا اور جن کو یہ پکارتے ہیں ان کی بدکاریوں کے قصے بھی خود بیان کرتے ہیں اپنی کتابوں میں۔!

یعنی پچھلے زمانے کے لوگ جن کو پکارتے تھے وہ نیک اور صالح تھے۔پتھر اور درخت تھے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں بدکاری نہیں کرتے،چاند سورج ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں بدکاری کبھی نہیں کرتے لیکن آج کے زمانے میں جو لوگ شرک کرتے ہیں اور جنہیں پکارتے ہیں ان میں سے بعض(سارے نہیں یاد رکھیں سارے اولیاء کی بات نہیں کر رہے تاکہ لوگوں کو غلط فہمی نہ ہو سارے اولیاء نہیں)اولیاء جن کو وہ پکارتے ہیں اور اپنا پیر اور اپنا مشکل کشا مانتے ہیں،اپنی دعائیں اور قربانیاں اور نذر و نیازیں ان کے لیے صرف کرتے ہیں ان کی بدکاریوں کے قصے اپنی کتابوں میں خود بیان کرتے ہیں اور آج میں دلیل ساتھ لے کر آیا ہوں اور یہاں سے پڑھ کر میں آپ کو سناؤں گا کہ کہاں کہاں پر یہ قصے بیان کیے ہیں تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اپنی طرف سے بیان کر دیتے ہیں باتیں اور یہ کہتے

ہیں کہ ان کی کتابوں میں کہاں ہیں ہمیں دکھائیں، تو ان شاء اللہ ابھی یہ بیان کرتے ہیں۔ تو دوسری وجہ کیا ہے؟ کہ پچھلے زمانے کے جو مشرکین تھے وہ نیک اور صالح اور اچھے لوگوں کو پکارتے تھے اور یہ لوگ بدکاروں کو پکارتے ہیں۔

تیسرا کوئی ہے؟ اللہ اکبر، پچھلے زمانے کے جو مشرکین تھے توحید الوہیت میں انہوں نے غلطی کی ہے، وہ شرک فی الالوہیۃ کرتے تھے، ربوبیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جانتے تھے۔ یعنی وہ نہیں کہتے تھے "اے ہبل! مجھے رزق عطا فرما، اے لات! مجھے بیٹا دے" نہیں کہتے تھے وہ کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ بیٹا دینا، رزق دینا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ بیٹا دے سکتا ہے نہ رزق دے سکتا ہے۔ تو ان کی پکار جو ہوتی تھی یا ان کی جو شرک کی وجہ تھی وہ عبادت کا صرف کرنا ان بتوں کے لیے۔ لیکن آج کے دور میں جب ہم دیکھتے ہیں یہ کلمہ پڑھنے والا مسلمان ان میں سے بعض لوگ کیا کرتے ہیں؟ وہ پکارتے ہیں اپنے اولیاء کو، صرف نذر و نیاز اور قربانی نہیں صرف کرتے ان کے لیے ان کے مزارات پر، نہیں! اس کے ساتھ ساتھ وہ اولاد بھی ان ہی اولیاء سے مانگتے ہیں، رزق بھی ان ہی اولیاء سے مانگتے ہیں، مصیبتوں میں بھی انہیں پکارتے ہیں۔

تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ پچھلے زمانے کے مشرکین جو تھے توحید الوہیت میں انہوں نے غلطی کی اور شرک فی العبادۃ یعنی ایک قسم کا شرک وہ کرتے تھے اور آج کے دور میں جو شرک ہو رہا ہے وہ ڈبل ہو رہا ہے، عبادت میں بھی شرک ہے اور ربوبیت میں بھی شرک ہے، یہ تیسری وجہ ہے۔

اور چوتھی ایک اور بھی وجہ ہے وہ یہ تھی کہ پچھلے زمانے میں لوگوں نے لا الہ الا اللہ کے مفہوم کو سمجھا تھا۔ ابو جہل جانتا تھا کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اس لیے سورۃ ص میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟ ﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا﴾ (کیا سارے معبودوں کو چھوڑ دیں صرف ایک ہی معبود ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے!) (ص:5)۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایک مہربانی کر دیں ساروں کو ختم نہ کر دیجئے آپ کا بھی الٰہ ہم مانتے ہیں ہماری کچھ تو مانیں۔

نہیں، لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ سارے کے سارے معبودات باطل ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ آج کے دور میں زبان سے تو لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں اور مفہوم کیا ہے؟ کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق، کوئی رازق، کوئی مالک نہیں ہے"۔ یہ تو ابو جہل بھی جانتا تھا ابو لہب بھی جانتا تھا اور یہ جانتے تھے کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب اگر ہم یہ لیتے ہیں تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھگڑا کیا ہے! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو توحید لے کر آئے تھے وہ یہ توحید نہیں تھی یہ تو ہر انسان اپنی فطرت سے جانتا ہے، یہ تو فرعون بھی جانتا تھا۔ دعویٰ کیا ربوبیت کا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا﴾ (النمل:14)۔ انکار تو کیا انہوں نے، فرعون نے گھمنڈ میں آکر تکبر میں آکر یہ کہا تھا کہ میں ربّ ہوں تمہارا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اپنے دل کے اندر وہ جانتا تھا اسے یقین تھا زبان سے تو ہم جھٹلا رہے ہیں لیکن حقیقتاً ہم جانتے ہیں ہم مانتے ہیں، فرعون مانتا تھا کہ مجھے پیدا کرنے والا میرا ربّ ہے میں نہیں ہوں۔

تو ربوبیت کا اقرار کرنا کافی نہیں ہے اور آج کے دور میں جب انہیں یہ بیان کیا جاتا ہے، دیکھیں جہالت نہیں ہے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ تو بے چارے جاہل تھے وہ تو عربی زبان سے جانتے تھے اس لیے صرف لا الہ الا اللہ کو پڑھ کر ہی انہوں نے انکار کیا۔ آج کے زمانے میں میں عوام الناس کی بات نہیں کرتا ہوں انہیں گمراہ کیا جا رہا ہے لیکن جو علماء ہیں ان کے ساتھ باتیں ہوتی ہیں مناظرے ہوتے ہیں، ان کو ایک ایک آیت ایک ایک دلیل کھول کھول کر واضح طریقے سے بیان کی جاتی ہے پھر بھی کہتے ہیں نہیں لا الہ الا اللہ کا مفہوم یہ نہیں ہے۔

تو ان سے بہتر ابو جہل نہ تھا! دیکھیں بات تلخ ہے معذرت کے ساتھ، ابو جہل نے یہ سمجھ لیا تھا کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ایک ہی معبود برحق ہے محمد ہم اس کو نہیں مانتے۔ کفر ہے، شرک ہے کوئی شک نہیں ہے اس میں لیکن آج کا مسلمان زبان سے تو اقرار کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود بھی شرک کر رہا ہے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ دلیل کے طور پہ بیان کر رہے ہیں "وَالدَّلِيْلُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى" (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (جب وہ سواری پر سوار ہوتے ہیں سمندر پر (یعنی آگ بوٹ پر یا کشتی پر)) ﴿دَعَوُا اللّٰهَ﴾ (اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں) ﴿مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (اخلاص کے ساتھ، ساری کی ساری عبادت ساری کی ساری پکار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کسی اور کے لیے نہیں ہے)۔

یہاں پر ہبل، لات، عزیٰ، منات کوئی کام نہیں آتا اور قصہ بیان کر چکا تھا پچھلے درس میں عکرمہ بن ابی جہل کا رضی اللہ عنہ۔﴿فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ﴾(بس جب اللہ تعالیٰ انہیں نجات عطا فرماتا ہے اس طوفان سے اور بَر کی طرف خشکی کی طرف وہ آ جاتے ہیں)۔کیا کرتے ہیں؟﴿اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴾(تب وہ شرک کرنا شروع کر دیتے ہیں)(العنکبوت:65)۔ابھی کشتی سے اترے خشکی پر آئے لات و عزیٰ ان کے سامنے آ گئے تھوڑی دیر پہلے ان کے لیے کوئی بھی معبود نہیں تھا اگر کوئی معبود برحق تھا تو صرف اللہ تعالیٰ تھا۔تو یہ سورۃ العنکبوت آیت نمبر 65 اس میں واضح الفاظ ہیں کہ پچھلے زمانے کے مشرکین اللہ تعالیٰ کو صرف مانتے نہیں تھے بلکہ توحید بھی کرتے تھے لیکن مصیبت کے وقت اچھے اوقات میں وہ شرک کرتے تھے۔

یہ چوتھا قاعدہ تھا اختصار کے ساتھ اس قاعدے کے متعلق چند باتیں میں بیان کرنا چاہتا ہوں اور مخالفین نے جب یہ القواعد الاربعۃ پڑھے اور دیکھے انہوں نے کہا کہ شیخ ساحب رحمہ اللہ نے یہاں پر بہت بڑا ظلم کیا ہے شیخ صاحب رحمہ اللہ نے انصاف نہیں کیا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ،،جتنی بھی آیتیں ہیں یہ یہ ساری کی ساری مشرکین کے لیے تھیں آپ لوگوں نے مسلمانوں پر لگا دیں زبردستی کر کے''۔اور اس کا رد ہم پہلے قاعدے میں بیان کر چکے ہیں تو اب اس غلط فہمی کو دور کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس کی طرف رجوع کر کے دیکھ لیں۔

دوسری بات وہ کہتے ہیں کہ ''دیکھیں ایک دفعہ ایک مسلمان کلمہ پڑھ لے تو دائرۂ اسلام میں داخل ہوا مسلمان ہے وہ وہ کبھی شرک کر نہیں سکتا(یعنی کلمہ گو کبھی مشرک ہو نہیں سکتا)''۔تو آج یہ بھی ثابت کرتے ہیں دیکھتے ہیں کہ کلمہ گو مشرک ہو سکتا ہے یا نہیں۔میں صرف قرآن مجید سے اور احادیث سے پڑھ کر سناتا ہوں بیان کرتا ہوں تاکہ وقت بچ جائے اور دیکھتے ہیں کہ کیا واقعی کلمہ گو مشرک ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا،اس کے بعد پھر چند غلط فہمیاں ان کا ازالہ کرتے ہیں۔

کیا کلمہ گو مشرک ہو سکتا ہے؟

جی ہاں ہو سکتا ہے اور اس کی دلیل میں قرآن مجید کی میں چند آیات بیان کرتا ہوں میرے پاس یہاں پر تقریباً بارہ آیات ہیں اور چودہ احادیث ہیں میں صرف اختصار کے ساتھ چند بیان کرتا ہوں۔

پہلی آیت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:		اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾(یوسف:106)

((سورۃ یوسف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں)اکثر لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے مگر شرک کے ساتھ)

یعنی مومن بھی ہیں لیکن شرک بھی کرتے ہیں،اس کا یہ مطلب ہوا کہ مومن شرک کر سکتا ہے مومن سے شرک ہو سکتا ہے۔جب انسان ہے اور شیطان خون میں دوڑتا ہے تو شیطان کے وسوسوں میں آ کر اس سے کبھی بھی شرک ہو سکتا ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:		اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾(الانعام:82)

(جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا ان ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گئے روتے ہوئے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!ہم میں سے کون ایسا شخص ہے جس نے کبھی ظلم نہ کیا ہو؟!یعنی ہمارے سارے کے سارے عمل اکارت ہو گئے ظلم تو انسان سے ہو ہی جاتا ہے!تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:(یہ وہ ظلم نہیں جو تم سمجھ رہے ہو یعنی ظلم نفس بلکہ یہ وہ ظلم ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قرآن مجید سورۃ لقمان میں ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾)(لقمان:13)۔صحیح بخاری کی روایت ہے یہ۔تو اس کا مطلب ہے کہ مومن بھی اپنے اوپر شرک کا ظلم کر سکتا ہے اس سے شرک ہو سکتا ہے۔

تیسری آیت میں جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ المؤمنون میں مومنوں کی صفات بیان کی ہیں اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ﴾(المؤمنون:57-59)

اگر مومن سے شرک نہ ہو سکتا تو اللہ تعالی کبھی بھی اس شرک کو مومنین کی صفات بیان کرتے کرتے یہ بات کبھی بیان نہ کرتے کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔ جب مومن تھا تو نفی کرنے کی ضرورت کیا تھی جب شرک کو نفی کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ مومن سے شرک بھی ہو سکتا ہے۔

اور اسی طریقے سے سورۃ الفرقان میں جب اللہ تعالی نے مومنین کی صفات بیان کی ہیں تو اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾(الفرقان:68)

مومن قتل کر سکتا ہے نہیں کر سکتا؟ قتل تو کر سکتا ہے لیکن اسے قتل سے منع کیا ہے کہ مومن قتل نہیں کرتے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کیا ہے اس سے پہلے ﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ (اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے)۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ مومن سے اگر قتل ہو سکتا ہے تو شرک بھی ہو سکتا ہے ورنہ اللہ تعالی نے جب شرک کی نفی کی ہے تو قتل کی بھی نفی کی ہے۔ بات سمجھ آ رہی ہے کہ نہیں؟ یعنی جب یہ بھی ہو سکتا ہے تو وہ بھی ہو سکتا ہے۔

اور اسی طریقے سے ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـٕهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾
(الانعام:121)

اور اس میں امام قرطبیؒ رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں "فدلت الآية على أن من استحل شيئا مما حرم الله تعالى صار به مشركا" یعنی جس نے بھی کسی حرام چیز کو حلال کر دیا تو اس نے شرک کیا۔ کیسے شرک کیا؟ کہ اس نے بھی شریعت نافذ کی۔ اللہ تعالی کی شریعت یہ ہے کہ یہ چیز جس پر اللہ تعالی کا نام نہ لیا جائے وہ حرام ہے لیکن کوئی دوسرا شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ ''نہیں یہ حرام نہیں یہ حلال ہے'' اب اللہ تعالی کا حکم ہے کہ یہ حرام ہے۔ ایک اور شخص آ کر کہتا ہے یہ حلال ہے، تو جس نے بھی حرام چیز کو حلال کر دیا تو اس نے اللہ تعالی کے ساتھ شرک کیا ہے۔

سورۃ الممتحنۃ میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا﴾(الممتحنة:12)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ کی طرف عورتیں آئیں بیعت کریں)۔ کس چیز کی بیعت کریں سب سے پہلے؟ ﴿عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا﴾۔ ایمان لا چکی ہیں مومن ہیں اور بیعت کرنے آ رہی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے پہلے کیا ہے؟ کہ شرک کبھی نہیں کریں گی۔ تو شرک کی نفی کیوں کی ہے؟ جب ایمان کے ساتھ شرک ہو ہی نہیں سکتا کبھی، جب مومن شرک کبھی کر ہی نہیں سکتا تو شرک کی نفی کرنے کی ضرورت کیا تھی سب سے پہلے؟! قتل بھی بعد میں، زنا بھی بعد میں سب کچھ بعد میں سب سے پہلے شرک کبھی نہ کرنا۔ وعدہ کر رہے ہو (بیعت میں وعدہ ہوتا ہے) بیعت دے رہے ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم جا کر شرک بھی کرتے رہو زنا بھی کرتے رہو۔ ہر گز نہیں، سب سے پہلے جو منع فرمایا ہے وہ شرک کے بارے میں منع فرمایا ہے۔

اس کے بعد والی آیت، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا﴾(النور:55)

(اللہ تعالی کا وعدہ ہے ان مومنوں کے ساتھ (یہ وعدہ مشرکین سے نہیں کفار سے نہیں مومنوں کے ساتھ وعدہ ہے اللہ تعالی کا) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے صالحات کیے)۔ کیا وعدہ ہے؟ ﴿لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ﴾ (ان کو اس زمین پر خلافت عطا فرمائے گا) ﴿كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ (جس طریقے سے ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا فرمائی) ﴿وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمْ﴾ (اور اس دین کی بھی تمکین ہو گی)۔ مسلمان کیا چاہتا ہے؟ کہ اللہ تعالی کا دین پوری دنیا میں منتشر ہو جائے اس لیے جہاد کا جھنڈا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بلند ہوا کہ اللہ تعالی کا دین پوری دنیا میں پھیل جائے تو

اللہ تعالیٰ مومن سے وعدہ کر رہے ہیں کہ مومن پریشان نہ ہوں یہ میرا وعدہ ہے تجھ سے تو اپنا وعدہ پورا کر میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ تمہیں دنیا میں خلافت چاہیے خلافت ہو گی، دنیا میں تمہیں دین کی تمکین چاہیے میں وہ بھی عطا کروں گا۔﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ﴾ (اور اس دین کی میں تمکین کروں گا جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہے)۔ یہ نہیں کہ جس پر لوگ راضی ہیں۔ جس دین پر اللہ تعالیٰ راضی ہے وہ دین اسلام ایک ہی ہے ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آل عمران:19) وہ ہے توحید اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دین کی بنیاد ہے۔﴿وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ (اور اس کے ساتھ ساتھ جتنا بھی ان کو خوف وہراس ہے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ تبدیل کر کے ان کو امن وامان عطا فرمائے گا)۔ یہ کب؟ صرف ایک شرط ہے۔ اب اتنے چار بڑے انعامات ہیں شرط ایک ہی ہے بس۔ کیا شرط ہے؟﴿يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا﴾ (میری عبادت کریں میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں)۔

وعدہ مومنوں سے ہے اور آخر میں شرط کیا ہے؟ شرک کبھی نہ کرنا۔ اگر مومن شرک نہ کر سکتا کبھی تو اس وعدے کی ضرورت کیا تھی؟! اس کا مطلب ہے کہ مومن سے بھی شرک ہو سکتا ہے اور اسے آگاہ کیا جا رہا ہے "اے مومن!"۔ یہ نہیں کہ مومن مشرک ہے نعوذ باللہ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ جتنی بھی دلیلیں بیان کر رہا ہوں دلائل جو میں نے بیان کیے ہیں یہ نہیں کہ مومن شرک کر رہا ہے، ہرگز نہیں بلکہ یہ خطرہ ہے مومن کو تو مومن کو شرک سے بچنا چاہیے "اے مومن! شرک سے بچو، اے مومن! شرک سے بچو" اس کا مطلب یہ ہے۔

اور یہ بڑی عظیم آیت ہے مجاہدین کے لیے بھی، عوام الناس کے لیے بھی، علماء کے لیے بھی، طلاب علم کے لیے بھی سب لوگوں کے لیے ہے۔ جو لوگ خلافت کا نعرہ لگاتے ہیں کہ خلافت ہونی چاہیے اور اس پر یہ حکمران کافر ہے، وہ حکمران کافر ہے، تکفیر کے فتوے لگاتے ہیں ﴿يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا﴾ شرک کو مٹا دو اللہ کا وعدہ ہے، اللہ کی قسم! شرک آج مٹ جائے یہ پوری کی پوری خلافت بھی آ جائے گی اور یہ تمکین بھی ہو جائے گی دین کی اور یہ خوف وہراس بھی ختم ہو جائے گا۔

ابھی امت میں کیا ہے؟ خوف وہراس پھیلا ہوا ہے امت میں امن وامان بالکل نہیں ہے بدامنی پھیل گئی ہے، امت میں شرک پھیل چکا ہے، بدکاریاں پھیل چکی ہیں، بدعات و خرافات پھیل چکی ہیں، زناکاریاں بدکاریاں پھیل چکی ہیں، حکمران ظالم ہیں، محکومین مظلوم ہیں، ساری کی ساری پریشانیاں موجود ہیں، کافر دروازے پر کھڑے ہیں حملہ آور ہیں، مسلمانوں کی عزتیں محفوظ نہیں ہیں، مال محفوظ نہیں جان محفوظ نہیں ہے، جو لوگ چاہتے ہیں کہ خلافت برپا ہو دوبارہ اس زمین پر اللہ تعالیٰ کی جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں تھی ﴿يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا﴾ آج توحید کی دعوت کو قائم کرو آج سے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لو کہ اللہ تعالیٰ توحید کے دین کو پھیلانے میں ہم ابھی جہاد کرتے ہیں اور اس مشن پر چلو ان شاءاللہ اور دیکھو کس طریقے سے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ "نہیں کافر دروازے پر ہے کافروں کے خلاف جہاد کرنا چاہیے" کرنا چاہیے جہاد، ہم اختلاف نہیں کرتے مجاہدین سے نہ جہاد سے ضوابط شرعیہ سے اگر جہاد ہے ہماری سر آنکھوں پر ہے۔ لیکن آپ کی آنکھوں کے سامنے ایک مسلمان ہے جس کا قتل کیا جا رہا ہے فلسطین میں اور ایک مسلمان مر رہا ہے ہمارے اپنے ملک میں پڑوسی ہے ہمارا رشتے دار ہے قبر کا طواف کر کر کے قبر کی چوکھٹ پر سر رکھ کر مر رہا ہے، دونوں دیکھیں سب مر جائیں گے وہ بھی مرے گا ہم بھی مر جائیں گے لیکن دونوں کی موت جو واقع ہوئی ہے کون بہتر ہے؟ وہ جو فلسطین میں مر رہا ہے کافر کی گولی سے یا یہ جو آستانوں میں اور مزاروں پر اور قبروں کی چوکھٹ پر سر رکھ کر مر رہا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں میں سے کون بہتر ہے؟ یہ زیادہ بہتر ہے، جو فلسطین میں مر رہا ہے ہم اس کے لیے یہ عقیدہ رکھتے ہیں "نحتسبه عند الله شهيد" ان شاءاللہ اللہ تعالیٰ اس کی شہادت قبول فرمائے۔

لیکن جو شخص مزارات کا طواف کرتے کرتے قبر کی چوکھٹ پر سر رکھ کر مر رہا ہے اور اللہ کی قسم! ایسے لاکھوں لوگ ہیں ہمارے معاشرے میں لاکھوں لوگ یہ کہاں ہیں! شرک اکبر پر ہمارے مسلمان بھائی مر رہے ہیں اور ہم تماشہ دیکھتے رہیں ان کے لیے کچھ نہ کریں ہم! تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا کرو اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے صرف ایک شرط رکھی ہے، بدامنی ہے ختم ہو جائے گی، خلافت چاہتے ہو وہ بھی آ جائے گی، دشمن دروازے پر ہے اس کو بھی شکست حاصل ہو جائے گی، زمین پر اللہ کا دین قائم کرنا چاہتے وہ وہ بھی ہو گا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ﴿يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا﴾ یہ توحید پھر سے آ جائے اللہ تعالیٰ کا

وعدہ اپنی جگہ پر ہے آج بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ موجود ہے۔ یہ آج سے چودہ سو سال پہلے آج کا وعدہ نہیں ہے یہ، یہ قرآن مجید کی آیت ہے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ حدیث اپنی طرف سے لے کر آئے ہیں الحمد اللہ یہ قرآن مجید کی آیت ہے سورۃ النور آیت نمبر 55 اس کی تفسیر جا کر پڑھیں اور دیکھیں علماء کے اقوال دیکھیں، کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ ضعیف حدیث ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے یہ اور یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا چودہ سو سال پہلے سے ہے بلکہ ہر نبی کے ساتھ یہ وعدہ تھا۔ جب سے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام زمین پر آئے ہیں تا قیامت اللہ تعالیٰ کا وعدہ رہے گا۔

چند احادیث بیان کرتے ہیں، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام ،فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ،لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا،دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ:وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ ، قَالَ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ "- رواہ المسلم- صحیح مسلم کی روایت ہے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام میری طرف آئے اور مجھے بشارت دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو شخص تیری امت میں سے اس حالت پر مر جائے کہ اس نے کبھی شرک نہیں کیا ہو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرایا ہو "لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا" کبھی اس نے شرک نہیں کیا اور کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرایا "دَخَلَ الْجَنَّةَ" وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ "قُلْتُ" اب صحابی سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ پوچھ رہے ہیں "وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ وہ زنا بھی کرے اور چوری بھی کرے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ" "اگرچہ وہ زنا بھی کرے وہ چوری بھی کرے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو بھی زنا کرتا ہے اور چوری کرتا ہے وہ جنتی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں ضرور جائے گا۔ اگر شرک کبھی نہیں کیا موحد ہے اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے دو راستے ہیں اللہ تعالیٰ جو معاملہ اس کے ساتھ کرے گا دو قسم کا ہے یا تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اس کے لیے جنت ہے اور کبیرہ گناہوں کی معافی ہے یا اس کے لیے عدل وانصاف ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جتنے وہ گناہ کر چکا ہے زنا ہے، چوری ہے اتنے گناہوں کے برابر وہ جہنم میں جائے گا اور اس کو اتنا عذاب ملے گا جتنے اس کے گناہ ہیں جب گناہوں سے پاک ہو گا پھر جنت میں داخل ہو جائے گا۔ "دَخَلَ الْجَنَّةَ" کا مطلب ہے انتہاءً، ابتداءً نہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہے گا ضرور رہے گا ان شاء اللہ لیکن لفظ دیکھیں" یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیری امت میں سے "۔ کون امتی مشرکین ہیں؟ سب مومن ہیں مسلمان ہیں، وہ شخص جنت میں جائے گا جس نے کبھی شرک نہ کیا ہو۔ یعنی اس حدیث کا مفہوم کیا ہے؟ یعنی جو شخص تیری امت میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرک کرے گا وہ جنت میں کبھی داخل نہیں ہو گا۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

اور دوسری روایت صحیح مسلم کی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ" (ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے جو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ) "فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ" (تو ہر نبی نے اپنی دعا میں جلدی کی اور اللہ تعالیٰ سے مانگ لی) "وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي" "(میں نے اپنی دعا کو چھپائے رکھا قیامت کے دن اپنی امت کے لیے شفاعت کروں گا)۔

اللہ اکبر، دیکھیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندگی ساری تکلیفیں برداشت کرتے رہے لیکن اس کے باوجود بھی اپنی ایک دعا تھی اس دعا کو اپنی امت کے لیے چھپا کر رکھا قیامت کے دن کے لیے اور آج یہ امتی ہیں دیکھیں امتیوں کا کیا حال ہے! اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہم نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے اتنی تکلیفیں برداشت کیں اس امت کے لیے ہم نے کتنی تکلیفیں برداشت کیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہم نے کیا کیا ہے؟ آج کا مسلمان صرف اپنے گریبان میں تھوڑا سا جھانکے ہم سب اپنے اندر، ہم اپنے آپ کو جانتے ہیں ہم کیسے ہیں میں کسی اور کو نہیں کہہ سکتا کہ آپ کیسے ہیں یا آپ کیسے ہیں میں اپنے آپ کو کہہ رہا ہوں میں اپنے آپ کو نصیحت کر رہا ہوں کہ میں نے کیا کیا ہے اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اس عظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے؟ ہم نے کیا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی جان، اپنا مال، اپنا سب کچھ قربان کر دیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے، آمین۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ" (اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی) "حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي" (جب تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے نہیں جا پہنچیں گے نہیں مل جائیں گے) "بِالْمُشْرِكِينَ" (مشرکوں کے ساتھ)۔ تب تک قیامت نہیں آئے گی

جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے کچھ قبائل مشرک نہ ہو جائیں گے۔" وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ "(اور حتی کہ میری امت میں سے کچھ ایسے قبیلے ہوں گے جو وثن کی عبادت کریں گے)۔

صنم اور وثن میں کیا فرق ہے؟ صنم اس بت کو کہتے ہیں جس کی ایک خاص تصویر ہوتی ہے شیپ ہوتی ہے اور وثن اس بت کو کہتے ہیں جس کی کوئی خاص تصویر نہیں کوئی شیپ نہیں ہوتی۔ایک پتھر ہے پتھر پڑا ہے وہ وثن ہے اس پتھر کو تراش کر بت بنالیا وہ صنم ہو گیا۔تو عربی زبان میں دونوں میں فرق ہے، صنم تراشا ہوا پتھر مورتی کی شکل میں اور وثن کوئی بھی چیز ہو۔لکڑی کا ایک حصہ ہے یا درخت ہے یہ لکڑی کا ایک حصہ ہے یہ وثن ہے۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ،، کھجور سے جمع کر کے ایک ٹکڑا رکھ دیا اس کی عبادت شروع کر دی ''۔تو یہ کھجور کا ٹکڑا جو رکھا تھا شیپ نہیں تھی اس کی یہ وثن تھا،اس کی شیپ بت کی بنا دیتے تو وہ صنم ہو گیا۔یہاں پر لفظ کی دقت دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان دیکھیں ذرا"وَحَتَّى تعبد قبائل من أمتِي.." الأصنام" نہیں فرمایا "الأَوْثَانَ" فرمایا ہے کیوں کہ آج ہمیں کوئی تراشا ہوا بت نظر نہیں آتا۔لیکن قبر نظر آتی ہے کہ نہیں؟ قبر وثن ہے صنم نہیں ہے یہ الفاظ کی دقت دیکھیں "وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ"۔اسے ابو داود اور احمد نے روایت کیا ہے۔

اور سیدنا ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ کی حدیث پچھلے درس میں میں بیان کر چکا تھا بیری کے درخت سے کرامت لینے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کہ یہ شرک ہے ''۔یہ بھی دلیل ہے صحیح ترمذی کی روایت ہے کہ مومن سے بھی شرک ہو سکتا ہے۔

اور اسی طریقے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ،فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُواعَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ"۔متفق علیہ حدیث ہے۔تو یہاں پر شاہد کیا ہے؟(کہ مجھے حد سے نہ بڑھائیں جیسے نصاریٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو حد سے بڑھا دیا صرف یہ کہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں)۔تو یہاں پر کیسے دلیل بن سکتی ہے یہ؟ جو نصاریٰ تھے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں مومن تھے کہ نہیں؟ جو ایمان لے کر آئے مومن تھے۔لیکن شرک کی وجہ کیا تھی؟ مومن تھے پھر شرک کیا ایمان کے بعد۔وجہ کیا تھی؟ کہ اپنے نبی کی محبت میں بڑھ گئے اور خدا بنا دیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اپنی امت کو کہ تم اس سے بچنا ایسا کبھی نہ کرنا کہ تم بھی ایمان کے بعد مجھے حد سے بڑھا دو اور شرک کرو۔بات سمجھ آئی ؟یعنی مومن کو بھی خطرہ ہے کہ وہ شرک کر سکتا ہے۔

اور اسی طریقے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ "(اے اللہ تعالیٰ! میری قبر کو وثن نہ بنائیں جس کی عبادت کی جائے)۔ موطا امام مالک کی روایت ہے صحیح روایت ہے صحیح سند کے ساتھ۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو داود نے نقل کیا ہے فرماتے ہیں "لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا "(اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلے کی جگہ اور عید نہ بناؤ)۔یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر کے بارے میں فرما رہے ہیں۔آج کل ہم دیکھتے ہیں مزارات پر اور اولیاء کی قبروں پر کیا ہوتا ہے میلے ہوتے ہیں کہ نہیں؟ عیدیں ہوتی ہیں نہیں؟

تو مسلمان بھی شرک کر سکتا ہے۔کلمہ گو مشرک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ہو سکتا ہے۔

اور بھی تقریباً دس اور احادیث ہیں تو میں اس پر اکتفا کرتا ہوں ،مومن کے لیے ایک ہی آیت کافی ہے ایک ہی دلیل کافی ہے اور جو ایک کو نہیں مانتا تو وہ ہزار بھی نہیں مانے گا اس لیے یہ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص گدھے پر بہت ساری کتابیں لاد کر جا رہا تھا اور گدھا بے چارا بڑی مشکل سے چل رہا تھا تو ایک بڑھیا نے دیکھا، بیٹے کیوں گدھے کو تکلیف دے رہے ہو یہ کیا اٹھا کر لے جا رہے ہو؟! اس نے کہا ماں جی! مناظرہ ہو رہا ہے ہمارے استاد نے کہا ہے کہ مکتبہ سے، گھر سے کتابیں لے کر آؤ اور جو شخص نہیں مان رہا وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو نہیں مان رہا کیوں کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ موجود نہیں ہے تو یہ کتابیں میں لے کر جا رہا ہوں تا کہ اسے دلیل کھول کھول کر بیان کر کے دکھائیں گے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔اس بڑھیا نے بڑی پیاری بات کی اس نے کہا جس شخص کو پوری کائنات نظر نہیں آئی تو اس کو ایک گدھے کا بوجھ کیا نظر آئے گا۔اللہ اکبر، دیکھو اس جاہل بڑھیا نے سمجھ لیا لیکن بہت سارے لوگ جو اپنے آپ کو علماء کہتے ہیں چھوٹی سی بات کو نہ سمجھ سکے ۔ لا الہ الا اللہ واللہ! مشکل نہیں ہے،نہ لغت کے لحاظ سے مشکل ہے سمجھنا نہ شریعت کے لحاظ سے مشکل ہے سمجھنا۔اتنی آیات اور اتنی احادیث اور سلف

الصالحین کی اتنی عبارات ہیں میں گن نہیں سکتا ہوں اس کے باوجود بھی لوگوں نے لا الہ الا اللہ کو سمجھا نہیں ہے۔ تو یہ تھا کلمہ گو مشرک یہ بات بھی ختم ہوئی تاکہ ہمارے مخالفین یہ نہ کہیں کہ بھئی کلمہ گو مشرک نہیں ہو سکتا تم لوگ صرف الزام ہی لگاتے ہو تم لوگوں کو صرف الزام لگانا آتا ہے۔ تو میں ان بھائیوں سے یہ کہتا ہوں ہم الزام نہیں لگاتے دلائل آپ کے سامنے ہیں حوالے میں نے بیان کیے ہیں قرآن مجید کی آیات ہیں اور صحیح احادیث ہیں صحیح سند کے ساتھ اور یہ احادیث ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کے مکتبات میں کون سی کتابیں ہیں؟ بخاری ہے، مسلم ہے، ابوداود ہے، ترمذی ہے، ابن ماجہ ہے، موطاامام مالک ہے یہی کتابیں ہیں اور کون سی کتابیں ہیں۔ اگر آپ کو میری اس بات پر اعتبار نہیں ہے تو آپ اپنے مکتبے سے کتاب اٹھائیں اور حدیث کو ڈھونڈیں ان شاءاللہ آپ کو مل جائے گی اور دیکھیں کہ یہ حدیث موجود ہے یا نہیں۔

پھر میں نے یہ بات بیان کی تھی کہ "آج کے مشرکوں کا شرک جو ہے وہ زیادہ غلیظ اور زیادہ بھیانک ہے"۔ اس پر بھی ہمارے مخالفین نے بہت ناانصافی کی ہے۔ ناانصافی ہم نے نہیں کہ نہ ہمارے ان علماء نے کی ہے، ناانصافی انہوں نے کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ نہیں آپ لوگ جھوٹ بولتے ہیں ہمارے اولیاء اور صالحین کبھی بدکاری کر ہی نہیں سکتے اور نہ ہم نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تو آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ بات کہاں تک سچ ہے۔

میرے ہاتھ میں یہ ملفوظات ہے احمد رضا خان بریلوی کی اور یہ مشہور ترین کتاب ہے اس میں سے میں صرف ایک قصہ پڑھتا ہوں باقی ملفوظات موجود ہے انڈیا میں بھی پاکستان میں، بنگلہ دیش میں یہ کتاب موجود ہے۔ میں صفحہ نمبر نہیں بتاؤں گا کیونکہ مختلف پرنٹنگ کی وجہ سے صفحہ نمبر تبدیل ہو جاتا ہے اور ہمارے ساتھی پریشان ہو جاتے ہیں بھئی شیخ صاحب نے تو یہ کہا تھا کہ صفحہ نمبر فلان ہے، کھول کر دیتے ہیں دیکھیں کہاں ہے آپ کے شیخ نے جھوٹ بولا ہے! تو اس لیے حوالہ میں بیان کرتا ہوں کتاب آپ لے کر آئیں دکھا میں دوں گا۔

تو یہاں پر ملفوظات حصہ سوم میں احمد بدوی ان کا ایک بزرگ ہے ان کے بارے میں بات بیان کی جارہی ہے وہ فرماتے ہیں (حضرت سید احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالی عنہ جن کی مجلس میلاد مصر میں ہوتی ہے مزار مبارک پر آپ کی ولادت کے دن ہر سال مجمع ہوتا ہے اور آپ کا میلاد پڑھا جاتا ہے امام عبدالوہاب شعرانی (یہ بھی بزرگ ہیں ان کے) قدس سرہ الربانی التزام کے ساتھ ہر سال حاضر ہوتے، اپنی کتاب میں بھی بہت تعریف لکھی ہے (یہ کتاب ہے شعرانی کی کتاب بھی لایا ہوں میں، یہاں پر ذکر کتاب کا کیا ناں کہ شعرانی نے اپنی کتاب میں بھی اس میلاد کا ذکر کیا ہے) کئی ورقوں میں اس مجلس کے حالات بیان کیے ہیں مجلس تین دن ہوتی ہے ایک دفعہ آپ کو تاخیر ہو گئی، یہ ہمیشہ ایک دن پہلے ہی حاضر ہو جاتے تھے۔ اس دفعہ آخری دن پہنچے جو اولیائے کرام مزار مبارک پر مراقب تھے انہوں نے فرمایا کہاں تھے دوروز سے حضرت مزار مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر فرماتے ہیں عبدالوہاب آیا، عبدالوہاب آیا (قبر کے اندر سے سیدی احمد بدوی پردہ اٹھا اٹھا کر سوال کرتے عبدالوہاب آیا یا نہیں آیا دو دن تک اس طریقے سے کرتے رہے) انہوں نے فرمایا کیا حضور کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے؟ انہوں نے فرمایا اطلاع کیسی حضور تو فرماتے ہیں کتنی ہی منزل پر ہی کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرے (ارادہ دل کا عمل ہوتا ہے صرف ارادہ کرے یعنی) میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اس کی حفاظت کرتا ہوں اگر اس کا ایک ٹکڑا رسی کا جاتا رہے گا اللہ تعالی مجھ سے سوال کرے گا)۔ پھر فرمایا (ان پر خاص توجہ تھی اور ان کو بھی خاص نیاز مندی تھی اسی وجہ سے حضرت کو ان سے خاص محبت تھی، حدیث میں ہے جو کوئی دریافت کرنا چاہے کہ اللہ تعالی کے ہاں اس کی کس قدر قدر و منزلت ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ تعالی کی کس قدر قدر و منزلت ہے اتنی ہی اس کی اللہ تعالی کے ہاں ہے، حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں)۔

میں پھر کہتا ہوں (حضرت سید عبدالوہاب یعنی عبدالوہاب شعرانی اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ و ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلتے آتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا "النَّظْرَةُ الْأُولَى لَكَ وَالثَّانِيَةُ عَلَيْكَ" "پہلی نظر تیرے لیے ہے اور دوسری تجھ پر ہے یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہو گا۔ خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا، عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے؟ عرض کی ہاں اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی (ہبہ یعنی تحفے میں دی ہدیہ کی) اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں (وہ تاجر لے گیا پتہ نہیں کہاں پر حضور مجھے کہہ رہے ہیں کہ آپ کے لیے ہے) معاًوہ

تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم کو اشارہ ہوا انہوں نے آپ کی نذر کر دی ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی ہے فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو)۔

''عبدالوہاب شعرانی اکابر اولیاء میں سے ہیں'' ابھی فرمایا'' سید احمد بدوی کبیر اکابر اولیاء میں سے ہیں'' یہ بدکاری ہے کہ نہیں؟ یہ قصہ اگر موجود نہ ہو ملفوظات میں تو اس کے ہم جواب دہ ہیں۔

انہوں نے عبدالوہاب شعرانی کا ذکر کیا ہے اس میں اور دو قصے اور بہت قصے اور بھی ہیں وہ میں بیان نہیں کر سکتا، ایک دو اور ایسے بزرگ ہیں جن کے قصے میں بیان نہیں کر سکتا ریکارڈنگ ہو رہی ہے اور میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے آخری الفاظ پڑھے میں معذرت چاہتا ہوں لیکن جب مخالفین یہ کہتے ہیں کہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو تو سچ تو بولنا ہی پڑے گا ہمیں۔ اللہ کی قسم! اگر اس طریقے سے مخالفت نہ ہوتی کبھی اور یہ لوگ اس طریقے سے الزام نہ لگاتے، بچے بچے کو پتہ ہے کہ فلان وہابی ہے اس سے نفرت کرو، بچے بچے کو! آج کل معاشرے میں تو دیکھو۔ بھئی محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے یہ ہم القواعد الاربعۃ پڑھ رہے ہیں یہ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے قواعد ہیں جس کی وجہ سے شیخ صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ وہابی تھے یعنی وہابی اتنی بڑی گالی ہے ان کے نزدیک کہ ''تم کافر ہو جاؤ، کتا اور خنزیر ہو جاؤ کبھی وہابی نہ ہونا'' یہ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اگر یہ مخالفت اتنی بھیانک نہ ہوتی تو میں کبھی یہ بات نہ پڑھتا مجھے شرم آتی ہے یہ بات پڑھتے ہوئے، کبھی اس کا ذکر نہ کرتا میں۔

تو آیئے دیکھتے ہیں یہ ایک قصہ ہے اب شعرانی کا ذکر کیا ہے تو شعرانی کی کتاب الطبقات الکبریٰ یہ شعرانی کی ہے اس میں سے میں صرف ایک قصہ پڑھتا ہوں بس ایک، ایک کافی ہے پوری کتاب تو پڑھنے کا وقت نہیں ہے۔ اور شیخ صاحب نے یعنی طبقات الاولیاء (اولیاء کے طبقات) ہیں مختلف انہوں نے شروع کیا ہے جانتے ہیں کس سے؟ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع کیا ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی رضی اللہ عنہم پھر العشرة المبشرة بالجنة پھر دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم پھر تابعین پھر تبع التابعین پھر اپنے اولیاء بھی بیچ میں زبردستی چپکا دیئے کہ یہ بھی ولی ہیں یہ بھی ولی ہیں۔ یعنی جس کتاب میں ذکر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہو کوئی شخص یہ گوارہ کرتا ہے کہ ایسے لوگوں کا ذکر بھی اس کتاب میں ہو! آیئے دیکھتے ہیں کیسے لوگوں کا ذکر ہے۔

"ومنهم الشيخ محمد الحضري رضي الله عنه" (ان اولیاء میں سے یہ شیخ بھی ہیں یہ ولی بھی ہیں محمد الحضری جن کا نام ہے رضی اللہ عنہ)۔ اس کے بارے میں فرماتے ہیں "و اخبرني الشيخ ابو الفضل السرسي" (مجھے خبر دی شیخ ابو الفضل السرسی نے) "أنه جاءهم يوم الجمعة" (کہ جمعہ کے دن یہ بزرگ آئے محمد حضری صاحب) "فسألوه الخطبة" (انہوں نے کہا بھئی آپ بزرگ ہیں جمعہ کا خطبہ دیں) "فقال" ''(منبر پر کھڑا ہو گیا)" فقال:بسم الله، فطلع المنبر" (بسم اللہ پڑھی منبر پر کھڑا ہو گیا) "فحمد الله وأثنى عليه" (اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پڑھی)'' "ومجده" ''(اور تمجید کی)'' "ثم قال" ''(اور پھر فرمایا)" وأشهد أن لا إله لكم إلا إبليس عليه الصلاة والسلام" (اور یہ فرمایا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے لیے جو معبود ہے جو ربّ ہے وہ ابلیس ہے علیہ الصلاۃ والسلام)۔ ابلیس کے لفظ میں اللہ بھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کیوں کہ "لا إله لكم إلا إبليس عليه الصلاة والسلام" بھی فرمایا۔ "فقال الناس" (لوگوں نے کہا) "كفر" (یہ کافر ہو گیا ہے اس نے تو کفریہ بات کی ہے یہ تو کفر ہے) "فسل السيف" (تلوار ساتھ تھی نکال لی) "ونزل" (اور منبر سے اترا) "فهرب الناس كلهم من الجامع" (سارے کے سارے لوگ بھاگ گئے مسجد سے جامع سے) "فجلس عند المنبر إلى أذان العصر" (اب جمعہ کی نماز سے لے کر عصر تک منبر کے قریب بیٹھے رہے)۔ کوئی شخص مسجد میں داخل نہیں ہوا ڈر کی وجہ سے بھئی تلوار ہاتھ میں ہے قتل کر دے گا یہ۔ "وما تجرأ أحد أن يدخل الجامع" (کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ جامع میں داخل ہو) "ثم جاء بعض أهل البلاد المجاورة" (پھر ساتھ والے جو گاؤں تھے جو شہر تھے وہاں سے کچھ لوگ آئے) "فأخبر أهل كل بلد أنه خطب عندهم" (ہر گاؤں والے اور شہر والے جو قریب تھے وہ آئے انہوں نے یہ کہا کہ آج کے خطبے میں یہ شیخ محمد الحضری نے خطبہ دیا)۔ بھئی انہوں نے کہا کہ آج ہمارے ہاں یہ خطبہ دیا تھا اور یہ کفریہ الفاظ کہے تھے۔ انہوں نے کہا نہیں نہیں جتنے بھی لوگ آئے تھے

ساتھ کے شہروں سے اور گاؤں سے، انہوں نے کہا یہ خطبہ تو ہمارے جامع میں دیا یہاں پر کیسے تھا؟! تو لوگوں کا اس طریقے سے ہجوم ہو گیا۔ "فأخبر أهل كل بلد أنه خطب عندهم وصلى بهم" (اور صرف خطبہ ہی نہیں بلکہ نماز بھی پڑھی جمعہ کی) "قال: فعددنا له ذلك اليوم ثلاثين خطبة" (تو اس دن اس ایک شخص نے تیس

مختلف جامع مساجد میں خطبہ دیا اور نماز پڑھائی)۔ تیس! شخص ایک تھا ایک ہی وقت میں تیس جگہ پر موجود تھا۔"هذا ونحن نراه جالسا عندنا في بلدنا"(ادھر بھی دیکھ رہے ہیں اور اُدھر بھی موجود ہے یہ شخص)۔"وأخبرني الشيخ أحمد القلعي أن السلطان قايتباي"یہ کوئی سلطان تھے عثمانی"كان إذا رآه قاصدا له تحول"(جب ان کو دیکھتے راہ سے گزرتے ہوئے اتنا بڑا بزرگ تھا تو سلطان اور حکمران راستہ چھوڑ دیتا تھا ڈر کی وجہ سے)"خوفا أن يبطش به بحضرة الناس"(ڈرتا تھا کہ مجھے یہ بزرگ مارے نہیں (یعنی سلطان بھی ڈرتا تھا اس سے))"وكان إذا أمسك أحدا"(جب کسی کو پکڑتا تھا)"يمسكه من لحيته"(داڑھی سے پکڑتا تھا)۔ یہ بزرگ صاحب ہیں، ابھی کفریہ بات کی ہے اب عمل بھی دیکھیں بزرگ کے داڑھی سے پکڑتا تھا ایسے!""ويبصق على وجهه"(اس کے منہ پر تھوکتا تھا)"ويصفعه حتى يبدو له إطلاقه"(اور زور زور سے اسے مارتا رہتا)"وكان لا يستطيع أكبر الناس أن يذهب حتى يفرغ من ضربه"(اسے کوئی بڑے سے بڑا بندہ بھی چھڑا نہیں سکتا تھا اتنی دہشت تھی اس بندے کی)""وكان يقول""(اور یہ کہتا تھا)""لا يكمل الرجل"" (کوئی شخص اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا)"حتى يكون مقامه تحت العرش"(جب تک کہ اس کامل بندے کا مقام اللہ تعالی کے عرش کے نیچے نہ ہو)"على الدوام"(ہمیشہ ہمیشہ)۔ یعنی چلتا زمین پر ہے لیکن اصل اس کا وجود جو ہے وہ عرش کے نیچے ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔" وكان يقول" (اور یہ کہتا تھا)""الأرض بين يدي كالإناء الذي آكل منه"(پوری کی پوری زمین میرے ہاتھ میں ایسی ہے جیسے کہ برتن جس میں کھانا کھاتا ہوں)۔ پلیٹ جس میں آپ کھانا کھاتے ہیں ہم سب کچھ دیکھتے ہیں اس پلیٹ میں کیا ہے، سلاد ہے اس میں کوئی مرچی ہے اس میں کوئی گوشت ہے کوئی سالن ہے جو کچھ بھی ہے سب دیکھتے ہیں۔ وہ شخص کہتا ہے کہ پوری کی پوری زمین میرے ہاتھ میں ایسی ہے جیسے برتن میرے ہاتھ میں ہوتا ہے یعنی میں سب کچھ دیکھتا ہوں اس زمین پر۔""وأجساد الخلائق كالقوارير""(اور لوگوں کے جو جسد ہیں جو جسم ہیں شیشے کی طرح ہیں میرے سامنے)" أرى ما في بواطنهم"(جو ان کے باطن وہ سب کچھ دیکھتا ہوں میں)"توفي رضي الله عنه سنة سبع وتسعين وثمانمائة رضي الله عنه"(وفات پائی انہوں نے سن 897ھ میں)۔ یہ تھے شیخ محمد الحضری اور اس میں سے میں نے نشان ایک سے زیادہ لگائے ہیں آپ دیکھ رہے ہیں لیکن میں نے پڑھا صرف ایک ہے۔ واللہ! مجھے شرم آتی ہے میں آگے پڑھ نہیں سکتا ہوں۔

یہ تھے شعرانی اور شعرانی کا ذکر صرف ملفوظات میں نہیں ہے یہ شعرانی معتبر عالم ہیں بزرگ ہیں بریلویوں کے لیے بھی اور دیوبندیوں کے لیے بھی ان کا ذکر فضائل اعمال میں بھی ہے۔ حصہ سوم فضائل ذکر، حصہ سوم فضائل اعمال میں مولوی محمد زکریا فرماتے ہیں کہ شعرانی میزان الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ ""امام ابو حنیفہ جب وضو کرتے اور لوگوں کو دیکھتے وضو کرتے ہوئے تو ان کے گناہوں کو جھڑتا ہوا دیکھتے""۔

یہ کرامت تھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے لیے۔ یہ حوالہ کہاں سے کوٹ کیا؟ ان کی کتاب سے کوٹ کیا۔

اور اس کے علاوہ جو دیوبندی حضرات ہیں وہ کہتے ہیں کہ ""یہ جو آپ نے پڑھے ہیں یہ ہیں بریلویوں کے قصے کہانیاں ہم ان کو نہیں مانتے ہمارے اولیاء نیک اور صالح اولیاء ہیں یہ ہمارے اولیاء کے لیے نہیں ہے""۔ تو آئیے دیکھتے ہیں ان کے اولیاء کے لیے بھی کچھ ہے کہ نہیں ہمارے پاس۔

دیوبندیوں کی میں دو کتابوں کا ذکر کرتا ہوں ارواح ثلاثہ، میں قصہ پڑھوں گا نہیں یہ کتاب جس کے پاس موجود ہے جو حاضرین ہیں یا سامعین ہیں کتاب کا حوالہ میں دیتا ہوں، حکایت نمبر کا حوالہ میں دیتا ہوں ایک مہربانی فرما کر اس کو خود پڑھ لیں اور جتنے ساتھی موجود ہیں اگر یہ کتاب نہیں ہے تو آپ منگوا سکتے ہیں۔ انڈیا، پاکستان سے مٹھائی منگواتے رہتے ہیں کبھی کتاب بھی منگوایا کریں۔

ارواح ثلاثہ یہ کتاب لکھی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے، حکایت نمبر 21 یہاں پر شاہ عبدالعزیز صاحب کا قصہ ہے مولوی نصیر الدین کے ساتھ۔ قصے میں کیا ہے میں بیان نہیں کروں گا یہ خود پڑھنا۔ کہتے ہیں کہ ہمارے جو بزرگ ہیں وہ کبھی ایسی حرکت نہیں کرتے جس سے ظاہراً یہ ثابت ہو کہ یہ کوئی بدکاری ہے یا کوئی غلط عمل ہے یا شریعت کے خلاف کوئی عمل ہے۔

اور دوسرا قصہ اسی کتاب میں حکایت نمبر قصہ نمبر 341۔ اور یہاں پر ایک شخص تھے شاہ ابو سعید گنگوہی، نظام الدین بلخی چشتی کی بیعت کے لیے گئے بلخ، انڈیا سے بلخ کی طرف گئے بیعت کے لیے۔ بہت لمبا قصہ ہے تین چار پیجز میں قصہ ہے تقریباً اور اس میں ان کو کتوں کے ساتھ باندھا اور کتوں کے ساتھ انہیں کھانا دیتے تھے دو مہینے وہاں پر رکھا اس کے بعد ایک بھنگن کو یہ کہا کہ تم یہ جو گندگی اٹھا کر جاتی ہو (پچھلے زمانے میں حمام ایسے نہیں تھے جیسے آج گٹر سسٹم ہے یہ

نہیں تھا) تو کچھ لوگ آتے جو گندگی کی صفائی کرتے اور وہ ٹوکرے میں گندگی لے کر جاتے، اس سے کہا کہ جب تم یہاں سے گزرو تو اس پر تھوڑی سی گندگی پھینک دینا چلتے چلتے، تو اس نے ایسا ہی کیا۔ یہ جو ابو سعید صاحب ہیں ناراض ہو گئے تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو آ کر شیخ صاحب کو خبر دی (نظام الدین کو) کہ بھئی اس نے ایسا کہا ہے۔ اس نے کہا ابھی اس کو دیر ہے یعنی یہ پکا مرید نہیں بنا ابھی اس کو دیر ہے ابھی اس کی بیعت نہیں کرتے۔ تو وقت گزرتا گیا آہستہ آہستہ اس طریقے سے ایک مرتبہ جب کافی وقت گزر گیا ریاضت میں اور مجاہدے میں تو اس بھنگن کو یہ کہا کہ اب پورے کا پورا ٹوکرا سر پر ڈال دینا تو ابو سعید صاحب گزر رہے تھے تو اس عورت نے قریب آ کر ایسے بہانے سے ٹھوکر لگی پورے کا پورا ٹوکرا...(آپ Imagine کریں پورے کا پورا ٹوکرا اس کے جسم کے اوپر!) اب اس نے کیا کیا؟ اس نے ٹوکرے کو رکھا اور گندگی اٹھا اٹھا کر اس بھنگن کا ساتھ دیا کہ تاکہ بیچ میں رکھواسے کچھ نہیں کہا ناراض بھی نہیں ہوئے۔ جا کر جب یہ خبر دی تب انہوں نے کہا کہ اب یہ بیعت کے لائق ہو گیا۔

قصہ لمبا ہے بلکہ کتوں کے ساتھ بھی اسے مطلب باندھ کر بے چارا وہ گھسیٹتا گیا کافی دیر تک، بہر حال آپ یہ قصہ پڑھ سکتے ہیں، حکایت نمبر ہے 341۔

دوسری کتاب ہے (قصے اور بھی ہیں وقت کی کمی کی وجہ سے میں صرف ہنٹ دے رہا ہوں یہ سمجھ لیں آپ) تذکرۃ الرشید میں اور تذکرۃ الرشید جو کتاب ہے یہ سیرت ہے رشید احمد گنگوہی کی سوانح حیات ہے کہ کیسے زندگی گزاری تھی ان کی بائیو گرافی ہے اس میں۔ تو جلد 2 میں ضامن علی جلال آبادی ایک ایسے شخص تھے جن کے بارے میں بزرگ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ توحید میں غرق تھے اور ان کی کچھ سہارن پور کی رنڈیاں مرید تھیں تو ایک دن انہوں نے کہا کہ سب کو بلاؤ تو سب آئیں سوائے ایک کے نہیں آئی، ایک مریدنی نہیں آئی۔ تو پوچھا کیوں نہیں آئی؟ اس نے بلایا دوسرے دن وہ آئی تو وہ شرم کے مارے نہیں آ رہی تھی کہ میں بدکاریاں کرتی ہوں اس بڑے پیر کے سامنے کیسے جاؤں گی! تو پیر صاحب فرماتے ہیں بی بی تم کیوں شرماتی ہو کرنے والا کون کرانے والا کون وہ تو وہی ہے۔ یعنی بدکاریاں کون کرتا ہے کون کرواتا ہے سب اللہ ہی تو کر رہا ہے کون کر رہا ہے، وہ تو وہی ذات ہے۔ اور یہ عقیدۃ الجبر جیسا کہ آگے بیان کریں گے عقائد کے دروس میں یہ جبر کا عقیدہ ہے کہ انسان تو مجبور ہے بے چارا تم جو کرتی ہو سب اللہ تعالیٰ کروا رہا ہے تمہیں کیا پریشانی ہے۔

اور اس میں ایک دو میں اور بھی پڑھ کر سناتا ہوں کیونکہ ہمارے دیوبندی بھائی بھی ناراض نہ ہوں کہ بھئی ایک قصہ سنایا ہے بس، یہ بھی ارواح ثلاثہ میں سے ہے چلو میں یہ بھی بیان کر دوں۔ یہاں پر ایک بزرگ ہیں وہ کہتے ہیں فرمایا (کہ کہنے کی بات تو نہیں لیکن تم سے کہتا ہوں کہ جب میں سجدہ کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے پیار کر لیا)۔ جب میں سجدہ کرتا ہوں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے پیار کر لیا۔ لا حول ولا قوة الا باللہ۔

دوسری بات یہ فرمائی (کہ بھائی جنت کا مزا بر حق، حوض کوثر کا مزا بر حق مگر نماز میں جو مزا ہے کسی چیز میں نہیں)۔

ایک میں یہ فرمایا (کہ بھائی ہم تو قبر میں صرف نماز پڑھا کریں گے دعا ہے کہ ہمیں تو اللہ میاں قبر میں یہ اجازت دیں کہ بس نماز پڑھے جاؤ)۔ چوتھی بات میں کچھ شک ہے اسی جلسے میں فرمایا بعد کے جلسے میں بلکہ اسی میں بھی شک ہے کہ بلاواسطہ سنا ہے یا بواسطہ بہر حال اگر بواسطہ بھی سنا ہو گا تو کسی ثقہ راوی سے ہی سنا ہو گا۔ یعنی شک نہ ہو کسی اور سے سننا ہمارے یہاں ثقہ ہے کیونکہ اس کی صحت کا مجھے اتنا وثوق ہے کہ بلاواسطہ سننے تک کا احتمال ہے۔ بہر حال چوتھی بات یہ فرمائی (کہ جب ہم جنت میں جائیں گے اور یہ ایسے (اب بریکٹ میں ہے) طور پر فرمایا کہ جیسے یقین ہو کہ جنت میں ضرور جائیں گے حق تعالیٰ سے ایسی قوی کوئی امید تھی کہ کچھ شک ہی نہ تھا اور حوریں آئیں گی (یعنی جب ہم جنت میں جائیں گے اور حوریں آئیں گی) تو ہم صاف صاف ان سے کہہ دیں گے کہ بی بی اگر قرآن سنانا ہو تو سناؤ ورنہ جاؤ اپنا راستہ لو اس قسم کی شان تھی ہمارے مولانا کی)۔ اب ہے تذکرۃ الرشید جلد نمبر 2 فرماتے ہیں ایک دوسرے بزرگ ہیں (ایک دن ارشاد فرمایا ایک بزرگ تھے عصر کی نماز میں ان کو دیر ہو گئی دوڑے ہوئے کنویں پر وضو کے لیے پانی لینے گئے کنویں کے اندر جب لوٹا یا ڈول جو ڈالا تو پانی کی جگہ چاندی سے بھرا ہوا نکلا اس بزرگ نے پھینک دیا اور جناب باری میں عرض کیا کہ مذاق نہ کرو مجھے تو نماز کو دیر ہوتی ہے، دوبارہ کنویں میں ڈالا تو سونے سے بھرا نکلا (پہلے چاندی تھی پھر سونا) اس کو زمین پر دے پٹکا اور عرض کیا مذاق نہ کرو مجھے تو نماز میں تاخیر ہو جاتی ہے اس وقت الہام ہوا کہ میں نے یہ معاملہ اس لیے کیا کہ لوگ تجھ کو حقیر نہ جانیں)۔ اس کے بعد ایک اور قصہ ہے بایزید بسطامی سے سوال کیا گیا کہ مرید کیسا ہونا چاہیے اور پیر کیسا ہونا چاہیے؟ یہ میں پڑھوں گا نہیں یہ خود پڑھنا جلد نمبر 2 صفحہ نمبر بیان نہیں کرتا پھر آگے پیچھے ہو جائے گا اس میں 268 ہے۔ لا حول ولا قوة الا باللہ۔

اچھا ایک اور بھی سن لیں (ایک فقیر تھا اگرچہ احکام شرع کا پابند تھا مگر شراب پیا کرتا تھا (فقیر تھا بزرگ تھا پیر تھا لیکن شراب پیتا تھا) اور شاید اس کی وجہ یہ ہو گی کہ اس نے اپنی جہالت سے یوں سمجھیں کہ حالت سکر میں طبیعت زیادہ لگتی ہے (یعنی جب نشے میں ہیں تو اللہ تعالی سے زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے جاہل تھا)۔اس کا ایک مرید تھا محمد حنیف اس کا اب قصہ بیان کر رہے ہیں یعنی داڑھی کی صفائی کرتا تھا آگے وہ بیان کرتے ہیں (ساری شریعت کا مردود انکار کرتا تھا مگر صاحب تصرف تھا (جانتے ہیں صاحب تصرف کیا تھا؟ صاحب تصرف کیا تصرف؟ تصرف کسے کہتے ہیں؟ تصرف، تصوف نہیں تصرف) ان کے پاس کن فیکون تھا تصرف کرتا تھا)۔ پھر آگے تک وہ اس بات کو بیان کرتے ہیں۔

بس میرا خیال ہے اتنا کافی ہے تو کچھ غلط فہمیاں ہیں میں ان کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں، ان کے متعلق جو قواعد بیان کیے تھے چند غلط فہمیاں ہیں جتنا وقت ہے تھوڑا سا اس میں بیان کرلیتا ہوں۔

1۔ایک غلط فہمی ہے کہ اللہ تعالی کے حق میں وسیلہ اور ذریعہ بنانے میں کیا حرج ہے؟ اللہ تعالی کے حق میں کسی کو اگر ہم وسیلہ بناتے ہیں کہ نبی کے طفیل یا نبی کے صدقے یا ولی کے صدقے آخر یہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین اللہ تعالی کے قریب ہیں اللہ تعالی کے پیارے بندے ہیں اگر ان کو وسیلہ نہ بنائیں تو پھر کس کو بنائیں کیا کریں ہم کیا ذریعہ ہے؟ اور تم لوگ تو یہ کہتے ہو کہ یہ بھی جائز نہیں ہے یہ بدعت ہے تو ہم تو قرآن مجید کی آیت ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾ (المائدة:35) (اے مومنو! اللہ تعالی سے ڈرو اور کوئی وسیلہ دیکھو اللہ تعالی کے ہاں)۔

تو ہم وسیلہ جب انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین کو بنایا تم لوگوں نے کہا یہ جائز نہیں ہے۔

اس کے جواب میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین کو وسیلہ بنانے میں صرف حرج نہیں ہے، بہت ہی بڑی مصیبتیں ہیں، دیکھتے ہیں کیا مصیبتیں ہیں:

1۔یہی تو مشرکین مکہ کا طریقہ تھا جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کی تھی۔ کیا طریقہ تھا؟ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر:3) (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ان بتوں کی عبادت نہیں کرتے اِلّا یہ کہ وہ ہمیں اللہ تعالی کے نزدیک کر دیں)۔ تو یہ مشرکین مکہ نے بھی یہی کہا تھا کہ یہ تو ہمارا وسیلہ ہیں اللہ تعالی نے ان کا انکار کیا اور یہ جان لیں جیسا پہلے بیان کیا تھا یہ بت جو تھے یہ صرف پتھر نہیں تھے معنی پتھر نہیں تھا سامنے تو پتھر تھا حقیقتاً وہ کوئی ولی تھا، کوئی اللہ تعالی کا بزرگ نیک اور صالح شخص تھا۔ اگر یہ طریقہ صحیح ہوتا تو ان کے خلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی جنگ نہ کرتے۔

2۔اللہ تعالی نے اس قول کو اصل سے باطل قرار دیا ہے کہ کسی بزرگ یا کسی نبی کو وسیلہ بناؤ۔ وہ کیوں؟ ارشاد باری تعالی ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾ (البقرة:186) (جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو ان کو واضح الفاظ میں کہہ دیجیے کہ میں تمہارے قریب ہوں)۔ اور جو قریب ہوتا ہے وہ دور نہیں ہوتا اور جو قریب ہوتا ہے اس کے وسیلے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

3۔ان لوگوں نے جب بتوں کو وسیلہ بنایا تو وسیلہ بناتے بناتے حد سے گزر گئے اور ان کی عبادت کرنا شروع کی۔ شروع وسیلے سے تھی End تھا شرک اکبر کا۔

4۔تندرست عقل اس کی نفی کرتی ہے کہ اللہ تعالی نے ایک چیز کو حرام قرار دیا ہے اور حرام قرار دینے کے بعد اللہ تعالی اس کو کبھی جائز اور مشروع قرار دے سکتا ہے؟ نہیں دے گا اللہ تعالی کبھی۔ عقل صحیح اور قلب سلیم جو ہے وہ کبھی بھی یہ تصور نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالی نے شرک کو سب سے بڑا گناہ، سب سے بڑا حرام قرار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ دعا اور پکار میرا حق ہے کسی اور کے لیے صرف کبھی نہ کرنا کسی اور کے لیے صرف کرو گے تو اس کا مطلب ہے تم نے شرک کیا پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی ایک طرف سے تو شرک کی ممانعت کرے اور دوسری طرف یہ فرمائے کہ وسیلہ بناؤ یعنی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیا کو پکارو؟ تو یہ بات بالکل درست نہیں ہے۔

5۔اس طریقے سے اللہ تعالی کی شان میں بہت بڑی گستاخی ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالی جو ہر طرح سے کامل ہے، اس ربّ ذوالجلال کامل ذات سبحانہ وتعالی کی تشبیہ کرتے ہیں اس ناقص اور کمزور ہر طریقے سے نقص ہے اس انسان کے ساتھ ظالم بادشاہ کے ساتھ۔ وہ کہتے ہیں دیکھیں ظالم بادشاہ ہے آپ پہنچ نہیں سکتے اس بادشاہ تک جب تک کہ کوئی وسیلہ کوئی ذریعہ نہ ہو تو آپ کو کوئی وسیلہ ملے گا تو آپ بادشاہ تک جائیں گے۔

یہی مثال دیتے ہیں ہمیشہ عام لوگوں کو بے چاروں کو گمراہ کرتے ہیں، تو یہ تو ظالم ہے انسان یہ جو بادشاہ ہے یہ تو ظالم ہے اس کو تو ضرورت ہے کہ کوئی بیچ میں آئے اور لوگوں کو میرے قریب کرے اور صرف ظلم وجہ نہیں ہے دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ہو سکتا ہے میں اس کو نہیں جانتا ہوں مجھے قتل کر دے کوئی سیکیورٹی تو ہونی چاہیے! تو ڈرتا ہے وہ یا ظلم ہے یا ڈر ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ ڈرتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ ظلم کرتا ہے؟ تو یہ ساری کی ساری صفات نقص ہیں یہ انسان میں موجود ہیں ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ کو کس طریقے سے مشابہت دی اس ظالم اور کمزور انسان سے!

6۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں سنیں گے جب تک کوئی وسیلہ نہیں اختیار کریں گے اور صحیح حدیث میں آیا ہے حدیث قدسی میں صحیح بخاری میں "أَنَا عِنْدَظَنِّ عَبْدِي بِي" (میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں)۔ اچھا گمان ہے اچھا ملے گا بُرا گمان بُرا ملے گا یعنی جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ہم کسی کو وسیلہ نہیں بنائیں گے تو ہماری دعا قبول نہیں ہوگی اور ہماری مصیبتیں ٹلیں گی بھی نہیں تو یہ آپ کا گمان ہے تو ٹھیک ہے "أَنَا عِنْدَظَنِّ عَبْدِي بِي" یہ گمان کرتے ہو اپنے ربّ کے ساتھ ٹھیک ہے جاؤ زندگی ساری پکارتے رہو ان کو لیکن عطا میں کروں گا۔

ذرا غور تو کریں ایک ہندو کو دیکھیں جھکا ہوا ہے بیٹھا ہوا ہے گائے کے سامنے، گائے پیشاب کر رہی ہے گوبر کر رہی ہے کچھ بھی کر رہی ہے وہ بے چارا ہاتھ باندھ کر بیٹھا ہے اور مانگ رہا ہے۔ اسے کون دے رہا ہے وہ گائے دے رہی ہے؟ اس کا رزق، اس کو اولاد، جو اس کی مصیبتیں ہیں کون ٹال رہا ہے؟ اس کو رزق کون دے رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ دے رہا ہے گر اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت ہوتی اگر یہ شخص جب بھی گائے سے مانگے گا کوئی شخص ایک دفعہ گائے سے مانگے آسمان سے بجلی گرے گی وہ شخص مر گیا ختم بات ہو گئی، جو بت کو پکارے گا وہ مر جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نہیں ہے یہ استدراج ہے کہ تم گناہوں میں بڑھتے جاؤ میں تمہیں توفیق عطا کرتا جاؤں گا "أَنَا عِنْدَظَنِّ عَبْدِي بِي"۔ کیا گمان کرتے ہو کہ یہ گائے تمہیں رزق دیتی ہے یہ تمہارے نفع و نقصان کی مالک ہے؟ ٹھیک ہے تمہارا یہ گمان ہے تو جاؤ عطا میں ہی کروں گا رزق بھی میں دوں گا، مصیبتیں بھی میں ٹالوں گا لیکن زندگی ساری تم اسی گائے کو پکارتے پکارتے مر جاؤ گے۔

یہی ہم بات کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے بھی یہی بات کہتے ہیں بھئی تھوڑا غور و فکر کرو! جب آپ قبر کے سامنے بیٹھ کر پکارتے ہو اے غوث! میری مدد فرما، کون عطا کرتا ہے؟ اللہ کی قسم! اگر آپ یہ نہ بھی کہیں اور اس دنیا سے بھوکے اور پیاسے چلے جائیں یا بھوک اور پیاس کی شدت سے مر جائیں یا بیماری اور مصیبت میں آپ کو موت آ جائے اس کو برداشت کر لینا لیکن اس دنیا سے اس طرح سے نہ جانا کہ اللہ تم پر ناراض ہو، شرک اکبر کا ارتکاب کر کے کبھی اس دنیا سے نہ جانا یہ میری ایک بھائی کی نصیحت سمجھ لیں۔ اللہ کی قسم! جو شخص بھی شرک اکبر پر مر رہا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بن رہا ہے ابوجہل ابولہب، فرعون اور ہامان کے ساتھ۔ آخر یہی ہوگا ناں اگر کسی بزرگ کو نہیں پکارو گے دنیا ہی جائے گی کیا ہوگا؟! لوگ کیوں پکارتے ہیں؟ دنیا کے لیے پکارتے ہیں۔ بچہ امتحان میں کامیاب ہو جائے، مجھے اچھی نوکری مل جائے، مجھے اچھی بیوی مل جائے، مجھے اچھی نیک اور صالح اولاد مل جائے، اچھا گھر مل جائے، اس دنیا کو پانے کے لیے اپنے ربّ کو ناراض کر رہے ہو!

اور ناراضگی عام بات پر نہیں شرک اکبر پر! ٹھیک ہے یہ سمجھ لو آپ کی بات جدلاً مان لیتے ہیں یہ سمجھ لو کہ ہم غلطی پر تھے کہ ہم لوگ جو مخالفین ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ بھئی یہ شرک ہے، سمجھو کہ چلو ہم غلطی پر تھے اور قیامت کے دن تم وہاں پر گئے ہم بھی وہاں پر گئے ہم نے کبھی شرک نہیں کیا کسی کو نہیں پکارا، اس دنیا میں ہم بھی زندہ ہیں آپ بھی زندہ ہیں آپ بھی مر جاؤ گے ہم بھی مر جائیں گے اور اپنے ربّ کے سامنے جائیں گے ہم میں کوئی نقص ہے؟ کوئی نقص نہیں ہے آپ بھی بچ گئے ہم بھی بچ گئے۔

لیکن اگر ہماری بات سچ ثابت ہوا الحمد اللہ ہمیں یقین ہے سچ ہے اور حق ہے دلائل ہم بیان کر چکے ہیں ساری اور قیامت کے دن سامنا ہو اللہ تعالیٰ کا بھئی تم نے کیوں نہیں پکارا کسی ولی کسی نبی کو؟ اللہ تعالیٰ آپ نے فرمایا تھا کہ میں قریب ہوں میں نے آپ کو ہی پکارا ہے۔ ہاں بھئی تم نے کیوں نہیں پکارا تھا؟ کیا کہے گا اللہ تعالیٰ تم دور تھے؟ اے اللہ تعالیٰ! کہ آپ نے فرمایا تھا وسیلہ اختیار کرو اس لیے ہم نے ان کو وسیلہ بنایا؟ یہ کس نے کہا کہ یہ وسیلہ ہیں؟ یہ کس نے کہا کہ نبی اور ولی کو پکارو؟ تمہیں کس نے کہا ہے؟ میرے فلاں بزرگ نے کہا تھا۔ فلاں بزرگ تمہارے لیے حجت ہے فلاں بزرگ آکر تمہیں اگر بچا سکتا ہے تو بچائے، بلاؤ۔

7۔اللہ تعالیٰ کی قدر اور عظمت کی حق تلفی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ﴾(الزمر:67) اگر واقعی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت اور طاقت یہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں اور جان لیں اور ان کو یہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کتنی عظیم ذات ہے کتنی بلند ذات ہے تو میرا خیال کبھی بھی ان کو گمان بھی نہ ہو کہ وہ کبھی بھی کسی کو ذریعہ بنائیں اور وسیلہ اس طریقے سے بنائیں کسی بزرگ یا کسی پیر یا کسی نبی یا ولی یا فرشتے کو اپنے ربّ کا قرب حاصل کرنے کے لیے۔

8۔اس میں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی ہے اللہ تعالیٰ نے جس سے منع کیا ہے تم اس چیز پر عمل کرتے ہو۔

9۔مشرکین مکہ سے مشابہت ہے اور کافروں کی مشابہت سے ہمیں منع کر دیا گیا ہے۔

10۔"الوسيلة لها حكم الغاية" یعنی"الوسائل لها أحكام المقاصد"جو آپ کی نیت ہے کہ ''میں اپنے ربّ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں'' یہ آپ کا مقصد ہے اور جو ذریعہ آپ نے اختیار کیا وہ بھی شرعی ہونا چاہیے۔یعنی میں اپنے ربّ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتا ہوں ذریعہ کیا ہے؟ نماز پڑھو، روزہ رکھو، اپنے ربّ کا قرب اور نزدیکی حاصل کرو۔

تو مقصد بھی اچھا ہے تو ذریعہ بھی اچھا ہونا چاہیے یا نہیں؟ یہ طریقہ ہے ناں قرآن اور سنت کا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، سلف صالحین کا یہی راستہ ہے۔ لیکن اگر مقصد اچھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ہے اور راستہ غلط ہے ذریعہ غلط ہے اور حرام ہے تو کبھی یہ فائدہ مند نہیں ہو گا۔اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو نبی اور ولی کو پکار کر یا رسول اللہ! مدد، یا علی! مدد، اس طریقے سے اور کہتے ہو یہ وسیلہ ہے یہ پکار نہیں ہے تو یہ تو غلط فہمی ہے تمہاری یہ تو تم پکار رہے ہو یہ شرک اکبر ہے۔اگر فلاں کے صدقے سے کہتے تو ہم یہ کہتے یہ بدعت ہے شرک نہیں ہے۔یعنی اے اللہ تعالیٰ! فلاں کے صدقے میرے دعا قبول فرما تو یہ بدعت ہے شرک اکبر نہیں ہے۔لیکن جب آپ کا طریقہ ہی شرک والا یا بدعت والا ہے تو نزدیکی کیسے حاصل ہو گی؟! تو یہ پہلی غلط فہمی ہے۔

2۔دوسری وہ یہ کہتے ہیں، دیکھیں یا رسول اللہ! مدد کہنا شرک نہیں ہے بلکہ وسیلہ ہے ہم تو یعنی جب یہ کہتے ہیں یا رسول اللہ! مدد ہم انہیں وسیلہ بناتے ہیں ہم شرک نہیں کرتے۔تو اس کا جواب پہلے بھی بیان کر چکا ہوں میں ابھی مختصر بیان کرتا ہوں۔

1۔استغاثہ اور مدد طلب کرنے میں اور وسیلے میں فرق ہے یعنی مدد طلب کرنا اور وسیلہ۔مدد براہ راست طلب کی جاتی ہے اور وسیلے میں ایک تیسری ذات کو بیچ میں لایا جاتا ہے۔جب تم یہ کہتے ہو کہ یا رسول اللہ! مدد کرنا تو آپ براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکار رہے ہو یہاں پر وسیلہ نہیں ہے یہاں پر براہ راست آپ مدد طلب کر رہے ہو اور اسے کہتے ہیں شرک۔اور ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ﴾(الانفال:9) استغاثہ طلب کرنا مدد طلب کرنا عبادت ہے۔﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ عبادت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صحیح ترمذی میں"الدُّعاءُ هُوَ العِبادَةُ"۔تو جب دعا عبادت ثابت ٹھہر چکی ہے کہ عبادت ہے تو کسی اور کے لیے صرف کرنا شرک اکبر ہے۔

2۔جس نے وسیلہ بنایا اس وسیلے کو پکارا نہیں اور جس نے پکارا اسے وسیلہ نہیں بنایا بلکہ اسے معبود بنایا۔یعنی جو کسی کو وسیلہ بناتا ہے اسے پکارتا تو نہیں ہے، وہ یہ نہیں کہتا کہ تم میرے لیے فلاں کچھ کرو، وہ کہتا ہے کہ فلاں سے میری یہ حاجت ہے تم سے نہیں ہے فلاں سے ہے تم تو بیچ میں صرف یہ پہنچا دو بس۔اگر میں آپ کو پکارنا شروع کر دوں تو اصل کو تو چھوڑ دیا یعنی جس نے وسیلہ بنایا ہے اس نے وسیلے کو پکارا نہیں اگر پکارتا تو وسیلہ نہیں ہوتا وہ براہ راست مدد ہوتی ہے اور جس نے پکارا ہے براہ راست اس نے وسیلہ نہیں بنایا۔

3۔سلف الصالحین سے یہ الفاظ ثابت نہیں کہ کسی نے یہ کہا ہو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یا دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور کسی سے بھی ثابت نہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد یہ فرمایا ہو کہ یا رسول اللہ! مدد کرنا ہماری۔جنگیں تھیں، تکلیفیں تھیں، قحط آیا جتنی مصیبتیں تھیں یا رسول اللہ! مدد کسی کے منہ پر نہیں تھا کسی کی زبان پر نہیں تھا اگر یہ اس طریقے سے جائز ہوتا تو وہ سب سے آگے ہوتے اور آج ہم بھی اس پر عمل کرتے۔

4۔ یہ عمل مشرکین قریش کا عین عمل ہے وہ یہ فرماتے ہیں ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ تو وہ پکارتے بت کو اے ہبل! کہتے یہ نہیں کہتے کہ اے اللہ تعالیٰ! ہبل کے صدقے یہ نہیں کہتے تھے وہ ہبل کو ڈائریکٹ پکارتے تھے لیکن کہتے تھے کہ ہم ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ﴾ دیکھیں خود کہہ رہے ہیں کہ ہم عبادت ہم ان کی نہیں کرتے لیکن ان کو وسیلہ بناتے ہیں۔

3۔ تیسری غلط فہمی ہم جب یہ کہتے ہیں کہ یارسول اللہ! مدد ہمارا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے اور یہ مجازاً ہم یارسول اللہ! کہتے ہیں۔ مجازاً! جیسا کہ عربی زبان میں ایک کہاوت ہے "أنبت المطر العشب" (بارش نے زمین کو زرخیز کیا یا بارش نے پودوں کو اگایا) ایک عبارت ہے عربی زبان میں۔ اگر بارش زمین کو زرخیز کر سکتی ہے تو کیا سمجھتے ہیں کہنے والے کو یہ پتہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو زرخیز کرتا ہے یا بارش کرتی ہے؟! تو اللہ تعالیٰ کرتا ہے لیکن عربی کی ایک کہاوت ہے کہ بارش نے زمین کو زرخیز کر دیا، یہ مجاز ہے ہم بھی اسی مجاز پر کہتے ہیں یارسول اللہ! مدد۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟!

اس کا جواب:

1۔ یہ جہل مرکب ہے۔ جانتے ہیں جہل مرکب کیا ہے؟ علم کے لحاظ سے پانچ الفاظ ہیں علم ہے، جہل بسیط ہے، جہل مرکب ہے، شک ہے، ظن ہے۔ علم ہے "إدراك الشيء على ما هو عليه إدراكاً جازماً" کسی چیز کو یقین کے ساتھ اس کی صحیح صورت میں اس کو جاننا۔

یہ کیا ہے؟ یہ ایک قلم ہے یہ علم ہے، یقین ہے یہ قلم ہے اور واقعی یہ ہے قلم۔ میں نے بھائی سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ یہ ہے جہل بسیط، نہیں جانتا میں جہل بسیط ہے۔ میں نے کسی اور بھائی سے پوچھا یہاں پر موجود نہیں ہیں یہ کیا ہے؟ کہتا ہے یہ عینک ہے، یہ جہل مرکب ہے۔

جہل بسیط کیا ہے؟ "عدم الإدراك بالكلية" جانتا نہیں ہے۔ جہل مرکب (کسی چیز کو غلط جاننا)۔ یہ کیا ہے؟ یہ عینک ہے۔ یہ جہل مرکب ہے۔ اب جہل بسیط والے کو میں کہوں گا یہ پین ہے تو سمجھ جائے گا اور بچوں میں جہل بسیط ہوتا ہے۔ بچہ نہیں جانتا یہ کیا ہے چھوٹی عمر میں، کہتا ہے یہ کیا ہے؟ سمجھ لیتا ہے ایک دفعہ سمجھ آ جائے یہ پین ہے تو پھر کبھی بھولتا نہیں ہے وہ۔

جو بڑے ہوتے ہیں ان میں جہل مرکب ہوتا ہے۔ یہ جو کہتے ہیں یہ کیا ہے؟ ایک نے کہا مجھے پتا نہیں ہے، ایک نے کہا یہ عینک ہے۔ اب عینک والے کو جس نے کہا یہ عینک ہے پہلے تو میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ عینک نہیں ہے، جب یہ ثابت کر لوں گا پھر میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ پین ہے تو یہاں پر ڈبل محنت کی ضرورت ہے اسے کہتے ہیں جہل مرکب۔

ایک اور صورت ہے شک کی، ایک تیسرے شخص نے کہا، میں نے کہا یہ کیا ہے؟ کہتا ہے مجھے شک ہے یہ پین ہے۔ چوتھے نے کہا مجھے شک ہے یہ عینک ہے۔ جس نے کہا مجھے شک ہے یہ پین ہے اب وہ علم اور جہل بسیط کے درمیان میں ہے تو میں صرف یہ کہوں گا اسے یہ واقعی پین ہے تو یہاں پر آپ کا شک دور ہو جائے گا۔ جو شخص کہتا ہے میرا خیال ہے کہ یہ عینک ہے یقین نہیں ہے تو اس کو ظن ہے۔

ٹھیک ہے ناں تو یہ درجے ہیں مختلف اس طریقے سے تو یہ ان کو جہل مرکب ہوا ہے۔ کیسے جہل مرکب ہوا ہے؟! اگر یہ واقعی صحیح ہوتا اس طریقے سے جیسا آپ نے فرمایا ہے کہ یارسول اللہ! مدد اور بارش نے پودوں کو زرخیز کیا، دونوں اگر برابر ہوتیں تو لوگ یوں بھی کہتے اے ہوا! بارش عطا فرما۔ بادل کیسے بنتے ہیں؟ بارش کیسے آتی ہے؟ بارش بادلوں سے آتی ہے اور بادل جو ہیں ہواؤں سے بنتے ہیں کہ نہیں؟ تو لوگ یوں کہتے کہ اے ہوا! بارش برسا۔ اور یہ کوئی نہیں کہتا یہ تم بھی نہیں کہتے وہ بھی نہیں کہتے۔ کیوں نہیں کہتے؟ ان کو پتہ ہے بارش اللہ تعالیٰ برساتا ہے اگر یہ کہہ دیں کہ اے ہوا! بارش برسا، کہیں گے نہیں یہ تو جائز نہیں ہے کہنا۔ یہاں پر مجاز کیوں استعمال نہیں ہوتا؟

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو موکل کیا ہے بارش کے لیے۔ کون؟ سیدنا میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام۔ اب یہ فرشتہ موکل ہے اجازت اللہ تعالیٰ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد بارش ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام جانتے ہیں سارے انبیاء اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جانتے ہیں کہ یہ فرشتہ جو ہے موکل ہے۔ کسی سے کبھی آپ نے سنا ہے کہ اے میکائیل! بارش برسا یا اے میکائیل بارش عطا فرما؟ نہیں۔ کیوں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں موکل بنایا ہے لیکن مانگنا اللہ تعالیٰ سے ہے کسی اور سے نہیں۔ کیوں؟ غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے یہ واضح بات ہے۔

3۔ یاد رکھیں اصل میں کلام ہمیشہ حقیقت پر ہی سمجھا جاتا ہے مجاز میں اس وقت جاتے ہیں جب حقیقت متعذر ہو جائے اور ناممکن ہو۔یعنی ایک شخص کہتا ہے خالد شیر ہے۔تو آپ کیا سمجھتے ہیں خالد وہ جانور ہے جو جنگل میں رہتا ہے یا خالد بہادر ہے شیر کی طرح؟تو یہاں پر مجاز کا استعمال کیا ہے یہ مجاز ہے اور مجاز اس وقت کیا جاتا ہے جب حقیقت متعذر ہو۔اب یہ متعذر ہے کہ خالد جنگل میں رہتا ہے کیا خالد وہ جانور ہے جو گوشت نوچتا ہے گوشت کھاتا ہے اور جنگل میں رہتا ہے؟نہیں خالد ایک انسان ہے ایک شخص ہے لیکن اتنا بہادر ہے کہ وہ شیر کی طرح بہادر ہے۔بات سمجھ آئی کہ نہیں؟یہاں پر حقیقت متعذر ہے تو ہم نے مجاز کہا تو جب بھی ہمیں حقیقت متعذر ہو ناممکن ہو پھر ہم مجاز کی طرف آتے ہیں۔

یہاں پر آپ کی کون سی حقیقت متعذر ہے جو آپ مجاز کی طرف جا رہے ہیں؟یا رسول اللہ!مدد حقیقت ہی ہے مجاز کہاں ہے اس میں،متعذر ہے کہیں؟کہ آپ پکارتے نبی کو ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اے نبی!میری مدد فرما۔

4۔اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔اور غیر اللہ کو پکارنا حقیقت ہے کہ شرک ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ یا رسول اللہ!یا غوث!میری مدد فرما تو اس نے شرک کیا اور یہاں پر حقیقت شرعیہ موجود ہے اور جب حقیقت شرعیہ موجود ہوتی ہے تو پھر مجاز بیچ میں آ ہی نہیں سکتا کبھی مجاز کا کوئی عمل ہو ہی نہیں سکتا۔یہاں پر اللہ تعالیٰ نے شرک سے منع فرمایا ہے اور یہ الفاظ شرکیہ الفاظ ہیں اس لیے یہاں پر یہ آپ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جو ہے مجاز پر ہم نے استعمال کیا۔

5۔(اللہ اکبر)اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قرآن مجید میں کہ انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اولیاء بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور زندہ کو پکارنا تو شرک نہیں ہے ہم تو زندہ کو پکارتے ہیں جو زندہ ہیں ان کو پکارتے ہیں۔

جواب:

1۔بھئی آپ لوگوں نے دو ایسی چیزوں کو برابر کر دیا جس کی برابری کی نفی اللہ تعالیٰ نے بیان کی قرآن مجید میں ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ﴾ (فاطر:22)(اور زندہ اور مردہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے)۔

2۔ہر عقل والا جانتا ہے کہ زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے۔ایک تو شریعت نے بیان کر دیا کہ برابر نہیں،ہر عقل سلیم عام عقل نہیں،عقل سلیم اور قلب سلیم والا جانتا ہے کہ زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے۔دنیاوی اور برزخی زندگی میں فرق ہے،جتنی بھی آیات آپ سمجھتے ہو کہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور صدیقین،شہداء اور صالحین سب زندہ ہیں یہ برزخی زندگی ہے دنیاوی زندگی نہیں ہے اور دونوں میں فرق ہے اور اس کو سمجھنے کے لیے ایک آسان چیز سمجھ لیں میں آپ کو ابھی بیان کرتا ہوں۔انسان کی تخلیق پانچ مراحل میں ہوئی،یہ جو انسان ہے بنی آدم پانچ مراحل میں اور ان سب مراحل کی قرآن مجید میں دلیل ہے:

پہلا مرحلہ ہے عدم کا کہ انسان اپنے ماں باپ کی پیٹھ کے اندر تھا ایک خلیے کی شکل میں اور اس وقت سے انسان موجود ہے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا اس وقت سے یہ پوری کی پوری بشریت موجود ہے لیکن اپنے باپ داداؤں کے خون کے اندر جسم کے اندر موجود تھے جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو یہ انسان دنیا میں آتا ہے اگر حکم نہیں تو انسان نہیں آتا۔تو پہلا مرحلہ ہے عدم کا اور سورۃ الدھر میں (سورۃ الانسان)میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا﴾(الدھر:1)(کیا ایسا وقت انسان پر نہیں آیا جب اس کا کوئی ذکر بھی نہیں تھا)

تو انسان بھی ہے لیکن موجود بھی نہیں ہے یہ عدم کا مرحلہ ہے۔

نمبر دو مرحلہ ہوتا ہے ماں کے پیٹ کا مرحلہ جب ماں اور باپ کے خلیے ملتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور بچہ ماں کے پیٹ کے اندر ٹھہر جاتا ہے تو اسے کہتے ہیں ماں کے پیٹ کے اندر والی زندگی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن مجید میں سورۃ الزمر میں کہ ہم بچے کو پیدا کرتے ہیں ماں کے پیٹ کے اندر ﴿ظُلُمَٰتٍ ثَلَٰثٍ﴾ (الزمر:6)(تین اندھیروں میں ہم اس بچے کی تخلیق کرتے ہیں ماں کے پیٹ کے اندر)۔یہ مرحلہ جو ہے اسے کہتے ہیں "مرحلة بطن أمه"ماں کے پیٹ کے اندر اور یہ پہلے مرحلے سے بالکل مختلف ہے۔پہلے تو انسان معدوم تھا عدم تھا اب موجود ہے لیکن ماں کے پیٹ کے اندر ہے تو پہلے کے مرحلے میں اور دوسرے میں

فرق ہے، پہلے موجود تھا اب بھی موجود ہے لیکن دونوں میں فرق ہے وجود میں فرق ہے۔اور بچہ ماں کے پیٹ کے اندر عرش پر بیٹھا ہے عرش پر، بچہ ماں کے پیٹ کے اندر عرش پر ہے دنیا کا کوئی بادشاہ بھی ایسی زندگی نہیں گزار سکتا جو ایک بچہ اپنی ماں کے پیٹ کے اندر گزارتا ہے کوئی بھی نہیں۔

دنیا کے بادشاہ کو آپ دیکھیں اس کو کھانے کے لیے اپنے ہاتھ اٹھانے پڑتے ہیں کہ نہیں؟اچھا اس کو کوئی شخص اور کھلادے چبائے گا کون؟اچھا چبانے والے بھی آجائیں نگلے گا کون؟ ہضم کون کرے گا؟ماں کے پیٹ کے اندر بچے کو اللہ تعالیٰ نے وہ عزت بخشی ہے کہ وہ کھاتا ہے پیتا ہے اور گندگی خارج کرتا ہے ایک پلک بھی نہیں جھپکتی اس کی، سارا خون کے ذریعے ہو رہا ہے۔علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ جب یہ منظر بیان کرتے ہیں بڑے پیارے انداز سے کہ عرش پر بیٹھا ہے، الٹا ہے، اس کا منہ جو ہے پیچھے کمر کی طرف ہے تاکہ دنیا کی اور پیٹ کی ہولناکیاں نہ دیکھے، ایک طرف تکیے میں جگر ہے ماں کا دوسری طرف تلی ہے ماں کی ایسے تخت پر بیٹھا ہے اس کی ساری کی ساری خواہشات (کیا خواہش ہے بچے کی کھانا پینا زندہ رہنا کہ نہیں؟ کھانا پینا آکسیجن ہے) پوری ہو رہی ہیں اور گندگی بھی خارج ہو رہی ہے اس کو پتہ بھی نہیں ہے۔

تیسرا مرحلہ ہے پیدا ہونے کے بعد کا مرحلہ جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے دنیا میں آتا ہے۔اس کی دلیل یہ انسان جو موجود ہے ہمارے سامنے یہ تیسرا مرحلہ ہے جس کے لیے یہ ساری شریعت نازل ہوئی یہ مکلف انسان۔یہ پورا قرآن اور اور احادیث یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ انسان مکلف کے لیے اتری ہے جو اس دنیا میں رہتا ہے۔اور یہ مرحلہ تیسرا جو ہے پہلے دوسرے سے مختلف ہے یہاں پر اس انسان کو آکسیجن کی ضرورت ہے۔اس لیے بچہ جب پیدا ہوتا ہے سب سے پہلے کیا کرتا ہے؟ چیخ مارتا ہے روتا ہے۔جانتے ہیں کیوں روتا ہے میڈیکل لحاظ سے جانتے ہیں؟ سانس لینے کے لیے، راستہ بند ہے اس کا چیخ مارتا ہے جو بھی رکاوٹ ہے صاف ہو جاتی ہے اور سانس لینے کے لیے وہ چیخ مارتا ہے جب صاف ہو گیا راستہ اور آکسیجن نے جانا شروع کر دیا تو اس کو زندگی مل گئی۔اگر اس کو واپس ماں کے پیٹ کے اندر کر دیا جائے وہ بچے گا؟ اسی بچے کو اٹھا کر پانی کے اندر ڈال دو بچے گا؟ کیوں ابھی تو پانی کے اندر تھا ماں کے پیٹ کے اندر ابھی کیوں مر جائے گا؟ اب یہ وہ نہیں ہے ﴿ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ﴾ (المؤمنون:14) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اب یہ اور مخلوق ہو گیا۔یہ وہ نہیں تھا جو ماں کے پیٹ کے اندر تھا اب زمین پر آگیا دنیا میں آگیا اب اس کا تیسرا مرحلہ ہے جو دوسرے کی طرح نہیں بالکل مختلف ہے اور یہ مرحلہ ختم ہوتا ہے موت کے ساتھ۔

اچھا اس دنیا کے مرحلے میں ہم آکسیجن لیتے ہیں ماں کے پیٹ کے اندر اگر بچہ آکسیجن لے لے پتہ ہے آپ کو؟ ماں کے پیٹ کے اندر بچہ ہے اگر آکسیجن مل جائے گیس والی جیسے ہم لیتے ہیں بچہ مر جائے گا۔یعنی وہ مرحلہ بالکل different ہے انسان یہی ہے لیکن مرحلہ بالکل مختلف ہے دونوں برابر ہو نہیں سکتے۔اگر آج آپ نے یہ سمجھ لیا تو برزخی زندگی آپ ہمیشہ کبھی بھولیں گے نہیں۔

چوتھا مرحلہ ہے برزخی زندگی کا، برزخی زندگی دنیا کی زندگی سے بالکل مختلف ہے۔بندہ قبر میں جاتا ہے اٹھ کر بیٹھتا ہے اور چلنے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے بس اور کچھ نہیں سنتا۔دلیل اس کی ہے کسی اور کی دلیل نہیں ہے دنیا کی زندگی کی طرح نہیں کہہ سکتے ہم۔ان کے سوال ہوتے ہیں جواب ہوتے ہیں قبر کھولتے ہیں کچھ بھی نہیں اس میں لیکن اس کو عذاب بھی مل رہا ہے اس کو ثواب بھی مل رہا ہے۔تو الغرض برزخی زندگی دنیا سے بالکل ہٹ کر ہے اور different ہے ایک جیسی ہو ہی نہیں سکتی۔اگر تم لوگ یہ کہتے ہو کہ دونوں برابر ہیں پھر تمہیں یہ بھی کہنا چاہیے کہ یہ زندگی اور ماں کے پیٹ کی زندگی برابر ہے، جب یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتیں تو یہ دونوں بھی برابر نہیں سکتیں۔

اور پانچواں مرحلہ ہے آخرت کا مرحلہ، جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو قبروں سے لوگ نکلیں گے تو برزخی زندگی ختم اور ہمیشہ کی زندگی آخرت کی زندگی شروع اور آخرت کی زندگی برزخی سے بالکل different ہے بالکل الگ ہے یکسانیت ہے ہی نہیں۔

جب یہ پانچ مراحل بالکل مختلف ہیں سارے تو ان دونوں کو تم نے کیسے یکساں بنا دیا کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام زندہ ہیں لیکن دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں؟! نہ شریعت نے اس کا اقرار کیا، نہ عقل اس کا اقرار کرتی ہے، اور نہ علماء اس کا اقرار کرتے ہیں، نہ سائنس اس کا اقرار کرتی ہے تم لوگ کیسے اس کا اقرار کرتے ہو یعنی کہاں سے تمہیں یہ سوچ آئی؟! صرف قرآن مجید کی ایک آیت پڑھ کر دو آیتیں پڑھ کر کہ زندہ ہیں! بھئی ہم بھی کہتے ہیں وہ زندہ ہیں لیکن کون سی زندگی میں زندہ ہیں؟ برزخی زندگی میں زندہ ہیں۔تو اس لیے یہ خلط ملط بالکل درست نہیں ہے۔

4۔ تم تو دور سے بھی انہیں پکارتے ہو۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں یعنی ہم کمرے میں بیٹھے ہیں دروازے کے باہر بندہ آکر پکارے تو ہم سن لیں گے لیکن ایک شخص نیچے پارکنگ سے پکار رہا ہے ہم سنیں گے ؟ اچھا ایک شخص مکہ سے پکار رہا ہے سن سکتے ہیں؟ اور جتنا دور ہوتا جائے گا اتنا ہی ہماری قوت سماعت کم ہوتی جاتی ہے۔ تو جب تم یہ کہتے ہو کہ دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں تو پھر آپ کو یہ کرنا چاہیے تھا کہ بالکل قبر کے قریب جاکر بولتے یا کوئی راستہ یا کوئی کھڑکی بناتے وہاں سے آپ کلام کرتے بات کرتے کیونکہ مٹی بالکل ہر جگہ سے بند ہے کیسے آپ ان سے گفتگو کر سکتے ہیں! بلکہ تم تو یہ کرتے ہو کہ دور سے پکارتے ہو انہیں اور یہ کہتے ہو کہ دنیاوی زندگی ہے تو اس کو عقل بھی تسلیم نہیں کرتی، عقل سلیم۔

5۔ تم تو ان سے ہر چیز میں استغاثہ کرتے ہو ربوبیت کی صفات بھی دے دیں۔ یعنی صرف یہ نہیں کہ تم ان سے مدد مانگتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ یہ زندہ ہیں بلکہ تم نے ان کو ربوبیت کی صفات بھی دے دیں۔ مشکل کشائی، حاجت روائی، سب کچھ ان کو دے دیں۔

ایک آخری بات ہے اور یہ پرسنل میرے ساتھ واقعہ ہوا ہے، تین ہیں میں ایک بیان کر دیتا ہوں۔ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے اور عوام الناس کو اس میں کافی الجھاتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ تم لوگ یہ کہتے ہو ہم جب یہ کہتے ہیں یا رسول اللہ! مدد، اے علی! مشکل کشا، اے غوث! ہماری مدد فرما کہ ہم نے شرک کیا تو ہم نے شرک نہیں کیا ہمارا یہ عقیدہ ہے یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے خالق، مالک، رازق، اللہ تعالیٰ ہی نفع نقصان کا مالک ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی قدرات اور طاقتیں اپنے کچھ بندوں کو عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے ذاتی طور پر اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام خالق ہے عطائی طور پر، سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام ہیں خالق عطائی طور پر اور اللہ تعالیٰ خالق ہے ذاتی طور پر یعنی اگر سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ یہ طاقت نہ دیتا کہ وہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کریں تو سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کبھی پیدا نہ کر سکتا جب اللہ تعالیٰ نے طاقت دے دی ہے ان کو تو اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر خالق ہے اور سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام عطائی طور پر خالق ہے تو جب ان کے پاس خلق موجود ہے ہم یہ پکارتے ہیں کہ اے جبریل! یا اے عیسیٰ! یا اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نیک اور صالح بیٹا عطا فرما تو پھر ہم وہ چیز اس نبی سے لیتے ہیں یا پکارتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہے اس چیز کا مالک ہے وہ جب اس کا مالک ہے تو کیوں نہ ہم ان سے مانگیں؟! اور آپ لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ سب سے بہترین نبی کون ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسل وسلم ہیں۔ اگر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام مردے کو زندہ کر سکتے ہیں اور اگر سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کر سکتے ہیں تو کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مردے کو زندہ نہیں کر سکتے یا اولاد پیدا نہیں کر سکتے؟! جب سب سے افضل ہیں تو کر سکتے ہیں۔

اس کی دلیل میں وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ مریم میں فرمایا ہے سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی زبانی ﴿لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا﴾(مریم :19)(کہ میں آیا ہوں تمہیں زکی اور پاک اور نیک بیٹا دینے کے لیے)۔ تو سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے بیٹا عطا فرمایا۔

تو آیئے دیکھتے ہیں اس شبہے کے رد میں کیا بات ہے۔

1۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ دین کے بنیادی علم میں سے ایک بنیادی علم ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہے یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ حقوق ہیں جو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے لیے خاص کیے ہیں یہ حق جو ہے کسی اور کو دینا شرک ہے اور کفر ہے یہ ہر مسلمان کو آنا چاہئے اور دین کے بنیادی علم میں سے ہے اسے کہتے ہیں "من المعلوم من الدين بالضرورة"۔ اور ان حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد، خالق، مالک، رازق ہے۔ پیدا کرنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے، رزق دینے والا بھی تدبیر کرنے والا بھی اور یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، عبادت بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، اسماء والصفات بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔

2۔ قرآن مجید کی آیات دو قسم کی ہیں جیسے سورۃ آل عمران آیت نمبر 7 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اتارا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دو قسم کی آیات ہیں ایک تو محکم آیات ہیں اور ایک متشابہ آیات ہیں، محکم وہ آیات ہیں جو پختہ آیات ہیں جن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے ہر حال میں اور متشابہ وہ آیات ہیں جن میں ایک معنی سے زیادہ معنی حاصل ہو سکتے ہیں تو جب ایک سے زیادہ معنی ہوں اور مسئلہ آپ کو صاف سمجھ میں نہ آ رہا ہو تو رجوع کریں محکم آیات کی طرف اور یہ آپ کا خدشہ بھی دور ہو جاتا ہے اس طریقے سے۔

3۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت کی نشانی ہے اتباع، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:31)۔اور ہم یہ سب جانتے ہیں کہ سب سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب سے بہترین جو طریقہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے اس میں کوئی بھی اختلاف نہیں کرتا اور سب سے بہترین راستہ سلف الصالحین کا راستہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے پر چلتے رہے زندگی ساری اس راستے پر گزاری۔

تو یہ تھا رد، عام رد اب خاص رد پر آتے ہیں ایک ہی چیز کو الگ الگ بیان کرکے کیونکہ جو آیات یہاں پر بیان کی ہیں متشابہ ہیں ان کو رد کریں محکم کی طرف۔ تو آیئے دیکھتے ہیں یہاں پر اب خاص رد کیا ہے:

1۔صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام میں سے کسی سے ثابت نہیں کہ کسی نے یہ کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر خالق ہے اور سیدنا جبریل یا سیدنا عیسیٰ علیہم الصلوۃ والسلام عطائی طور پر خالق ہیں کسی سے ثابت نہیں کسی ضعیف حدیث میں بھی نہیں ہے کسی چیز میں بھی نہیں ہے۔ تو جب انہوں نے خاموشی اختیار کی تو ہمیں بھی خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

2۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی مصیبت میں پڑتے ان کی زندگی میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آتے اور کیا فرماتے کیا کہتے؟ " يَا رَسُولَ اللّٰهِ!اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَشْفِيَنِي "(کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کردیں کہ مجھے شفاء حاصل ہو جائے یا میری مصیبت ٹل جائے)۔ لیکن انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو بھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ عطا کیا ہے آپ بھی رزق دیتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے رزق عطا فرمائیں۔ حالانکہ یہ دیکھا جائے ایک زندہ شخص آپ کے سامنے ہے آپ اس سے مدد حاصل کر سکتے ہو لیکن توحید ان کی اتنی کامیاب تھی اور اتنی پختہ تھی کہ انہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بھی کبھی ایسے لفظ استعمال نہیں کیے بلکہ انہوں نے ہمیشہ کہا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔اور صحیح بخاری کا قصہ میں نے بیان کیا تھا جب قحط آیا تھا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مشہور قصہ ہے۔

3۔اگر ہم مان بھی لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوق میں سے اپنے بعض بندوں کو کچھ طاقت دے دی ہے تو کیا مجھے یہ بتائیں کسی ولی کے لیے جائز ہے کہ اس طاقت کو یا اس کرامت کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرے اور لوگوں کے دل اپنے طرف مائل کرے؟ یہ حکمت نہیں ہے:

1۔ایک اللہ تعالیٰ اگر کسی کو کرامت بھی عطا فرماتا ہے تو اس کا یہ حق نہیں بنتا کہ وہ لوگوں کو یہ کرامات دکھا دکھا کر اپنی جگہ ان کے دلوں میں بنا دے پھر لوگ اس کے متبع ہو جائیں اور وہ اندھی تقلید کرنا شروع کردیں اپنے ربّ کو بھول جائیں یعنی جو کچھ یہ کرے گا ہمارے لیے صرف یہی کافی ہے جیسے لوگوں نے کیا بھی

۔

2۔اس کی دلیل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اولیاء کو بھی یہ طاقت عطا فرمائی ہے؟ یعنی قرآن مجید تو چلو دلیل ہے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی کہ مردے کو زندہ کرو اور سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہو جائے یہ دلیل قرآن سے ہمیں ملی ہے۔ آپ کو کس نے کہا کہ آپ کا جو غوث ہے یہ بھی اولاد عطا فرماتا ہے اس کی دلیل کیا ہے؟ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور جس چیز کی دلیل نہیں ہوتی وہ بات بے بنیاد ہوتی ہے۔

نمبر دو اس میں کہ جس ربّ نے اس کو یہ طاقت عطا فرمائی اس ربّ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن:18) اگر طاقت بھی ان کو کوئی دی ہے اللہ تعالیٰ نے لیکن ہمیں تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی اور کو نہ پکارنا پکارنا صرف مجھے۔ یہ ہم جدلاً کہہ رہے ہیں اگر یہ بات آپ کی سچی ہے پھر بھی آپ ان کو پکار نہیں سکتے کسی صورت میں۔

اور اس کی دلیل بھی کیا ہے یہ طاقت ان کے پاس ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ نے مثال کے طور پر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ طاقت دی کہ مردے کو زندہ کرو کیا یہ طاقت ان کے پاس ہمیشہ تھی اور جس کو چاہتے زندہ کردیتے؟ ہرگز نہیں۔ آپ جانتے ہیں آج کل کی تحریف شدہ بائبل جو موجود ہے اس میں

بھی صرف تین واقعات ہیں جو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے مردے کو زندہ کیا صرف تین۔ اتنے عرصے میں صرف تین، باقی کیوں نہیں کتنے لوگ مرے ہوں گے! ہزاروں لاکھوں لوگ مرے ہیں صرف تین کیوں؟! اگر یہ طاقت ان کے ہمیشہ تھی تو ہمیشہ استعمال کرتے!

اسی طریقے سے اگر یہ سمجھتے ہو کہ سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے سیدنا عیسیٰ علیہ سلام کو پیدا کیا تو پھر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے علاوہ اور کتنی مخلوق کو پیدا کیا کوئی بتا سکتا ہے؟ کوئی بھی نہیں۔

تو یہ کس نے کہا یہ تو ان کی دلیل موجود ہے قرآن مجید میں اس کی دلیل بھی میں بیان کرتا ہوں کہ غلط فہمی ہوئی ہے نہ تو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی مرضی سے عطائی طور پر یہ کیا اور نہ ہی سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے کیا یہ آگے بیان کرتا ہوں میں لیکن ابھی ہم نے جدلاً! آپ کی بات مان لی ہے جدلاً۔ تو اس کی دلیل بھی نہیں کہ وہ مالک ہیں اور اس کی دلیل بھی نہیں ہے کہ وہ ان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے یہ طاقت۔

اب آتے ہیں سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام کہ آیت کریمہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا﴾۔ مجھے یہ بتائیں اس آیت کو شروع سے کیوں نہیں پڑھتے ہو ہمیشہ ادھوری کیوں پڑھتے ہو؟ آیت میں شروع کے الفاظ یہ ہیں ﴿إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا﴾۔ ﴿إِنَّمَا﴾ حصر کے لیے صرف اور صرف ﴿أَنَا﴾ (میں) ﴿رَسُولُ رَبِّكِ﴾ (تیرے ربّ کا بھیجا ہوا رسول ہوں)۔ کیوں آیا ہوں؟ ﴿لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا﴾۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغام دیا ہے رسول پیغمبر ہوتے ہیں کہ نہیں؟ کیا پیغام تھا؟ کلمہ تھا کن فیکون کا۔ وہ پیغام لے کر آیا ہوں اور اس پیغام میں ہے کہ میں تجھے بیٹا عطا فرماؤں میں تجھے بیٹا عطا کروں۔ تو بیٹا عطا کرنے والا سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام ہے یا اللہ تعالیٰ ہے کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ہیں، سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام تو صرف پیغام لے کر آئے ہیں اور جو پیغام لے کر آتا ہے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا وہ اس پیغام کو امانت کے ساتھ پہنچا دیتا ہے۔ ﴿فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا﴾(التحریم:12) بس پھونک ماری اور وہ کلمہ جو لے کر آئے وہ سیدہ مریم علیہا الصلوۃ والسلام اندر ٹھہر گیا اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا حمل ٹھہر گیا اور ان کی ولادت ہوئی۔ تو اصل میں سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے کبھی خلق کیا ہی نہیں نہ ان کی طرف کسی نے خلق منسوب کیا ہے آپ لوگوں کو یہاں پر بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں نہیں یہ ایسا ہی ہے۔ اچھا پھر ہم یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن مجید میں سورۃ التحریم کی آخری آیت میں ﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا﴾(التحریم:12) یہاں پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے خود نفخ کیا یعنی پیدا ہم نے خود کیا اب سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام کہاں ہیں؟ تو وہ بھی قرآن کی آیت ہے یہ بھی قرآن کی آیت ہے۔

اس لیے ہم کہتے ہیں جو متشابہ ہے محکم کی طرف رد کر دو کہ پیدا کرنے کی ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے یہاں پر آپ کو خدشہ بھی ہو رہا ہے تو یہ متشابہ آیت ہے اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ متشابہ آیات بھی ہیں محکم آیات بھی ہیں تو اس آیت کو وہاں پر لوٹا کر ان کو ختم کر دو اس غلط فہمی کو ختم کر دو۔ کہتے نہیں پھر بھی ہم اس بات کو نہیں مانتے ہم یہی کہتے ہیں اسی میں دیکھیں کہتے ہیں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی تو پیدا کیا ہے۔

پہلے یہ سمجھ لیں کے سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے پیدا نہیں کیا ہے یہ سمجھ لیں اگر یہ سمجھ لیں تو آگے پھر یہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے یہ عمل کیا اللہ کی اجازت سے کیا یعنی عطائی طور پر جیسا تم سمجھتے ہو کہ عطائی طور پر مالک ہو گئے خلق کے یہ بالکل غلط فہمی ہے اور اس کی دلیل میں آپ دیکھیں کہ سورۃ آل عمران میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان پر یعنی اس کے بعد والی آیت میں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے مردے کو زندہ کیا ہے: ﴿قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ﴾ (آل عمران:49)

(یعنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت لے کر آیا ہوں)

اسی آیت میں ہے یہ آیت لے کر آیا ہوں اچھا وہ کہتے ہیں نہیں ہم اس کو نہیں مانتے۔ پھر بھی نہیں مانتے یہ آیت کیا تھی؟ یہ معجزہ تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں نے خود نہیں پیدا کیا۔ کہتے ہیں اس کو نہیں مانتے۔ اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان پر: ﴿وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾(مریم:36)

کہ جب مردے کو زندہ بھی کر دیا اس کے بعد یہ فرما رہے ہیں کہ میرا اور تمہارا ربّ اللہ تعالیٰ ہے اور عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کرو۔ یعنی تمہیں یہ گمان نہ ہو کہ میں کر رہا ہوں تم پھر مجھے پکارنا شروع کر دو کہ اے عیسیٰ! ہمیں اولاد عطا فرما۔ اور اسی سورۃ میں سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے پھر اس بات کو مزید واضح کرنے کے لیے اشرف الخلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ فرمایا: ﴿لَيۡسَ لَكَ مِنَ ٱلۡأَمۡرِ شَيۡءٌ﴾(آل عمران:128)

(کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے)

اور یہ آیت اس وقت اتری جنگ احد کے بعد جب کافروں نے بہت شدید حملہ کیا مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور ستر عظیم صحابہ کو شہید کیا ان میں سے سیدنا حمزہ بن عبد المطلب بھی شامل تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت شدید دکھ ہوا پورا ایک مہینہ فجر کی نماز کے وقت دعائے قنوت میں بددعا کرتے رہے مشرکین کو جو جنگ احد میں شامل تھے پورا ایک مہینہ۔ اس ایک مہینے کی بددعا کے بعد دیکھیں مسجد نبوی، دعا کرنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آمین کہنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم، دنیا کے بہترین انسان بہترین جگہ پر موجود ہیں اور بددعا کر رہے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ آمین کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے جواب میں کیا فرمایا؟ ﴿لَيۡسَ لَكَ مِنَ ٱلۡأَمۡرِ شَيۡءٌ﴾۔ صحیح بخاری میں تفسیر میں جا کر دیکھیں اس آیت کی واضح الفاظ میں ہے کہ یہ آیت اس موقع پر اتری جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طریقے سے بددعا کی ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں جانوں اور وہ جانیں آپ اس میں کچھ نہیں کر سکتے۔

اگر کن فیکون ہوتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ یہ اگر عطا فرماتے عطا کی ہوتی تو ایک کن فیکون کہہ کر سب کو جلا دیتے ایک مہینے بددعا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف یہ نہیں بیان کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کن فیکون آپ کے پاس نہیں ہے بلکہ:

﴿لَيۡسَ لَكَ مِنَ ٱلۡأَمۡرِ شَيۡءٌ﴾ اس معاملے میں آپ کا کوئی ہاتھ ہی نہیں آپ کچھ کر ہی نہیں سکتے۔

تو یہ اس کے رد میں اتنا کافی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ہمیں ہماری ذریت کو سب مسلمانوں کو قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

"وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"
"وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ اَجمَعِين"
سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب اليك

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو دروس (چاربنیادی قاعدے) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

دروس